حضرت

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

سے

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

کے رُوحانی رشتے

سید نفیس الحسینی

ناشر

سید احمد شہید اکادمی

نفیس منزل

۱۷۷/۳ کریم پارک ○ لاہور ○ فون: ۷۷۲۸۱۹۰

سید احمد شہیدؒ

سے

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی رشتے

سید نفیس الحسینی

ناشر

سید احمد شہید اکادمی

نفیس منزل

۳/۱۷۷ کریم پارک ○ لاہور

فون: ۷۷۲۸۱۹۰

اشاعت اوّل

محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

مارچ ۲۰۰۳ء

نام کتاب : حضرت سیّد احمد شہیدؒ سے
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے روحانی رشتے

تالیف : سیّد نفیس الحسینی

مطبع : اولمپیا پریس لاہور

ناشر : سیّد احمد شہیدؒ اکادمی کریم پارک لاہور

قیمت :

تقسیم کار
مکتبہ سیّد احمد شہیدؒ
اردو بازار لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا
اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا

(سورۃ الاحزاب ۔ ۲۳)

ان ایمان والوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ انھوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا، اسے سچ کر دکھایا۔ پھر ان میں کچھ وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے، اور کچھ وہ ہیں، جو (شہادت کے) مشتاق ہیں، اور انھوں نے ذرا سا بھی ردّو بدل نہیں کیا۔

مدحتِ سبطِ قسیمِ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گلابِ ناب سے دھوتا ہوں مغزِ اندیشہ
کہ فکرِ مدحتِ سبطِ قسیمِ کوثر ہے

وہ کون امامِ جہان و جہانیان احمدؒ
کہ محض مقتدیٔ سُنّتِ پیمبر ہے

زمیں کو مہرِ فلک سے نہ کیوں ہو دعویٔ نور
کہ اُس کا رایتِ اقبال سایہ گستر ہے

عروجِ سنگِ درِ قصرِ جاہ یہ کہ جسے
ہزار طعنِ حضیضِ اَوجِ لامکاں پر ہے

زبسکہ کام نہیں ہے اسے سوائے جہاد
جو کوئی اس سے مقابل ہے سو وہ کافر ہے

شرف ہے مہر کو اس کے زمانے سے ذُم
زبسکہ روز و شب انصاف سے برابر ہے

وہ بادشاہِ ملائک سپاہ، کوکبِ دیں
کہ نورِ شمس و قمر جس کی گردِ لشکر ہے

وہ شعلہ خصلتِ الحاد سوز، کفر گداز
کہ جس کا نقشِ قدم مہرِ روزِ محشر ہے

وہ برقِ خرمنِ اربابِ شرک و اہلِ ضلال
کہ شعلہ خوشۂ حاصل تو دانہ اخگر ہے

وہ قہرمانِ فلک توسن و نجوم حشم
کہ ترکِ چرخ غلام اس کا مہر چاکر ہے

وہ شاہِ مملکتِ ایماں کہ جس کا سالِ خروج
اِمامِ برحق مہدی نشاں علی فر ہے
۲ ۲ ۲ ۱ ھ

جو سیّد احمدؒ امامِ زمان و اہلِ زماں
کرے ملاحدِ بے دیں سے ارادۂ جنگ

تو کیوں نہ صفحۂ عالم پہ لکھے سالِ دعا
خروجِ مہدیٔ کفار سوز، کلکِ تفنگ
۲ ۳ ھ ۲ ۱۰

حکیم مومن خان مومن رحمہ اللہ

مضامین

۱ حالات حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ مع رسالۂ اشغال
۲ حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی شہید رحمۃ اللہ علیہ
۳ حضرت سید نصیر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۴ حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ
۵ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۰
۶ حضرت سید احمد شہیدؒ سے حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے روحانی رشتے ۱۲۰
۷ ضمیمہ ۱۴۱

۔خطبات شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ
رسالۂ اشغال خطی نسخہ۔ مکاتیب سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ
اقتباس منظورۃ السعداء ۔ مایار کی جنگ ۔نظم شہیدانِ بالاکوٹ ۔
کتبہ شہدائے مایار ۔ شجرات ضیاء القلوب ۲۲۳

مذکورہ بالا مضامین وقتاً فوقتاً لکھے گئے اور رسائل میں شائع ہوتے رہے اِس بنا پر بعض مضامین میں تکرار ہو گئی ہے ۔
حضرت حاجی عبدالرحیمؒ ولایتی شہید اور حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ کے مضامین تازہ ہیں ۔

نفیس الحسینی

پیشکش: سیّد احمد شہید اکیڈمی

رسالۂ اشغال

سلاسلِ عالیہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ کے اذکار و مراقبات و شجرات کا گلدستہ

تالیف فارسی

امیر المومنین امام المجاہدین مجددِ مائۃ سیزدہم (۱۳) حضرت سید احمد شہید قدس اللہ سرہٗ

۱۲۰۱ھ ـــــــ ۱۲۴۶ھ

ترجمہ

سیّد نفیس الحسینی

ناشر

سیّد احمد شہید اکادمی

نفیس منزل

۱۷۷/۳ کریم پارک ○ لاہور

فون ۲۹۱۵۰ ــــ

تعارف

پیشِ نظر "رسالۂ اشغال" امیر المومنین امام المجاہدین مجدد مأتہ سیزدہم حضرت سید احمد شہید قدس سرہٗ کی تالیف ہے۔ شہادت سے چار سال پیشتر مختتم ذی الحجہ ۱۲۴۲ھ کو بمقام تختہ بند (علاقۂ سرحد) آپ نے طالبینِ سلوک کے لیے اذکار و مراقبات اور شجراتِ سلاسل کا یہ مجموعہ مرتب فرمایا تھا۔ اس سے پہلے آپ کے ملفوظات اور اذکار و مراقبات پر مشتمل ایک بلند پایہ کتاب "صراطِ مستقیم" (سنِ تالیف ۱۲۳۳ھ) مشہورِ عالم ہے جس کی جمع و ترتیب کا کام حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحی صاحب بڈھانویؒ نے انجام دیا تھا۔ "رسالۂ اشغال" میں بھی وہی اذکار و مراقبات مختصر مگر جامع انداز میں دیئے گئے ہیں، البتہ اس رسالہ کی ایک جزوی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت سید صاحبؒ نے سلاسلِ طریقت کے شجرات بھی شامل فرما دیئے ہیں۔ آخر میں مزید ایک اجازت نامہ بھی مرقوم ہے۔

"رسالۂ اشغال" "مکاتیبِ سید احمد شہیدؒ" کے اس خطی نسخے میں شامل ہے، جسے راقم سطور نے مرتب کر کے ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء میں سید احمد شہید اکیڈمی کی طرف سے شائع کرا دیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء کی مبارک ساعتوں میں ناچیز نے اسے اردو میں منتقل کر دیا ہے۔ یہ تحفۂ درویش اہلِ قلب و نظر کی خدمت میں حاضر ہے۔ ؏

گر قبول افتد زہے عز و شرف

نفیس الحسینی

انتساب

قطب الارشاد حضرت مولانا و مرشدنا شاہ عبد القادر رائپوری قدس سرہٗ کی روحِ پُرفتوح کے نام
جو حضرت سید احمد شہیدؒ کے سلسلۂ عالیہ میں بچند واسطہ اس طرح منسلک ہیں:

قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائپوری قدس سرہٗ (م ۱۳۸۲ھ)

قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائپوری قدس سرہٗ (م ۱۳۳۷ھ)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی قدس سرہٗ (م ۱۳۲۳ھ)

قطب الاقطاب شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ (م ۱۳۱۷ھ)

قطب دوراں نور الاسلام حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ (م ۱۲۵۹ھ)

مجدد الاسلام امام المجاہدین امیر المومنین حضرت سید احمد شہید قدس سرہٗ (م ۱۲۴۶ھ)

ہادئ زمانہ مُرشدِ یگانہ

ذیل میں تصوف وسلوک کی مشہور کتاب "صراطِ مستقیم" کے "خاتمہ" کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

"صراطِ مستقیم" کے مُرتب زبدۃ الاولیاء الکاملین، عُمدۃ العلماء المجاہدین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید قدس سرہ نے اپنے پیر و مُرشد امیر المومنین، امام المجاہدین، قطب الاقطاب مجدد مائۃ سیزدہم حضرت سید احمد شہید قدس سرہ کے حصولِ نسبت نبوت اور تحصیلِ سلوکِ ولایت پر عارفانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے۔

جی چاہتا ہے کہ "خاتمہ" سے پہلے ابتدائیہ کی وہ سطور بھی نقل کر دی جائیں جن میں مرید اخلاص کیش و جاں نثار نے اپنے مُرشدِ یگانہ و ہادئ زمانہ کو عقیدت و محبت کی زبانِ شیریں سے ان الفاظ میں یاد کیا ہے:

"عاجز ذلیل الراجی لرحمۃ اللہ الجلیل بندۂ ضعیف محمد اسمٰعیل کہ نعم الٰہی دربارۂ این ضعیف نامتناہی است واز اعاظم آں حضورِ محفلِ ہدایت بمنزلِ ملازمانِ فخر خاندانِ سیادت، مرجعِ اربابِ ہدایت، مرکزِ دائرۂ ولایت، دلیلِ سبیلِ فلاح و رشاد، رہنمائے طریقِ استقامت وسداد، مظہرِ انوارِ نبوی، منبعِ آثارِ مُصطفوی، سلالۂ خاندانِ صلبِ طاہرِ سید الاولیاء اعنی علی مرتضیٰؓ، نقاوۂ دُودمانِ سبطِ اکبر سند الاصفیاء اعنی حسن مُجتبیٰؓ، مقتدائے اصحاب شریعت، پیشوائے اربابِ طریقت، ہادئ زمانہ، مُرشدِ یگانہ، سراج المحبین، تاج المحبوبین الامام الاوحد السید احمد مَتَّعَ اللّٰہُ المُسلِمِینَ بِطُولِ بَقَائِہٖ وَ نَفَعنَا وَسَائِرِ الطَّالِبِینَ بِاَقوَالِہٖ وَ اَفعَالِہٖ وَ اَحوَالِہٖ است"۔

پس جاننا چاہیے کہ حضرت الیشان (سید احمد شہید) کی جبلت ابتدائے فطرت ہی سے کمالات طریق نبوت پر اجمالاً مائل تھی۔ اِس طریق کے آثار یعنی وجدانی طور پر مناجات کی لذت پانا، بالخصوص نماز میں، اور شرع شریف کی تعظیم، اتباعِ سُنّت کی نہایت درجہ رغبت، آلودگیٔ بدعت سے کمال نفرت، طاعات کی طرف طبعی میلان اور معاصی و سیئات سے جبلی کراہت بچپن سے آپ پر ظاہر و باہر تھی۔ القصہ طہارتِ جبلیہ کے آثار آپ کی طبیعت کی تہ میں ظاہر اور سعادتِ ازلیہ کے انوار آپ کی جبینِ مبارک پر ہویدا تھے۔ حتیٰ کہ سعادتوں کے خزائن کی کلید کہ جس کی مدد سے ہر دو طریق یعنی طریق نبوت اور طریق ولایت کے بند دروازے کھُل جائیں، آپ کے ہاتھ آگئی۔ یعنی آپ جناب ہدایت مآب۔ قدوۂ اربابِ صدق و صفا، زبدۂ اصحاب فنا و بقا، سید العُلمار وسند الاولیار، حجۃ اللہ علی العالمین، وارث الانبیار والمرسلین، مرجع ہر ذلیل و عزیز مولانا و مُرشدنا الشیخ عبدالعزیز متع اللہ المسلمین بطول بقائہ واعزنا وسائر المسلین بمجدہٖ وعلائہٖ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ کو اُن کے حضور طریقۂ نقشبندیہ میں بعیت کا شرف حاصل ہُوا۔ حصول بعیت کے یُمن اور آنجناب کی توجہات کی برکت سے آپ پر نہایت عجیب و نادر معاملات ظاہر ہُوئے۔ اُنھیں وقائع عجیبہ کے سبب کمالاتِ طریق نبوت جو ابتدائے فطرت ہی سے اجمالی طور پر مندرج تھے، تفصیل و شرح کے ساتھ انجام پائے اور مقاماتِ طریق ولایت نہایت اچھی صورت میں جلوہ گر ہُوئے۔

ان معاملات میں سب سے اوّل اور افضل یہ ہے کہ آپ نے جناب رسالتمآب صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے تین کھجوریں اپنے دست مبارک سے آپ کو کھلائیں، اس انداز سے کہ ایک ایک کھجور اپنے دست مبارک میں لے کر آپ کے دہن میں رکھتے تھے۔ اسکے بعد جب آپ بیدار ہُوئے تو اپنے اندر اس رؤیائے حقہ کا اثر ظاہر و باہر محسوس کیا۔

اس واقعہ سے آپ کو سلوکِ طریقِ نبوت کی ابتدا حاصل ہو گئی۔

بعد ازاں ایک دن جنابِ ولایت مآب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور جنابِ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں دیکھا۔ پس جنابِ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے دستِ مبارک سے غسل دیا اور آپ کے بدن کو خوب اچھی طرح سے مَل مَل کر دھویا جس طرح والدین اپنے بچوں کو نہلاتے دھلاتے ہیں پھر جناب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ایک نہایت نفیس لباس اپنے دستِ مبارک سے آپ کو پہنایا۔ پس اس واقعہ کے سبب سے کمالاتِ طریقِ نبوت نہایت جلوہ گر ہوئے اور مقبولیتِ ازلی جو کہ ازل الآزال میں مخفی تھی منصہ ظہور پر آگئی عنایتِ رحمانی اور تربیتِ یزدانی بغیر کسی واسطے کے آپ کے حال کی متکفل ہوئی۔ اور "معاملاتِ متواترہ" اور "وقائعِ متکاثرہ" پے در پے وقوع میں آئے۔ یہاں تک کہ ایک روز حضرت جل و علا نے نے آپ کا داہنا ہاتھ اپنے "دستِ قدرتِ خاص" میں پکڑا اور "امورِ قدسیہ" میں سے ایک چیز جو کہ نہایت رفیع و بدیع تھی، آپ کے سامنے کر کے فرمایا، ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے اور دیگر چیزیں بھی دیں گے۔

حتیٰ کہ ایک شخص نے حضرت سید صاحبؒ کی خدمت میں بیعت کی استدعا کی۔ حضرت اُن دنوں عام طور پر بیعت نہیں لیا کرتے تھے، اِس بنا پر اُس شخص کی التماس قبول نہ فرمائی۔ اُس نے نہایت درجہ الحاح کی، حضرت نے اُسے فرمایا: کہ ایک دو روز توقف کرنا چاہیے بعد میں جو کچھ مناسب وقت ہوگا وہی عمل میں آئے گا۔ پھر آپ حضرت حق کی جناب میں استفسار و اجازت کے لیے متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کے بندوں میں سے ایک بندہ مجھ سے بیعت کی استدعا کرتا ہے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا ہے اور اس جہان میں جو کوئی کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ہمیشہ دستگیری کا پاس کرتا ہے۔ آپ کے اوصاف کو مخلوقات کے اخلاق سے کچھ بھی نسبت نہیں، پس اس

معاملہ میں کیا منظور ہے؟ بارگاہ حق سے حکم ہوا کہ "جو لوگ تمہارے ہاتھ پہ بیعت ہوں گے، اگرچہ وہ لاکھوں کی تعداد میں ہوں، ہم سب کو کفایت کریں گے"۔

القصہ اس قسم کے واقعات اور ایسے ایسے معاملات سینکڑوں پیش آئے۔ یہاں تک کہ کمالاتِ طریق نبوت اپنی انتہائی بلندی کو پہنچے اور الہام اور کشف علوم حکمت کے ساتھ انجام پذیر ہوئے۔ یہ ہے طریق استفادہ کمالاتِ راہِ نبوت۔

اور کمالاتِ راہِ ولایت کے استفادہ کا طریق، اوّل اس طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اولیاء اللہ کے طریقوں میں سے ہر طریق میں مجاہدات و ریاضات، اذکار و اشغال اور مراقبات معین کیے ہوئے ہیں۔ ان امور میں سے ہر ایک امر طالب کے نفس میں اثر پیدا کرتا ہے اور اشغال کے ثمرات وارد ہونے کے سبب سے ایک "امر مستقر" طالب کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس امر کے سبب سے طالب عالم قدس سے ارتباط رکھتا ہے۔ اور وہی امر حضرت حق جل وعلا کے ساتھ طالب کے علاقے کا موجب ہوتا ہے وہ امر ہمیشہ طالب کے نفس میں موجود رہتا ہے، خواہ اس امر کی جانب طالب کی نظر ہو یا نہ ہو۔ ہاں اس امر کی طرف توجہ کے سبب اس کے آثار منصۂ ظہور پر آجاتے ہیں ورنہ اس کے جوہر نفس میں مخفی رہتے ہیں۔ اس امر کو عرف قوم (صوفیہ) میں "نسبت" کہتے ہیں۔ مثال اس کی یہ ہے کہ ایک شخص جو معقول کی کتابوں کی تکرار خواندگی کرتا ہے یا دوسرے صنائع جیسے موسیقی یا آہنگری یا زرگری کی مشق کرتا ہے تو کچھ مدت کے بعد اس کے اندر ایک "امر مستقر" پیدا ہو جائے گا، جسے ملکۂ صناعت کہتے ہیں۔ وہ ملکہ اس شخص کے نفس میں دائما مستقر رہتا ہے خواہ وہ شخص اس ملکہ کی جانب التفات کرے یا نہ کرے۔ ہاں البتہ جب یہ شخص اس ملکہ کی طرف التفات کرتا ہے اور اس کو بروئے کار لاتا ہے تو اس کے آثار ظہور پذیر ہوتے ہیں ورنہ پردۂ اخفا میں مخفی رہتے ہیں۔

جب اس مقدمہ کی تمہید ہو چکی تو جاننا چاہیے کہ اگرچہ عادت اللہ اس قانون پر جاری ہے کہ مجاہدات و ریاضات و اذکار و اشغال کے مبادی کی تحصیل کے بعد "نسبت" ہاتھ آتی ہے۔ لیکن خرقِ عادت کے طور پر بعض نفوسِ کاملہ کو اوّلاً نسبت حاصل ہوتی ہے بعد ازاں مبادی۔ مثلاً عادۃ اللہ اس قانون پر جاری ہے کہ کتاب و سنّت کے مضامین کُتبِ عربیہ اور فنونِ ادبیہ کی تحصیل کے بعد ہاتھ آتے ہیں لیکن بعض نفوسِ کاملہ کو خرقِ عادت کے طور پر اوّلاً ان مضامینِ لطیفہ پر اطّلاع بخشی جاتی ہے، اسے اصطلاحِ قوم (صوفیہ) میں علمِ لدُنّی کہتے ہیں۔ فنونِ ادبیہ انھیں ثانیاً حاصل ہوتے ہیں، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تحصیلِ مبادی میں وہ دُوسرے مبتدیوں کی مانند ان فنون کے اساتذہ کے محتاج ہوتے ہیں بلکہ کبھی کبھی مبادی سے عاری ہی رہ جاتے ہیں۔

القصہ حضرتِ ایشان (سیّد صاحب) کو تینوں طریقوں یعنی قادریہ، چشتیہ اور نقشبندیہ کی نسبت مبادی سے پہلے حاصل ہو گئی۔ نسبتِ قادریہ و نقشبندیہ کا بیان تو اس طرح ہے کہ آنجناب ہدایت مآب (حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ) کی بیعت کی برکت اور ان کی توجّہات کے یُمن سے جنابِ حضرتِ غوث الثقلینؒ اور جنابِ حضرتِ خواجہ بہاءالدین نقشبندؒ کی مقدس رُوحیں آپ کے متوجّہ حال ہُوئیں اور قریباً ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو روحین مقدسین کے مابین فی الجملہ ایک تنازع رہا۔ کیونکہ ان ہر دو اماموں میں سے ہر ایک آپ کو تمام اپنی جانب جذب کرنے کا متقاضی تھا۔ یہاں تک کہ تنازع کا زمانہ گزرنے اور شرکت پر مصالحت واقع ہونے کے بعد ایک روز دونوں مقدس رُوحیں حضرت پر جلوہ گر ہوئیں اور تقریباً ایک پہر تک دونوں امام آپ کے نفسِ نفیس پر "توجہ قوی اور تاثیرِ زور آور" فرماتے رہے، حتیٰ کہ اسی ایک پہر میں حضرت کو ہر دو طریقہ کی نسبت نصیب ہو گئی۔

اور نسبتِ چشتیہ کا بیان اس طرح ہے کہ ایک روز حضرتِ ایشان (سیّد احمد شہید)

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مرقدِ منور کی طرف تشریف لے گئے اور اُن کے مرقدِ مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ اس اثنا میں اُن کی رُوحِ پُرفتوح سے مُلاقات متحقق ہُوئی، آنجناب حضرتِ قطب الاقطاب نے آپ پر بہایت قوی توجّہ فرمائی۔ اس توجّہ کی وجہ سے نسبتِ چشتیہ کا ابتدائی حصول متحقق ہو گیا۔ اِس واقعہ سے ایک مدت گزرنے کے بعد ایک روز مسجد اکبر آبادی واقع شہر دہلی (اللہ تعالیٰ اسے آفاتِ زمانہ سے محفوظ رکھے) میں آپ اپنے مستفیدوں کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے، چنانچہ راقم الحروف بھی اس محفلِ ہدایت منزل کے آستان بوسوں کی سلک میں منسلک تھا، سب حاضرینِ محفل مراقبہ کے گریبان میں سر ڈالے ہُوئے تھے، اور حضرت سب مستفیدوں پر توجّہ فرما رہے تھے۔ اس مجلسِ ملائک مانس کے اختتام کے بعد کاتب الحروف کی طرف متوجّہ ہو کر فرمایا کہ آج حق جل وعلانے محض اپنی عنایت سے بلا واسطہ کسی کے نسبتِ چشتیہ کا اختتام ہمیں ارزانی کیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے طریقۂ چشتیہ کی تلقین و تعلیم میں بازوئے ہمت کھولا اور اشغال کی تجدید فرمائی جن پر یہ کتاب مستطاب (صراطِ مستقیم) مشتمل ہے۔ یہ ہے طریقہ تینوں نسبتوں کے استفادے کا۔

اور باقی تمام نسبتوں، نسبتِ مجددیہ و شاذلیہ وغیرہ کا استفادہ، تو جاننا چاہیے کہ کمالاتِ راہِ نبوت، اربابِ کمال کی بصیرت کو کحلِ قُدسی سے سُرمہ ناک کر دیتے ہیں اور کحلِ قدسی کی وجہ سے اُن کا نُورِ بصیرت حدت و تیزی اختیار کر لیتا ہے۔ اُن کی رُوحِ قدسی آنکھ کی مانند کُھل جاتی ہے حتیٰ کہ وہ جس چیز کی طرف التفات کرتے ہیں اُس چیز کے دقائق در دقائق کو اپنی استعداد کے مطابق کماحقہٗ پا لیتے ہیں۔ پس گویا ولایت کی تمام نسبتیں سالک راہِ نبوت کے کمال میں مجملاً مندرج ہوتی ہیں۔ جُونہی کسی چیز کی طرف ایک ادنیٰ التفات متحقق ہُوا تو اس چیز کی حقیقت اپنی تمام شرح و بسط کے ساتھ اُن کی بصیرت کے سامنے حاضر ہو جاتی ہے۔

مجدّدِ اسلام حضرت سیّد احمد شہیدؒ

انوارِ شریعت و فیوضِ طریقت کا مجمع البحرین

یہ مضمون حضرت مولانا سیّد ابو الحسن علی ندوی کی گرانقدر تالیف "سیرت سیّد احمد شہید" سے ملخص ہے

نفیس الحسینی

قطب العالم مجدّدِ دین وملت حضرت سیّد احمد شہیدؒ کی ولادت باسعادت بمقام تکیہ رائے بریلی (ہند) صفر ۱۲۰۱ھ میں ہوئی۔ آپ کا خاندان برِصغیر کے برگزیدہ خاندانوں میں شمار ہوتا ہے آپ حضرت سیّد شاہ عَلَم اللہ نقشبندیؒ کی اولاد میں سے تھے جنہیں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے خلیفۂ اجل حضرت سیّد آدم بنوری قدس سرہٗ سے نسبتِ بیعت و اجازت حاصل تھی۔

آپ کا نسب نامہ حسب ذیل ہے:

سیّد احمد شہید بن سیّد محمد عرفان، بن سیّد محمد نور بن سیّد محمد ہدیٰ بن سیّد شاہ علم اللہ بن سیّد محمد فضیل بن سیّد محمد معظّم بن سیّد احمد بن قاضی سیّد محمود بن سیّد علاء الدین بن سیّد قطب الدین محمد ثانی بن سیّد صدر الدین ثانی بن سیّد زین الدین بن سیّد احمد، بن

سید علی بن سید قیام الدین بن سید صدر الدین بن قاضی سید رکن الدین بن امیر سید نظام الدین بن امیر کبیر سید قطب الدین محمد حسنی الحسینی المدنی الکڑوی بن سید رشید الدین احمد مدنی بن سید یوسف بن سید عیسیٰ بن سید حسن بن سید ابی الحسن بن ابی جعفر بن قاسم بن ابی محمد عبداللہ بن سید حسن الاعور الجواد نقیب کوفہ بن سید محمد ثانی بن ابی محمد عبداللہ الاشتر بن سید محمد صاحب النفس الزکیہ بن عبداللہ المحض بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؓ بن امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

حضرت حسن مثنیٰ کی شادی اپنے عم نامدار شہید کربلا حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فاطمہ صغریٰ سے ہوئی تھی اس لیے اس خاندان کو حسنی حسینی کہا جاتا ہے۔ ابتدا ہی سے آثار رُشد و ہدایت آپ کی جبین مبارک میں روشن تھے۔ ذوقِ عبادت، شوقِ جہاد اور جذبۂ خدمت خلق سن شعور ہی سے طبیعتِ مبارک میں راسخ تھا۔ شباب کا زمانہ قریب آیا تو والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ حالات کے تقاضے سے آپ نے پہلے لکھنؤ اور پھر دہلی کا سفر کیا۔ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کے خاندان سے آپ کے خاندان کے گہرے روابط تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں

دہلی پہنچ کر آپ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب نے مصافحہ و معانقہ کے بعد دریافت کیا کہ کہاں سے تشریف لائے؟ آپ نے عرض کیا، رائے بریلی سے۔ فرمایا کس خاندان سے ہیں؟ عرض کیا وہاں کے سادات میں شمار ہے۔ فرمایا کہ سید ابوسعید صاحب و سید نعمان صاحب سے واقف ہیں؟ سید صاحب نے عرض کیا کہ سید ابوسعید صاحب میرے نانا اور سید نعمان صاحب میرے حقیقی چچا ہیں۔ شاہ صاحب نے اُٹھ کر دوبارہ مصافحہ و معانقہ کیا اور پوچھا کہ کس غرض کے لیے اس طویل سفر کی تکلیف برداشت کی۔ سید صاحب

نے جواب دیا کہ آپ کی ذاتِ مبارک کو غنیمت سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی طلب کے لیے یہاں پہنچا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ اللہ کا فضل اگر شاملِ حال ہے تو اپنے ددھیال اور ننھیال کی میراث تم کو مل جائے گی۔ اس وقت شاہ صاحب نے ایک ملازم کی طرف اشارہ فرمایا کہ "سید صاحب کو بھائی مولوی عبد القادر صاحب کے یہاں پہنچا دو اور ان کا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دے کر کہنا کہ اس عزیز مہمان کی قدر کریں اور ان کی خدمت میں کوتاہی نہ کریں۔ ان کا مفصّل حال ملاقات کے وقت بیان کروں گا۔" سید صاحب حسبِ ارشاد اکبر آبادی مسجد میں ترجمان القرآن حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ کی تربیت میں ٹھہر گئے۔ سید صاحبؒ کو خاندانِ ولی اللٰہی کے ان دونوں بزرگوں سے استفادہ کا موقع ملا۔ شاہ عبد القادر صاحبؒ کو سید صاحبؒ سے بڑی محبت تھی۔ "امیر الروایات" میں ہے کہ شاہ عبد القادر صاحبؒ نے سید صاحبؒ کی بعض ادائیں دیکھ کر حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ سے انھیں مانگ لیا تھا۔

شرفِ بیعت

سید صاحبؒ نے حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ سے کچھ پڑھنا بھی شروع کر دیا۔ چند دنوں کے بعد ایک شبِ جمعہ کو آپ نے حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ شاہ صاحبؒ نے طرقِ ثلاثہ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ میں آپ کو داخل فرمالیا اور ذکر و اشغال تلقین فرمائے۔ سید صاحبؒ مسجد اکبر آبادی میں مشغول بحق رہتے تھے۔ حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ نے بھی ایک مدت تک آپ کو سلوک کی تعلیم و تربیت فرمائی۔

آپ کو چند دنوں میں اس قدر باطنی ترقی ہوئی اور وہ بلند مقامات حاصل ہوئے جو بڑے بڑے سالکین و مشائخ کو برسہا برس کی ریاضت و مجاہدہ سے کم حاصل ہوئے ہیں۔ آپ پر بیداری و خواب میں اس قدر انعاماتِ الٰہیہ کی بارش ہوئی جس کی نظیر کم بزرگوں کی تاریخ میں ملتی ہے مخزنِ احمدی

اور سوانح احمدی سے ایک واقعہ جو مشتے نمونہ از خروارے کی حیثیت رکھتا ہے نقل کیا جاتا ہے:

انعاماتِ شبِ قدر

"قیامِ دہلی کے اثنار میں رمضان المبارک پڑا۔ اکیسویں شب کو آپ حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس عشرہ کی کس رات میں شب بیداری کرکے شب قدر کی سعادت حاصل کی جائے۔ شاہ صاحبؒ نے تبسم ہو کر فرمایا کہ فرزندِ عزیز، شب بیداری کا جو روزانہ معمول ہے، اسی طرح ان راتوں میں بھی عمل کرو، صرف شب بیداری سے کیا ہوتا ہے دیکھو چوکیدار اور سپاہی ساری رات جاگتے رہتے ہیں مگر اس دولت سے بے نصیب و محروم رہتے ہیں۔ اگر تمھارے حال پر اللہ کا فضل ہے تو شب قدر میں اگر تم سوتے بھی ہو گے تو اللہ تمھیں جگا کر ان برکات میں شریک کر دے گا۔ سید صاحبؒ یہ سن کر اپنے مسکن پر آگئے اور عادت کے مطابق شب بیداری کا معمول رکھا۔ ستائیسویں شب کو آپ نے چاہا کہ ساری رات جاگوں اور عبادت کروں مگر عشار کی نماز کے بعد کچھ ایسا نیند کا غلبہ ہوا کہ آپ سو گئے۔ تہائی رات کے قریب دو شخصوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر جگایا۔ آپ نے خواب ہی میں دیکھا کہ آپ کے داہنے طرف حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہیں اور آپ سے فرما رہے ہیں۔ "احمد، اٹھ اور غسل کر۔" سید صاحبؒ ان دونوں حضرات کو دیکھ کر دوڑ کر مسجد کے حوض کی طرف گئے اور باوجودیکہ سردی سے حوض کا پانی یخ ہو رہا تھا۔ آپ نے اس سے غسل کیا اور فارغ ہو کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرزند، آج شب قدر ہے یادِ الٰہی میں مشغول ہو اور دعار و مناجات کرو۔ اس کے بعد دونوں حضرات تشریف لے گئے۔"

مؤلفِ "مخزنِ احمدی" لکھتے ہیں کہ اس کے بعد سید صاحبؒ بارہا فرمایا کرتے تھے:

"اس رات کو اللہ کے فضل سے وارداتِ عجیب و واقعاتِ غریب دیکھنے میں آئے۔ تمام درخت، پتھر اور دُنیا کی ہر چیز سجدہ میں تھی اور تسبیح و تہلیل میں مشغول، مگر ان ظاہری آنکھوں سے اپنی اپنی جگہ کھڑی معلوم ہوتی تھی۔ اس وقت فنائے کلی اور استغراقِ کامل مجھے حاصل ہُوا۔ صبح میں نے حضرت شاہ صاحبؒ سے سب حال بیان کیا، آپ بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج کی شب تم اپنی مُراد کو پہنچ گئے" اس وقت سے ترقیات و علوِّ درجات کے آثار ظاہر ہونے لگے۔

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے "صراطِ مستقیم" کے خاتمے میں اس قسم کے متعدد واقعاتِ عجیبہ و وارداتِ نادرہ تحریر فرمائے ہیں جو حضرت سید صاحبؒ کے علوِّ مرتبہ اور باطنی کمالات پر شاہد عادل ہیں۔

رُتبۂ بلند

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ منشی نعیم کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

" اس اُمّت میں چالیس ابدال ہر وقت رہتے ہیں جن کے صدقے میں اہلِ زمین پر بارش برستی ہے اور انھیں رزق ملتا ہے اور اُنہی کے صدقے میں نصرت حاصل ہوتی ہے۔ چہ عجب کہ سید احمد کو بھی ایسا ہی رُتبہ مِل گیا ہو اس لیے اُن کے مقام کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔"

ایک عرصہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں رہنے کے بعد آپ اپنے وطن رائے بریلی تشریف لے گئے۔ دو برس کے قریب وہاں رہنا ہُوا۔ اِسی مدت میں آپ نے نکاح کیا۔ رائے بریلی سے ۱۲۲۶ھ میں دوبارہ آپ دہلی تشریف لے گئے۔

نواب امیر خاں کے لشکر میں

۱۲۲۷ھ میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی اجازت سے نواب امیر خاں والیٔ ریاست

ٹونک کے لشکر میں چلے گئے "منظورۃ السُّعداء" میں ہے :

بنا بر الہامیکہ درباب اقامت جہاد	اقامت جہاد کے بارے میں آپ کو جو
شد رہگرائے لشکرِ ظفر اثر... امیرالدولہ	الہامِ ربّانی ہُوا اس کی بنا پر آپ نواب
نواب امیر خاں بہادر مرحوم شُدند	امیر خاں کے لشکر کی طرف تشریف لے گئے

حضرت سیّد صاحبؒ نواب امیر خاں مرحوم کے لشکر میں چھ سال سے زائد رہے۔ سیّد صاحبؒ کے تذکرے اور تاریخیں اس زمانۂ قیام کی کرامات اور واقعاتِ غریبہ سے پُر ہیں۔ آپ نواب صاحب کو صحیح مشورے اور قیمتی امداد دیتے رہے۔

لشکر سے علیحدگی

۱۲۳۲ھ میں یہ صُحبت اس وقت ختم ہوئی جب بدقسمتی سے نواب امیر خاں کی انگریزوں سے صُلح ہوگئی۔ حضرت سیّد صاحبؒ نے لشکر سے علیحدگی اختیار کرلی اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں لکھا کہ "خاکسار قدمبوسی کو حاضر ہوتا ہے، یہاں لشکر کا کارخانہ درہم برہم ۱۰
ہوگیا۔ نواب صاحب انگریزوں سے مِل گئے۔ اب یہاں رہنے کی کوئی صورت نہیں"۔

شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا خواب

حضرت سیّد صاحبؒ کے دہلی پہنچنے سے ایک ہفتہ قبل حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد دہلی میں تشریف لائے ہیں اور لوگ جوق درجوق زیارت کے لیے دُور دُور سے آرہے ہیں۔ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ صاحبؒ کو شرفِ باریابی عطا فرمایا اور عصارِ مبارک دے کر فرمایا کہ اس عصا کو لے کر مسجد کے دروازہ پر بیٹھ جاؤ اور جو آنا چاہے اندر آکر اُس کا حال عرض کرو اور میری اجازت سے اندر بھیجو۔ شاہ صاحبؒ نے اس کی تعمیل کی اور ہزارہا بندگانِ خدا نے حضورؐ کی زیارت کی۔ صبح اُٹھ کر شاہ صاحبؒ سب سے

پہلے حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ خلیفۂ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور خواب کی تعبیر چاہی۔ شاہ غلام علی صاحبؒ نے فرمایا کہ سُبحان اللہ یُوسفِ وقت مجھ سے تعبیر پُوچھتا ہے۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر میں آپ کی زبان سے سُننا چاہتا ہُوں۔ شاہ غلام علی صاحبؒ نے فرمایا کہ اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے یا آپ کے کسی مُرید رشید کے ذریعے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہدایت وفیض کا سلسلہ جاری ہوگا۔ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے فرمایا کہ میرے خیال میں بھی یہی تعبیر آئی تھی۔

رجُوعِ عام

ایک ہفتہ کے بعد حضرت سیّد صاحبؒ دہلی تشریف لائے او حسبِ معمول اکبر آبادی مسجد میں قیام فرمایا اور لوگوں کا رجُوع ہُوا۔ انھیں دنوں میں شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحیؒ اور حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد اسمٰعیل (نبیرۂ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ) آپ کے حلقۂ بیعت و ارادت میں داخل ہوئے۔

مُرشدِ وقت حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی زندگی میں ان اماموں کا کسی کی بیعت میں داخل ہونا معمولی واقعہ نہ تھا۔ اس کا بڑا چرچا ہُوا۔ جوق در جوق علماء و فضلاء و صالحین بیعت ہونے لگے۔ شاہ صاحبؒ کے خاندان کے اکثر افراد شاہ صاحب کی اجازت سے اور مولانا محمد یُوسف صاحب نبیرۂ حضرت شاہ اہل اللہ صاحب برادر حضرتِ شاہ ولی اللہ صاحبؒ مع خاندان، مولوی وجیہ الدین صاحبؒ، حکیم مغیث الدین صاحب، حافظ معین الدین صاحبؒ وغیرہ مع خاندان و اقربا مُرید ہوئے اور ایسی مقبولیت وشہرت ہوئی کہ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا سماں بندھ گیا۔

تبلیغی اسفار

دن بدن آپ کی مقبولیت وشہرت بڑھتی گئی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دفعۃً لبنے

بندوں کے قلوب عموماً اور علماء و صلحاء کے خصوصاً آپ کی طرف پھیر دیئے ہیں۔ باہر سے کثرت سے دعوت نامے آنے شروع ہوئے اور آپ حضرت شاہ صاحبؒ کی اجازت سے پھلت، سہارنپور، مظفر نگر، دیوبند، لہاری، نانوتہ، کاندھلہ، گڈھ مکتیسر، رامپور، بریلی، شاہجہانپور اور دوسرے قصبات و مقامات پر تشریف لے گئے اور وہاں سینکڑوں خاندانوں اور ہزاروں آدمیوں نے بعیت اور شرک و بدعت اور قدیمی خلافِ شرع رسوم سے توبہ کی۔ آپ کا یہ سفر بارانِ رحمت کی طرح تھا کہ جہاں سے گزرتا سر سبزی و شادابی، بہار اور برکت چھوڑ جاتا ہے۔ سب سے زیادہ سیّد صاحبؒ کا اثر دہلی اور سہارنپور کے نواح میں ہوا اور حقیقت میں آپ کے یہی مرکز رہے۔ اس تمام سفر میں مولانا اسمٰعیل صاحبؒ اور مولانا عبدالحی صاحبؒ ہمرکاب تھے۔ ان کے مواعظ سے بہت اصلاح و انقلاب ہوا۔ اس ایک سفر نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیہ باطن اور بڑے بڑے علماء و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے۔ ہر ہر جگہ سینکڑوں آدمی متقی، متورع، عابد، متبع سنت اور ربانی بن گئے۔ ہزاروں فاسق صالح اور اولیاء اللہ ہو گئے۔ بیسیوں آدمی قتل کے ارادہ سے آئے اور جاں نثار بن گئے اور گھر بار چھوڑ کر آپ کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ میدانِ جنگ میں شہید ہو گئے۔ جس نے ایک مرتبہ زیارت کر لی وہ آپ کے رنگ میں رنگ گیا اور مرتے مرتے مر گیا مگر شریعت سے ایک قدم نہ ہٹا۔ عورتوں اور بچوں کی بھی یہی حالت تھی، جوق در جوق لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی آنکھیں روشن کرتے، ایمان تازہ کرتے، دعوت دیتے اور اپنے گھر، مال و اولاد میں برکت حاصل کرتے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ لوگوں نے دعوت کی ہے، اور دس پانچ آدمیوں کے اندازہ سے کھانا پکوایا، لیکن وقت پر سو ڈیڑھ سو آدمی سیّد صاحبؒ کے خادم اور معتقد آ گئے۔ صاحب خانہ نہایت پریشان ہوئے۔ سیّد صاحبؒ نے اپنی چادر دے دی وہ کھانے پر ڈال دی گئی اور کھانا نکالا گیا اور سب کے لیے کافی ہوا بلکہ بچ گیا۔

حضرت حاجی شاہ عبد الرحیم ولایتیؒ کی بیعت

اسی سفر کے دوران سہارنپور میں شیخ المشائخ حضرت حاجی عبد الرحیم صاحبؒ ولایتی (پیشیخ الشیخ قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ) نے ایک روحانی اشارہ کی بنا پر آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

قیام رائے بریلی

تبلیغی دَورہ مکمل کرنے کے بعد آپ اپنے وطن رائے بریلی تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ یہ زمانہ بڑے روحانی و علمی فیوض و برکات کا زمانہ تھا۔ حضرت سید صاحبؒ کا وجود علماء و مشائخ ہندوستان کا اجتماع، یکسوئی، یہ سب نعمتیں جمع تھیں۔ ایک غیر معروف چھوٹا سا گاؤں کہکشاں بن گیا تھا جس کی زمین پر چاند کے ساتھ سارے روشن ستارے اُتر آئے تھے۔ ہندستان کے نامور علماء و مشائخ حجۃ الاسلام مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ، شیخ الاسلام مولانا عبدالحی صاحبؒ، قطب وقت مولانا محمد یوسف صاحب پھلتیؒ (نبیرۂ حضرت شاہ اہل اللہ صاحبؒ) شیخ المشائخ حضرت حاجی عبد الرحیم صاحبؒ ولایتی (پیشیخ الشیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ) حضرت شاہ ابو سعید صاحبؒ (خلیفۂ حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ) ایک وقت میں جمع ہوئے۔ کتاب "صراطِ مستقیم" بھی اسی عرصے میں ۱۲۳۳ھ میں تالیف ہوئی۔

سید صاحبؒ لکھنؤ میں

اسی زمانے میں حضرت سید صاحبؒ لکھنؤ شہر میں بھی رونق افروز ہوئے۔ آپ کے تشریف لاتے ہی لوگوں کا رجوع اور ہجوم ہوا۔ فرنگی محل کے بھی بعض علماء و اکابر آپ کی بیعت میں داخل ہوئے، دن رات لوگ بیعت و توبہ کرتے۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب وعظ فرماتے۔ علم و عرفان کی بارش ہوتی اور کتاب و سنت کے معارف و حقائق و نکات کی گہر ریزی

سے محویت وسکتہ کا عالم ہوتا۔ علما انگشت بدنداں ہوتے اور مخالفین سرنگجریباں۔ لوگ اُٹھ اُٹھ کر توبہ کرتے اور نئی زندگی میں قدم رکھتے۔

مولانا محمد اشرف[1] صاحبؒ نے جو اُس وقت لکھنؤ میں علومِ معقول و منقول میں یگانہ سمجھے جاتے تھے، اپنے یہاں کے سب سے زیادہ ذکی اور فاضل طالب علم مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی کو حضرت سیّد صاحبؒ کی تحقیق حال کے لیے بھیجا اور پیغام بھیجا کہ میں تخلیہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ آپ کا مقصد تھا کہ تنہائی میں سیّد صاحبؒ کے علم کو ٹٹولیں۔ سیّد صاحبؒ نے یہ درخواست منظور کرلی۔ ملاقات کے وقت آپ نے سیّد صاحبؒ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃٌ للعالمین فرمایا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ میں آپ کی زبان سے اِس کی تفسیر سُننا چاہتا ہُوں۔ سیّد صاحبؒ نے دو گھنٹہ اس کا بیان فرمایا۔ اس وقت مولانا محمد اشرف صاحبؒ اور مولوی ولایت علی صاحبؒ کی (جو اس وقت حاضر تھے۔) روتے روتے آنسوؤں سے داڑھی تر ہوگئی اور فوراً بیعت کرلی۔ مولانا محمد اشرف فرماتے تھے کہ اسی روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہُوا اور مجھے اس کے علاوہ بے انتہا فیوض و برکات حاصل ہوئے۔ مولانا ولایت علی صاحبؒ تو سب چھوڑ چھاڑ سیّد صاحبؒ کے ساتھ ہو گئے اور اپنے کو شیخ کی خدمت میں فنا کردیا۔

حضرت سیّد صاحبؒ کا قیام لکھنؤ میں ایک مہینہ رہا۔ لکھنؤ سے آپ رائے بریلی تشریف لے گئے اور کچھ دن قیام فرما کر جہاں جہاں سے دعوت نامے آئے تھے تشریف لے گئے۔ اس

---

[1] مولانا محمد اشرف بن قاضی نعمت اللہ خوشنویس (ساکن موضع تتھ من مضافات سیالکوٹ) قاضی نعمت اللہ صاحب نواب آصف الدولہ (۱۱۸۸ تا ۱۲۱۲ھ) کے عہد میں لکھنؤ چلے گئے تھے۔ جہاں انھیں بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ "(تذکرہ علمائے ہند از رحمان علی" و "گذشتہ لکھنؤ" از شرر)

سلسلے میں الٰہ آباد، بنارس، کانپور اور بیسیوں قصبات میں ایک سو ستر آدمیوں کے قافلے کے ساتھ تشریف لے گئے۔ لوگ جوق در جوق بیعت میں داخل ہوئے۔

بنارس میں انوارِ ذکر

بنارس کے قیام میں آپ نے اپنے رُفقا سے فرمایا کہ یہ شہر کفر و شرک کی تاریکی سے بھرا ہُوا ہے، اس کو اپنے ذکر کے انوار سے منور کر دو اور ذکرِ جہر و ذکرِ خفی میں کوتاہی نہ کرو۔ ایک ہفتہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ہندو پروہتوں اور جوگیوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب اس شہر سے جلد تشریف لے جائیں، ہمارے گیان دھیان میں بڑا فرق آ گیا ہے۔ حضرت نے بڑی نرمی کے ساتھ ان کو وعظ و تذکیر کی اور اسلام کی دعوت دی۔

جہاد کے لیے بے چینی

بنارس سے آپ سلطان پور اور رسولی وغیرہ تشریف لے گئے۔ دو ہفتہ قیام کر کے آپ تکیہ رائے بریلی تشریف لائے۔ تکیہ کا قیام عجیب ذوق و شوق، لذت و حلاوت اور جفاکشی کا تھا۔ یُوں تو عبادت و سلوک کے ساتھ جہاد کی تیاری آپ ہمیشہ کرتے رہتے تھے لیکن اس قیام میں اس طرف سب سے زیادہ توجہ تھی۔ پنجاب کے مسلمانوں کی مظلومی اور جہاد کی ضرورت کا احساس بڑھتا ہی جاتا تھا اور یہ کانٹا تھا جو آپ کو برابر بے چین رکھتا تھا۔ اب آپ کو دن رات اسی کا خیال رہتا تھا، زیادہ تر یہی مشاغل بھی رہتے، آپ اکثر اسلحہ لگاتے۔

رفقا کی آپس میں گفتگو

جب فنونِ حرب کی مشق و تعلیم میں زیادہ انہماک ہُوا اور زیادہ تر وقت اسی میں صرف ہونے لگا، یہاں تک کہ سلوک کے کاموں میں کمی ہونے لگی تو رُفقا نے آپس میں گفتگو کرنی شروع کی اور مشورہ کیا کہ مولانا محمد یوسف صاحب پھلتیؒ اس بارے میں حضرت سید صاحبؒ سے

گفتگو کریں اور جماعت کے ان خیالات کی اطلاع دیں۔ مولانا نے سید صاحبؒ سے عرض کیا۔

حضرت سید صاحبؒ کا جواب

حضرت نے آپ کو جواب دیا :

"ان دنوں دوسرا کام اس سے زیادہ افضل ہم کو درپیش ہے، اسی میں ہمارا دل مشغول ہے، یہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیاری ہے، اس کے سامنے اس حال کی کچھ حقیقت نہیں، وہ کام یعنی تحصیل علم سلوک اس کام کے تابع ہے۔ اگر کوئی دن میں روزہ رکھے اور تمام رات عبادت ریاضت میں گزارے اور نوافل پڑھتے پڑھتے پیروں پر ورم آجائے اور دوسرا شخص جہاد کی نیت سے ایک گھڑی بھی بارود اڑائے تاکہ کفار کے مقابلہ میں بندوق لگاتے آنکھ نہ جھپکے تو وہ عابد اس مجاہد کے رتبہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا اور وہ کام (سلوک و تصوف) اس وقت کا ہے جب اس کام (تیاری جہاد) سے فارغ البال ہو اور اب جو پندرہ سولہ روز سے دوسرے انوار کی ترقی نماز یا مراقبہ میں معلوم ہوتی ہے وہ اسی کاروبار کے طفیل سے ہے۔ کوئی بھائی جہاد کی نیت سے تیراندازی کرتا ہے، کوئی بندوق لگاتا ہے، کوئی پھری گدکا کھیلتا ہے، کوئی ڈنڈ پیلتا ہے۔ اگر ہم اس کام کی اس وقت تعلیم کریں تو ہمارے یہ بھائی اس کام سے جاتے رہیں۔ یوسف جی تم خود اپنا حال دیکھو کہ گردن ڈالے ہوئے ایک عالم سکوت میں رہتے ہو۔ اسی طرح اور لوگ بھی کوئی کمبل اوڑھے مسجد کے کونہ میں بیٹھا ہے، کوئی چادر لپیٹے حجرہ میں بیٹھا ہے، کوئی جنگل جا کر مراقبہ کرتا ہے، کوئی ندی کنارے گڑھا کھود کر بیٹھا رہتا ہے، ان صاحبوں سے تو جہاد کا کام ہونا مشکل ہے تم ہمارے بھائیوں کو سمجھاؤ کہ اب اسی کام میں دل لگائیں، یہی بہتر ہے اور حاجی عبدالرحیم صاحب (شیخ الشیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ) سے بھی مشورہ کر کے جواب دو۔"

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کا بیان

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ نے جب یہ سُنا تو پہلے اپنا حال بیان کیا کہ :

"جب مجھ کو حضرتؒ سے بیعت نہ تھی اور اپنے مشائخ کے طور و طریق پر تھا، چلّہ کشی کرتا تھا، جو کی روٹی کھاتا تھا، موٹے کپڑے پہنتا تھا، صدہا میرے مُرید تھے اور جو درویشی کا طالب میرے پاس آتا، اس کو تعلیم کرتا تھا اور کسی سے کچھ غرض نہیں رکھتا تھا۔ جو کوئی مطلب کے لیے دو چار کوس یا ایک دو منزل لے جانے کی درخواست کرتا، للّٰہ فی اللہ چلا جاتا تھا اور میری نسبت کا یہ طور تھا کہ اگر آدھ کوس یا کوس بھر سے کسی پر توجہ کی نظر ڈالتا تو اسی جگہ اس کو حال آجاتا اور بعض بعض باتیں مجھ میں اُن سے بڑھ کر تھیں اور مَیں اس حال میں بہت خوش تھا اور میرے مُریدوں میں بھی بعضے بعضے صاحبِ تاثیر تھے۔ باوجود ان سب باتوں کے جب اللہ تعالیٰ نے ان سیّد صاحبؒ کو سہارنپور پہنچایا اور مجھ سے ملایا اور مجھ کو توفیق دی کہ مَیں نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور آپ کا طریقہ دیکھا اس وقت اپنے نزدیک مجھ کو یہ خیال ہُوا کہ اگر مَیں اس حالت میں مرجاتا تو میری موت بُری ہوتی۔ پھر مَیں نے اپنے سب مریدوں سے کہا کہ اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے ہو تو ان سیّد صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کرو، یا اس عقیدہ سے میرے ہی ہاتھ پر بیعت کرو اور جو نہ کرے گا وہ جانے، مَیں نے آگاہ کر دیا ہے۔ اس کا مواخذہ قیامت کے روز مجھ سے نہیں۔ پھر سب نے دوبارہ بیعت کی، سو مَیں نے تمام اس عیش و آرام، اور ناموس و نام کو ترک کر کے سیّد صاحبؒ کے یہاں کی محنت و مشقت اور تنگی و کلفت اختیار کی۔ اینٹیں بھی بناتا ہوں، دیوار بھی اُٹھاتا ہُوں، گھاس بھی چھیلتا ہوں، لکڑی بھی چیرتا ہوں اور ہر طرح کے کام کرتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کاروبار کی بدولت جو نعمت دی اور خیر و برکت عطا کی، اس کے دسویں حصے کے برابر ان اوّل معاملات کی تمام خیر و برکت کو

نہیں پاتا ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس راحت کو چھوڑ کر یہ محنت کیوں اختیار کی۔ سو میری صلاح اس بارہ میں یہی ہے کہ تم اپنا سارا کاروبار حضرت پر چھوڑ دو، وہی جو کچھ بہتر جان کر تم کو فرمادیں اسی کو مانو اور اپنی بہتری اسی میں سمجھو اور اپنی رائے ناقص کو اس میں دخل نہ دو۔"

حضرت حاجی صاحبؒ چونکہ فنِ سلوک اور قوتِ نسبت میں مسلم تھے اور مشہور شیخ اور عارف تھے۔ اس لیے ان کی تقریر سُن کر سب لوگ خاموش ہو گئے اور مقدماتِ جہاد میں دل و جان سے مشغول ہو گئے۔ دن رات یہی مشغلہ تھا، بھرماری، تیر اندازی کرتے، چوزنگ لگاتے اور فنونِ سپہ گری کی پوری مشق کرتے تھے۔

سفرِ حج

محبت وشوق و جذبِ الٰہی کا جس کی تربیت شب و روز ہوتی تھی۔ اب شدید تقاضا ہُوا کہ حج کو چلیے۔ حضرت سید صاحبؒ نے حج کی تیاری کی۔ شوال کی آخری تاریخ ۱۲۳۶ھ کو چار سو آدمیوں کے ساتھ آپ تکیہ سے روانہ ہوئے۔ قافلہ مختلف شہروں میں ٹھیرتا ہُوا منزلِ مقصود کی جانب رواں دواں تھا۔ خلقِ خُدا جوق جوق حلقہ بگوش ہوتی رہی۔ اس سفر میں لاکھوں آدمیوں کو آپ کے دستِ حق پرست پر ہدایت نصیب ہوئی۔ حج کے ہمراہیوں کی تعداد ۷۵۰ تھی۔ اس سفر میں جو برکات، واقعاتِ عجیبہ اور لذائذ رُوحانی حاصل ہوئے، اُن کا مزہ وہی جان سکتے ہیں جو اس سفر میں ساتھ تھے۔

حرمِ محترم میں

۲۹ر شعبان المعظم ۱۲۳۷ھ کو گیارہ مہینے سفر کرنے کے بعد قافلۂ شوق حرمِ محترم میں داخل ہُوا۔ بیت اللہ کو دیکھ کر ہر شخص پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں معلم و مطوف وغیرہ جو وہاں حاضر تھے وہ بھی رونے لگے اور کہنے لگے کہ ہماری عمر میں ایسا

بابرکت قافلہ کسی ملک سے نہیں آیا۔ طواف وسعی کے بعد سب نے حلق و قصر کرایا اور ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔

ارضِ مقدس میں مقبولیت

اِس ارضِ مقدس میں بھی (جس کا یہ سارا فیض ہے) آپ کا فیض بند نہیں ہُوا، اور حجاز کے بعض نامور اہلِ علم وکمال اور فضل وصلاح بیعت میں داخل ہُوئے۔ شیخ محمد عمرؒ مفتی مکہ مکرمہ جو شیخ العلماء عبداللہ سراج کے اُستاد تھے اور سید عقیل و سید حمزہ و شیخ مصطفےٰ امام مصلّٰی حنفی اور شیخ شمس الدین مصری واعظ بیت اللہ، شیخ محمد علی ہندی مدرس مکہ معظمہ، اور عمرؒ بن عبدالرسول محدث، شیخ بخاری مدرس مدینہ منورہ اور خواجہ الماس نے (جو مسجدِ نبویؐ میں اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے) بیعت کی۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ نے سید صاحبؒ کے ایماء اور اہلِ حجاز کی ضرورت وخواہش سے "صراطِ مستقیم" کا عربی میں ترجمہ کیا۔ یہ فیضِ عام صرف حجاز سے خاص نہ تھا بلکہ چونکہ حجاز عالمِ اسلامی کا مرکز ہے جہاں تمام ممالکِ اسلامیہ کے وفود آتے ہیں اسلیے باہر کے لوگوں کو بھی فیضیاب ہونے کا موقع ملا۔

بلغار کے قافلہ کے ایک بڑے عالم بیعت میں داخل ہوئے اور آپ نے اُن کو اپنا خلیفہ کرکے اپنے ملک کی ہدایت کے لیے مقرر کیا اور "صراطِ مستقیم" کی ایک نقل دی۔

جاوہ کے تین آدمیوں نے آکر عرض کیا کہ ہم حضور کے خلفاء سے بیعت ہیں۔ اب بلاواسطہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اُن سے بیعت لی۔

مغربی قافلہ کے لوگوں نے بھی بیعت کی، اُن میں مغرب کے ایک وزیر شیخ احمد بن ادریس تھے جن کو صحیح بخاری مع قسطلانی حفظ تھی۔

بارگاہِ نبوی میں

مکہ مکرمہ سے آپ نے مدینہ منورہ کا قصد فرمایا۔ مدینہ منورہ پہنچنے سے دو رات پہلے آپ کی طبیعت سخت ناساز تھی۔ بخار اور درد سر کی شدت تھی۔ رات کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لائے ہیں اور ہر ایک نے آپ کے سینہ پر ہاتھ رکھا۔ تشفی اور تسلی اور مختلف بشارتیں دیں۔

بہتر از صحت است آں مرضم ۔۔۔ کہ تو بہرِ عیادتم آئی
دارم امید بستہ آں بہتر ۔۔۔ کہ تو از دستِ خویش بکشائی
اے خوش آں گمرہی راہ روے ۔۔۔ کہ تو آئی و راہ بنمائی
طرفہ آں تشنگی کہ سیرابم ۔۔۔ تو ز لطف و کرم بفرمائی

اے علی شہرِ دوست نزدیک است
چوں نگردی درد تماشائی

مدینہ منورہ میں سید سمہودی مصنف "وفاء الوفا بأخبار دار المصطفیٰ" کے مکان میں قیام فرمایا۔ پچیس روز تک مدینہ منورہ اور نواح کے مقامات و مشاہد کی زیارت کرتے رہے۔

زیاراتِ مقدسہ

مدینۂ طیبہ کے قیام میں آپ نے مسجدِ قبا، مسجدِ قبلتین وغیرہ اور جنت البقیع کی بار بار زیارت کی۔ ایک بار روضۂ منورہ کی جالیوں کے اندر شب گزاری کا موقع بھی بخوبی ملا۔ مراقبے میں بارہا احوال وکیفیات اور بار بار زیارتِ نبوی سے فائز ہوتے۔

ایک روز بقیع جا کر ازواجِ مطہرات رضؓ، حضرت حسنؓ اور دوسرے حضرات اہلِ بیتؓ کی

زیارت کی۔ دُوسرے روز خاص طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے گئے۔

ایک روز آپ جبلِ اُحد گئے اور سیدنا حمزہؓ اور دُوسرے شہدا رضی اللہ عنہم کی زیارت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک جہاں شہید ہوئے تھے اس جگہ کی بھی زیارت کی، بعض بعض مقامات پر دُعا کی۔

آپ کا مدینہ منورہ میں مزید قیام کا ارادہ تھا اور ابھی قافلے کو بھی سیری نہیں ہوئی تھی لیکن سردی بڑی شدّت سے ہونے لگی تھی اور اہلِ قافلہ کے پاس جراول نہ تھی۔ سردی سے سخت تکلیف ہو رہی تھی۔

۲۶، ربیع الاوّل کو آپ نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑی مہربانی سے مُسکرا کر فرماتے ہیں:

"احمد اب تم کو جلد مکّہ چلا جانا چاہیے، اس لیے کہ سردی سے تمھارے قافلے کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔"

آپ نے اپنے ہمراہیوں کو یہ خواب سُنایا اور سفر کی تیاری شروع کر دی۔

واپسی

۲۹، ربیع الاوّل ۱۲۳۸ھ کو آپ مسجدِ نبویؐ اور روضۂ منورہ سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ آئے۔ وہاں رمضان اور عید کی اور یکم ذیقعدہ ۱۲۳۸ھ کو مکہ مکرمہ کو الوداع کہا اور ۲۹، شعبان ۱۲۳۹ھ کو دو سال گیارہ مہینے کے بعد وطن پہنچے۔

اقامتِ جہاد

۱۲۴۱ھ کے آغاز میں آپ نے اقامتِ جہاد کے لیے کمرِ ہمت باندھ لی اور اپنے وطن سے ہجرت کی، راجپوتانہ، رواڑ، سندھ، بلوچستان، افغانستان اور صوبہ سرحد کے ریگستانوں،

میدانوں، پہاڑوں، دروں اور جنگلوں اور دریاؤں میں سفر کیا۔ ہر ہر جگہ اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کرتے گئے۔ جہاد فی سبیل اللہ جس کے لیے حضرت سید صاحبؒ عنداللہ مامور تھے، کی مفصل سرگزشت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تالیف "سیرت سید احمد شہیدؒ" اور غلام رسول مہر مرحوم کی کتاب "سید احمد شہیدؒ" میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

شہادت

حضرت سید احمد شہیدؒ اور اُن کی جماعتِ مجاہدین نے بالاکوٹ کے مقام پر ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ کو رنجیت سنگھ کی فوج سے لڑتے ہوئے میدانِ جنگ میں جامِ شہادت نوش فرمایا ؎

بنا کردند خوش رسمے بخون وخاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقِ پاک طینت را

شہادت کے روز حضرت سید صاحبؒ اور مجاہدین کے چہرے دمک رہے تھے اور ایک عجیب کیفیت اُن پر طاری تھی۔ راوی کہتا ہے:

"حضرت سید صاحبؒ اُس وقت ملکی صفات میں تھے، آپ کا چہرہ ایسا دمک رہا تھا کہ کسی کی نظر اُس پر نہیں ٹھہرتی تھی"۔

حضرت سید صاحبؒ کا فیضِ عام

حضرت سید صاحبؒ نے اسلام کے عقائدِ صحیحہ کی تبلیغ اور توحید و سنت کی عالمگیر اشاعت فرمائی۔ برِ صغیر کا کوئی گوشہ نہیں چھوٹا جہاں آپ کا فیض نہ پہنچا ہو۔ دہلی اور کلکتہ کے درمیان سینکڑوں مقامات پر آپ نے خود دورہ فرمایا۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ کے مواعظ ہوئے اور اللہ کی حجت تمام ہوگئی۔ سندھ اور سرحد میں خود قیام فرمایا۔ حیدرآباد دکن، بمبئی، مدراس میں مولانا سید محمد علی صاحب رامپوریؒ و مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادیؒ

کو بھیجا، جنھوں نے وہاں قیام فرما کر اصلاحِ عقائد و اعمال و رسوم کا عظیم الشان کام انجام دیا۔ ہزاروں بندگانِ خدا اور سینکڑوں اُمراء و رؤساء و اہلِ علم و فضل مستفید ہوئے اور توحید و سُنت کا عام چرچا ہو گیا۔ پُورب میں آپ کے خلفاء مولانا کرامت علی صاحب و مولانا سخاوت علی جونپوریؒ نے تبلیغ و ہدایت کے فرائض انجام دیئے اور بڑی کامیابی حاصل کی۔ آج بھی آپ کے اثرات ان اطراف میں موجود ہیں۔ صرف مولانا کرامت علی صاحبؒ کی کوششوں سے بنگال میں لاکھوں آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

نیپال کی ترائی میں مولانا جعفر علی صاحبؒ نے روشنی پھیلائی۔ افغانستان میں بھی آپ کے خلیفہ مولانا حبیب اللہ صاحب قندھاریؒ سے اصلاح ہوئی۔

مُلک تبت میں بھی آپ نے تبتیوں کا ایک وفد تبلیغ و ہدایت کے لیے بھیجا اور مسلمانوں کی اصلاح ان کے سپرد کی۔ اوّل ان کی سخت مخالفت ہوئی پھر ان کو بہت کامیابی و ترقی ہوئی ہزاروں آدمی ان کے حلقہ بگوش ہو گئے یہاں تک کہ انھوں نے اپنے چند آدمی تبلیغ کے لیے چین بھیجے۔ جاوہ، بلغار اور مراکش وغیرہ میں بھی آپ کے خلفاء پہنچے اور مشرقِ قصلی سے مغربِ اقصٰی تک آپ کی مملکتِ تجدید کے حدود پہنچ گئے۔

مولانا عبد الاحد صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت سید صاحب قدس سرہٗ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے زیادہ ہندو وغیرہ کفار مسلمان ہوئے اور تیس لاکھ مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور جو سلسلۂ بیعت آپ کے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء کے ذریعے تمام روئے زمین پر جاری ہے۔ اس سلسلہ میں تو کروڑوں آدمی آپ کی بیعت میں داخل ہیں۔"

حضرت سید صاحبؒ کے طریقے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس زمانے میں اللہ کے یہاں آپ کا طریقہ سب سے زیادہ مقبول تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ان دیارِ مشرقیہ میں اس میں منحصر تھی۔ چنانچہ حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ جو اپنے وقت کے جلیل القدر شیخ و سالک اور سلسلۂ چشتیہ میں بیعت و مجاز تھے اور آپ کے سینکڑوں ہزاروں مرید تھے۔ فرماتے تھے:

"مجھے کسی سے سلوک میں رجوع کی ضرورت نہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اسی میں پاتا ہوں کہ میں سید صاحبؒ سے بیعت ہو جاؤں"۔

دوسری خصوصیت مشائخ و علماء میں مقبولیت ہے، چنانچہ ہندوستان کا کوئی خانوادہ اور کوئی سلسلہ نہیں ہے جس کے اکابر نے سید صاحبؒ کو اپنا بڑا نہ مانا ہو اور آپ سے استفادہ نہ کیا ہو۔ سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے دو نامور شیخ حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ اور آپ کے خلیفہ میاںجی نور محمد صاحب جھنجھانویؒ (پیر و مرشد شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ) آپ سے بیعت ہوئے اور آپ کے رنگ میں رنگ گئے۔ حاجی عبدالرحیم صاحبؒ بیعت کے بعد ہمیشہ خدمت میں رہے، یہاں تک کہ بالاکوٹ میں شہید ہوئے۔ اس سلسلے کے دوسرے حضرات حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، قطب الارشاد مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور ان کی جماعت کا تعلق تو آپ سے ایسا تھا جیسا کہ عاشق کو معشوق سے ہوتا ہے۔ شاہ ابوسعید صاحبؒ جو خاندانِ نقشبندیہ مجددیہ کے سلسلۃ الذہب کا ضروری حلقہ اور حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ کے خلیفہ تھے، عرصے تک آپ کی خدمت میں رہے، اور استفادہ کیا۔ سلسلۂ قادریہ کے مشہور شیخ سید صبغت اللہ بن سید محمد راشدؒ نے جن کا سلسلہ سندھ میں بہت مشہور و معمور ہے، آپ سے استفادہ کیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی حیات

میں آپ کے خاندان کے اہلِ علم وفضل نے آپ سے بیعت کی۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ، مولانا عبدالحی صاحبؒ، مولانا محمد یوسف صاحبؒ پھلتی کے علاوہ شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ و مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے استفادہ و باطنی تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ تمام مشائخ و علماء آپ کی عظمت و مقبولیت آپ کے طریقے کی رفعت و فضیلت، آپ کی محبت اور آپ سے عقیدت پر متفق العقیدہ و متفق اللسان ہیں۔ آپ کی محبت اہلِ سُنّت و صحیح الخیال جماعت کا شعار اور علامت بن گئی ہے اور آپ کے متعلق وہی کہنا بالکل صحیح ہوگا جو بعض اہلِ علم نے آپ کے ہمنام امام احمدؒ کے متعلق کہا ہے:

إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فَاعْلَمْ أَنَّهُ صَاحِبُ سُنَّةٍ۔	جب تم کسی کو دیکھو کہ اس کو احمد بن حنبلؒ سے محبت ہے تو سمجھ لو، کہ وہ سُنّت کا متبع ہے۔

ایک دُوسرے عالم کا قول ہے:

مَنْ سَمِعْتُمُوهُ يَذْكُرُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ بِسُوْءٍ فَاتَّهِمُوهُ عَلَى الْإِسْلَامِ۔	جس کو تم احمد بن حنبلؒ کا ذِکر بُرائی سے کرتے سُنو، اُس کے اسلام کو مشکوک جانو

رسالۂ اشغال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العٰلمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمد و آلہٖ اجمعین

یہ رسالۂ اشغال تین باب پر مشتمل ہے ہر باب کی دو فصلیں ہیں

باب اوّل

اشغالِ طریقۂ قادریّہ

فصلِ اوّل : اذکار

ذکرِ یک ضربی

ذکرِ یک ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ دو زانو نماز کے طریق پر بیٹھیں اور اسم ذات کو وسط سینہ سے نکال کر اپنے مُنہ کے سامنے ضرب لگائیں اور یہ تصور کریں کہ اس پاک نام کے ہمراہ ایک نوُر منہ سے باہر نکلا ہے پھر اس نور کو اپنے تصور میں پھیلائیں اور اس طرح خیال کریں کہ نورِ مذکور چادرِ نورانی کی طرح محیط ہو گیا ہے اور اس نے تمام بدن کو ڈھانپ لیا ہے پھر اس صورت خیالی سے ہٹ کر یوں تصور کریں کہ وہ نورانی چادر تمام بدن میں سرایت کر گئی ہے اور سمٹ کر وسط سینہ میں گرہ کی مانند مجتمع ہو گئی ہے اسی طریقہ سے ذکرِ اسمِ ذات میں مشغول رہیں اس ذکر کے دوران میں جمعیتِ دل سے ذاتِ بحت کی طرف متوجہ رہیں، چند روز اسی ذکر کی مشق کریں۔

ذکرِ دو ضربی

ذکرِ دو ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ دو زانو نماز کے انداز میں بیٹھیں اور اسمِ ذات کی ضرب پہلے کی

طرح مُنہ کے سامنے لگائیں پھر ساتھ ہی دائیں شانے کی جانب خیال لے جاکر قلب پر ضرب لگائیں اور اس طرح تصور کریں کہ نور قلب کے اندر داخل ہو گیا ہے اور تمام بدن میں سرایت کر گیا ہے۔

ذکرِ سہ ضربی

ذکرِ سہ ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر ضرب اوّل و ضرب دوم پہلے بیان کردہ (ذکرِ دو ضربی) طریقہ پر لگائیں اور ضرب سوم قلب میں لگائیں۔

ذکرِ چہار ضربی

ذکرِ چہار ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر پہلی ضرب دائیں جانب، دُوسری بائیں جانب تیسری قلب میں اور چوتھی ضرب اپنے منہ کے سامنے لگائیں۔

فصلِ دوم: مراقبات

مراقبۂ وحدانیت

مراقبۂ وحدانیت میں یُوں تصور کریں کہ ذاتِ الٰہی ہر مکان و زماں میں موجود ہے۔ اس طرح پر کہ ہر چیز میں سرایت کیے ہُوئے ہے بلکہ ہر چیز کو قائم رکھے ہوئے ہے۔

مراقبۂ صمدیّت

مراقبۂ صمدیت میں انعاماتِ الٰہیہ کو اجمالاً و تفصیلاً ملاحظہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی صفتِ جُود کا تصور کریں یعنی وہ بے شمار نعمتیں عطا فرماتا ہے حالانکہ اس کی بارگاہِ عالی کو مخلوقات کی طرف سے منفعت و مضرت کا کچھ بھی امکان نہیں، اس کے فیضِ عام کو ملحوظ رکھیں، یعنی اس کا انعام ہر شئے کو پہنچتا ہے خواہ مطیع ہو یا فاسق، انسان ہو یا حیوان، حجر ہو یا شجر، فلکی ہو ملکی، شیطان ہو یا جِن۔

شغلِ دَورہ

طریق شغلِ دَورہ یہ ہے کہ اس طرح تصوّر کریں کہ گویا طالب کی رُوح گرہ کی مانند ناف کی جگہ پر مجتمع ہوگئی ہے۔ اس کے بعد لفظ اَللّٰہُ سَمِیعٌ کا یُوں تصوّر کریں کہ لفظ اَللّٰہ اس رُوح کے اُوپر ہے اور سَمِیعٌ اس کے نیچے۔ پھر قوتِ خیال سے ہردو اسم کو رُوحِ مذکور سمیت مقامِ ناف سے کھینچ کر لطیفۂ سِتر تک لائیں اور وہاں لفظ سَمِیعٌ کی بجائے لفظ بَصِیرٌ رکھیں اور لطیفۂ سِتر سے کھینچ کر لطیفۂ اخفیٰ تک پہنچائیں اور اس مقام پر لفظ بَصِیرٌ کی بجائے لفظ قَدِیرٌ کو رکھیں اور وہاں سے کھینچ کر چوتھے آسمان تک پہنچائیں اور وہاں بجائے لفظ قَدِیرٌ کے لفظ عَلِیمٌ رکھیں اور وہاں سے کھینچ کر عرش تک پہنچائیں اور اس مقام پر رُوح کو دَور اور سَیر کرائیں۔ بعد ازاں اسی لفظ اَللّٰہُ عَلِیمٌ کو (رُوح سمیت) نیچے آسمان چہارم پر لائیں اور وہاں سے لفظ اَللّٰہُ قَدِیرٌ کے ہمراہ دونوں کو نیچے لطیفۂ اخفیٰ پر لائیں اور وہاں سے لفظ اَللّٰہُ بَصِیرٌ کے ہمراہ لطیفۂ سِتر پر نیچے لائیں اور وہاں سے لفظ اَللّٰہُ سَمِیعٌ کے ہمراہ لطیفۂ نفس کے مقام پر لے آئیں۔ یہ ایک دَورہ ہوگا۔ بار بار یہی شغلِ دَورہ عمل میں لائیں حتیٰ کہ اس کے آثار مرتّب ہو جائیں یعنی رُوح کی نورانیت، انبیاء، اولیاء اور ملائکہ کی ارواح سے ملاقات نیز سَیرِ جنّت و جہنّم وغیرہ حاصل ہو جائیں۔

شغلِ نفی

طریق شغلِ نفی اس طرح پر ہے کہ تمام موجودات اور ممکنات کی نفی کریں۔ اوّل اپنے بدن کی نفی اس طریقے سے کریں کہ جیسے نقش کو اپنے ہاتھ سے مٹاتے ہیں۔ اس طرح قوتِ خیالیہ کو اپنے بدن کے مٹانے میں مشغول رکھیں، اگر تمام بدن کی نفی یکبارگی ہو جائے تو بہت بہتر ورنہ اپنے بدن کے اجزا کی الگ الگ نفی کریں اور جب بدن کی نفی کی کیفیت میسّر آجائے تو پھر تمام عالَم کی نفی کی کیفیت حاصل کریں یہاں تک کہ جمیع ممکنات کی بجائے ایک خلا کا تصوّر قائم ہو جائے۔ اس خلا میں

ایک نور ظاہر ہو جائے پھر وہ نور وسعت پذیر ہو کر تمام عالم کی بجائے قائم ہو جائے۔ بعد ازاں اس نور کی بھی نفی کریں یہاں تک کہ ایک دوسرا نور نمایاں ہو جائے اور اسی طرح چلتے جائیں حتیٰ کہ تمام حجابات نورانی دور ہو جائیں، اس شغلِ نفی کے ہمراہ ایک شغل "یادداشت" بھی سامنے رکھیں یعنی اپنے خیال کو ہر حال میں بارگاہِ حضرتِ احدیّت میں متوجہ رکھیں اور اس پر اپنے خیال کو دائماً مرکوز رکھیں۔

شغلِ نفی النفی

طریقِ شغلِ نفی النفی اس طرح ہے کہ طالب اپنے خیال کو کہ جس سے تمام عالم کی نفی کرتا ہے نیز اس سے جو انوار اور ادراک ظہور میں آتے ہیں، اس کی بھی نفی کرے اور ہر شے جو اس پر منکشف ہو، اس کی بھی نفی کرے، یہاں تک کہ حالتِ نوم کی شل ربودگی اور غفلت کی کیفیت طاری ہو جائے۔ اس کے بعد سالک اللہ تعالیٰ کے فضلِ بے پایاں سے مقامِ مشاہدہ پر فائز ہو جاتا ہے اور سلوک متعارف کے مراتب اس مقام پر تکمیل کو پہنچ جاتے ہیں۔

باب دوم

اشغالِ طریقۂ چشتیہ

فصلِ اوّل، اذکار

ذکر اَللّٰہُ اَللّٰہ

اوّل چاہیے کہ دوزانو نماز کی ہیئت پر بیٹھ کر اسمِ ذات کو دوبار یُوں کہیں: اَللّٰہُ اَللّٰہ جب پہلی دفعہ شدّت وجہر کے ساتھ کہیں تو اس طرح تصوّر کریں کہ ایک نُور وسطِ سینہ سے نکل کر لب تک آگیا ہے اور جب دُوسری مرتبہ اسی شدّت وجہر کے ساتھ کہیں تو یُوں تصوّر کریں کہ ہمراہِ لفظِ مذکور (اَللّٰہُ اَللّٰہ) وہی نُور منہ سے نکل کر ایک ہاتھ اُوپر پہنچ گیا ہے۔ بارِ دیگر اسی اسمِ مبارک کو بطریقِ مذکور کہیں اور یُوں خیال کریں کہ نورِ اوّل کے ہمراہ نورِ ثانی ملحق ہو گیا ہے۔ اسی طرح اس کی مشق کرتے رہیں یہاں تک کہ خیال میں یُوں پختہ ہو جائے کہ وہ نُور تہ بہ تہ نورانی ستون کی شکل اختیار کر گیا ہے اور ذاکر کا تمام بدن اس میں گُم ہو گیا ہے۔

ذکر اِلَّا اللّٰہ

بعد ازاں لفظ اِلَّا اللّٰہ کا ذکر شدّت وجہر کے ساتھ شروع کریں اور یُوں تصوّر کریں کہ

ایک نور وسط سینہ سے اِس لفظ کے ہمراہ باہر نکل کر پاؤں کے نیچے بقدر ایک ہاتھ زیرِ زمین چلا گیا ہے۔ اِس ذکر پر اتنی مداومت کریں کہ وہ نور نیچے سے اوپر بلند ہو کر ذکرِ اوّل (اَللّٰہُ اَللّٰہ) کے نور سے جا ملے۔

ذکرِ اَللّٰہ

بعد ازاں لفظ اَللّٰہ کا ذکر شدت وجہر کی بجائے آہستہ آہستہ کریں اور یوں تصور کریں کہ یہ اسم مبارک اس ستونِ نورانی میں جاروب کی شکل پھر رہا ہے اور اس کی گردش سے ستونِ مذکور درخشاں ہو رہا ہے۔

ذکرِ نفی و اثبات

نفی و اثبات کا طریقہ یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو اپنے خیال سے کھینچ کر زمین و آسمان پر محیط کریں، اس طرح سے کہ لَآ اِلٰہ کے لفظ سے خود اپنی نفی اور تمام عالم کی نفی ملاحظہ کریں اور لفظ اِلَّا اللّٰہ کی ضرب اُوپر کی جانب بالائے عرش مجید لگائیں۔ اسی شغل کو بار بار عمل میں لائیں یہاں تک کہ ایک نہایت وسیع نور بالائے عرش سے نیچے آئے اور تمام عالم حتیٰ کہ سالکِ ذاکر کا خود اپنا جسم بھی اس نور میں گم ہو جائے۔

فصلِ دوم: مُراقبات

واضح ہو کہ طریقۂ چشتیہ کے مراقبات بھی وہی ہیں جو بابِ اوّل میں بیان کیے گئے۔ پس مراقباتِ مذکور میں ابتدا شغلِ نفی سے اور انتہا مشاہدہ میں مشغول ہونے سے ہوتی ہے۔

شغلِ دورۂ چشتیہ

سلسلۂ چشتیہ میں شغلِ دورہ اس طرح پر ہے کہ ذکر یَا حَیُّ وَیَا قَیُّوم اس طریقے سے کریں کہ

کلمہ یَا حَیُّ کو خیال سے وسطِ سینہ سے لب تک لائیں اور اپنی رُوح کو اس کے ہمراہ لیں پھر لفظ قَیُّوْمُ کو اس کے پیچھے اس طرح لائیں کہ اس اسم کی مشق سے رُوح بدن سے خارج ہو پھر رُوح کو انہی دونوں اسمار کی قوت سے عرشِ مجید تک پہنچائیں۔ اِس مقام پر قدرے توقف کر کے سَیر اور دَور کرائیں تاکہ ارواحِ ملائکہ جنّت و جہنّم اور ان کی شکل دیگر امورِ غیبیہ منکشف ہو جائیں۔ بعد ازاں اس ذکر کو جب تمام کرنا چاہیں تو لفظ یَا حَیُّ سے ارادہ انتقال کریں، اور لفظ یَا قَیُّوْمُ سے رُوح کو اپنے بدن میں واپس لے آئیں۔

ذکر برائے کشفِ قبور

کشفِ قبور کے لیے ذکر سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالرُّوْحِ کو اس طریقہ پر کریں کہ لفظ سُبُّوْحٌ کو ناف سے لے کر دماغ تک پہنچائیں اور لفظ قُدُّوْسٌ کو وہاں سے عرشِ مجید تک لے جائیں پھر رَبُّ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالرُّوْحِ کو عرش سے قلب تک لا کر قلب کے درِ فوقانی سے داخل کریں اور درِ تحتانی سے خارج کرتے ہوئے قبر کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس شغل کی مشق سے کشفِ قبور حاصل ہو جائے گا۔

باب سوم

اشغالِ طریقۂ نقشبندیہ

فصلِ اوّل : اذکار

لطائفِ ششگانہ کے مقامات یہ ہیں : لطیفۂ قلب بائیں پستان کے نیچے، لطیفۂ رُوح دائیں پستان کے نیچے، لطیفۂ سِرّ ان ہر دو کے درمیان (یعنی لطیفۂ قلب اور لطیفۂ رُوح کے درمیان) لطیفۂ نفس مقامِ ناف میں، لطیفۂ خفی پیشانی میں اور لطیفۂ اخفیٰ سر میں تالو کے مقام پر واقع ہیں

ذکرِ نفی و اثبات

پس لطائفِ ششگانہ کو ذکرِ خیالی کے ساتھ ذاکر بنانا چاہیے۔ ابتداء میں ہر لطیفہ کو علیحدہ علیحدہ ذاکر بنائیں اور انتہا میں تمام لطائفِ ششگانہ کو یکبارگی ذاکر بنانا چاہیے۔ بعد ازاں حبسِ نفس کے ساتھ ذکرِ نفی و اثبات کریں۔ اس طریقہ پر کہ دو زانو قبلہ رُو بیٹھ کر اپنے دم کو بند کر کے زبان کو تالو سے چپکا کر لَآ کو مقامِ لطیفۂ نفس سے کھینچ کر لطیفۂ سِرّ و خفی سے گزارتے ہوئے لطیفۂ اخفیٰ تک پہنچائیں اور اِلٰہَ کو لطیفۂ اخفیٰ سے لطیفۂ رُوح میں پہنچائیں اور اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب لطیفۂ قلب پر لگائیں۔ اس ذکر کو اس انداز سے کریں کہ اس کا کوئی اثر اعضائے ظاہرہ پر نمایاں نہ ہو بلکہ محض خیال کے ساتھ ہو۔

سُلطان الذکر

بعد ازاں سلطان الذکر عمل میں لائیں یعنی جس طرح ذاکر مقاماتِ لطائف سے آگاہ ہُوا۔ اسی طرح سر سے پاؤں تک تمام رگ و پے اور ہر بُنِ مُو میں ذکر کو سرایت کرے۔

فصل دوم: مراقبات

مراقبات کے بیان میں وہی ترتیب جو باب اوّل میں مذکور ہوئی ہے بجا لائیں۔

کشفِ وقائعِ آئندہ

اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ آئندہ وقائع میں کون سا واقعہ منکشف ہوگا اس کے لیے احسن و اولیٰ یہ ہے کہ رات کے تیسرے پہر بیدار ہو کر نہایت درجہ حضورِ قلب کے ساتھ بکمالِ آداب و مستحبات طہارت بجالائیں پھر طہارت کے بعد وہ مسنون دُعائیں جو گناہوں کے کفارہ کے لیے متعین فرمائی گئی ہیں، نہایت درجہ خلوص و التجا کے ساتھ پڑھیں اس کے بعد صلوٰۃ التسبیح تمام آداب و سُنن و مستحبات کا لحاظ رکھتے ہوئے پورے حضورِ قلب سے انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ اس طرح ادا کریں کہ درگاہِ رب العزت سے طلبِ مغفرت بکمالِ التجا و الحاح دل کی گہرائی میں سما جائے۔ بعد ازاں بکمالِ حضورِ قلب تمام گناہوں سے توبہ کریں اور التجا و الحاح کے تمام مراتب اپنی انتہا کو پہنچا دیئے جائیں، اس کے بعد اشغالِ مذکورہ میں سے کسی ایک شغل میں مشغول ہو جائیں اور اس شغل کے دوران اس مطلوب واقعہ کے کشف کے لیے عالم الغیب کے حضور خوب متوجہ رہیں۔ انشاء اللہ بطریقِ الہام یا بطریقِ مشاہدہ اس واقعہ کی حقیقت منکشف ہو جائے گی۔

اگر یہی عمل صد بار کیا جائے اور حقیقتِ واقعہ منکشف نہ ہو تو رات کے تیسرے پہر دو رکعت اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں تین بار سورۃ فاتحہ، تین بار آیت الکرسی اور پندرہ بار سورۃ اخلاص پڑھیں، اس کے بعد سر سجدہ میں رکھ کر نہایت درجہ خشوع و خضوع کے ساتھ ایک سو ایک بار کلمہ "یا خبیرُ اَخبِرنِی" پڑھیں۔ بعد ازاں سجدہ سے سر اُٹھا کر نہایت درجہ الحاح و التجا کے ساتھ انکشافِ واقعۂ مذکورہ کے لیے دُعا کریں اور پھر سو جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس واقعہ کی حقیقت سوتے میں منکشف ہو جائے گی۔ فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلاسلِ طریقت

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمد وسیلۃ الطالبین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ السالکین اما بعد۔ پس طالب شرفِ بیعت وتوبہ سے مشرف ہُوا اور فقیر سیّد احمد کی وساطت سے طریقۂ عالیہ چشتیہ وقادریہ ونقشبندیہ ومجددیہ ومحمدیہ کی سلک میں منسلک ہُوا۔ اس فقیر (سیّد احمد شہید) کو ان طریقوں کی برکات دو وجہ سے حاصل ہیں۔

وجہ اوّل : اُویسیّہ

یہ فقیر اُویسی طور پر طریقۂ چشتیہ میں حضرت خواجہ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی رُوحِ مقدس سے اور طریقۂ قادریہ میں حضرت غوث الثقلین حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ کی رُوحِ مقدس سے اور طریقۂ نقشبندیہ میں حضرت امام الشریعت والطریقت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ سے متحقق ہُوا اور طریقہ مجددیہ ومحمدیہ میں بلا واسطہ کسی کے حضرتِ حق کی بارگاہ سے مستفید ہُوا بتمامِ اُویسیہ کا یہ حصول اگرچہ محض بفضلِ الٰہی متحقق ہُوا لیکن ظاہری

اسباب میں یہ سبب اس فقیر کے حق میں حضرت پیر و مرشد کی دعا کا نتیجہ ہے۔

وجہِ ثانی : بطریقِ بیعت و اجازت

یہ فقیر سلاسلِ مذکورہ کے مشائخ کی سلک میں بطریقِ بیعت و اجازت منسلک ہے۔ بس طریقہ پر کہ اس فقیر کو قدوۃ العلماء والمحدثین، وارث الانبیاء والمرسلین حجۃ اللہ علی العالمین مولانا و مرشدنا شیخ عبد العزیزؒ سے انتساب بیعت و اجازت ہے۔ اور اُن کو اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہؒ سے اور اُن کو اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبد الرحیمؒ سے۔ اور اُن کو

طریقۂ چشتیہ

میں اپنے نانا بزرگوار شیخ رفیع الدینؒ سے انتساب بیعت و اجازت ہے

اور اُن کو	شیخ قطب عالمؒ	سے
" "	شیخ نجم الحق چاپئیں لدہؒ	"
" "	شیخ عبد العزیزؒ	"
" "	قاضی خاں یوسف ناصحیؒ	"
" "	شیخ حسن طاہرؒ	"
" "	سید راجی حامد شاہؒ	"
" "	شیخ حسام الدین مانکپوریؒ	"
" "	خواجہ نور قطب عالمؒ	"
" "	شیخ علاء الحقؒ	"
" "	شیخ اخی سراجؒ	"
" "	سلطان الاولیا حضرت نظام الدینؒ	"

اور اُن کو امام الزاہدین حضرت شیخ فریدالدین شکرگنجؒ سے

〃 〃 قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ 〃

〃 〃 نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ 〃

〃 〃 خواجہ عثمان ہارونیؒ 〃

〃 〃 حاجی شریف زندنیؒ 〃

〃 〃 خواجہ مودود چشتیؒ 〃

〃 〃 خواجہ یوسف چشتیؒ 〃

〃 〃 خواجہ محمد چشتیؒ 〃

〃 〃 خواجہ ابو احمد چشتیؒ 〃

〃 〃 خواجہ ابو اسحاق چشتیؒ 〃

〃 〃 شیخ علو دینوریؒ 〃

〃 〃 ابی ہبیرہ بصریؒ 〃

〃 〃 حذیفہ مرعشیؒ 〃

〃 〃 سلطان التارکین حضرت ابراہیم ادہمؒ 〃

〃 〃 فضیل ابن عیاضؒ 〃

〃 〃 عبدالواحد بن زیدؒ 〃

〃 〃 خیر التابعین حضرت حسن بصریؒ 〃

〃 〃 امام الاولیاء قدوۃ الاتقیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ 〃

اور ان کو سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العٰلمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین سے

سلسلۂ قادریہ

اور اسی طرح شیخ عبدالرحیم قدس اللہ سرہٗ العزیز کو طریقۂ قادریہ میں سید عبداللہ اکبرآبادی سے انتساب بیعت و اجازت ہے

اور اُن کو	سید آدم بنوریؒ	سے
”	” امام ربانی قیوم زمانی مجددِ الفِ ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ	”
”	” اپنے والدِ ماجد شیخ عبدالاحدؒ	”
”	” شاہ کمالؒ	”
”	” شاہ فضیلؒ	”
”	” سید گدائے رحمٰنؒ	”
”	” سید شمس الدین عارفؒ	”
”	” سید گدائے رحمٰن بن ابی الحسنؒ	”
”	” شیخ شمس الدین صحرائیؒ	”
”	” سید عقیلؒ	”
”	” سید بہاء الدینؒ	”
”	” سید عبدالوہابؒ	”
”	” سید شرف الدین قتالؒ	”
”	” سید عبدالرزاقؒ	”
”	” حضرت غوث الاعظم سید محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ	”

اور اُن کو	شیخ ابُوسعید مخزومیؒ	سے
〃 〃	شیخ ابی الحسن القرشیؒ	〃
〃 〃	شیخ ابی الفرح طرطوسیؒ	〃
〃 〃	شیخ ابی الفضل عبدالواحد علیؒ	〃
〃 〃	شیخ ابی الفضل یمنیؒ	〃
〃 〃	شیخ ابی بکر شبلیؒ	〃
〃 〃	سیدالطائفہ جنید بغدادیؒ	〃
〃 〃	شیخ ابی الحسن سری سقطیؒ	〃
〃 〃	شیخ معروف کرخیؒ	〃
〃 〃	امام علی رضاؒ	〃
〃 〃	امام موسیٰ کاظمؒ	〃
〃 〃	امام جعفر صادقؒ	〃
〃 〃	امام محمد باقرؒ	〃
〃 〃	امام زین العابدینؒ	〃
〃 〃	سیدالشہداء حضرت حسینؓ	〃
〃 〃	سیدالاولیاء خاتم الخلفاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ	〃

اور اُن کو سیدالانبیاء خاتم الرسل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سے

سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ

اور اسی طرح شیخ عبدالرحیم قدس سرہٗ کو طریقۂ نقشبندیہ و مجددیہ میں سید عبداللہ اکبرآبادی سے انتساب بیعت و اجازت ہے

اور	ان کو	سید آدم بنوریؒ	سے
"	"	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ	"
"	"	خواجہ باقی باللہؒ	"
"	"	خواجہ امکنگیؒ	"
"	"	مولانا درویش محمدؒ	"
"	"	مولانا زاہدؒ	"
"	"	خواجہ عبیداللہ احرارؒ	"
"	"	مولانا یعقوب چرخیؒ	"
"	"	امام الشریعت والطریقت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ	"
"	"	خواجہ محمد بابا سماسیؒ	"
"	"	خواجہ رامیتنیؒ	"
"	"	خواجہ محمود انجیر فغنویؒ	"
"	"	خواجہ عارف ریوگریؒ	"
"	"	خواجۂ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ	"
"	"	خواجہ یوسف ہمدانیؒ	"

اور اُن کو	ابی علی فارمدیؒ	سے
″ ″	امام ابی القاسم قشیریؒ	″
″ ″	شیخ ابی علی دقاقؒ	″
″ ″	شیخ ابی القاسم نصرآبادیؒ	″
″ ″	شیخ ابوبکر شبلیؒ	″
″ ″	سید الطائفہ جنید بغدادیؒ	″
″ ″	شیخ ابی الحسن سری سقطیؒ	″
″ ″	شیخ معروف کرخیؒ	″
″ ″	امام علی رضاؒ	″
″ ″	امام موسیٰ کاظمؒ	″
″ ″	امام جعفر صادقؒ	″
″ ″	رئیس الفقہاء التابعین قاسم بن محمدؒ	″
″ ″	صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلمان فارسیؓ	″
″ ″	امیر المومنین سید المسلمین افضل الخلفاء الراشدین حضرت ابی بکر الصدیقؓ	″

اور اُن کو سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سے

نماز پنجگانہ ادا کرنا فرض ہے اور اس کا ترک کفر ہے۔ لازم ہے کہ ہر مومن جان و دل سے خدا کا حکم بجا لائے

امیر المومنین امام المجاہدین حضرۃ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ
کے مُحب جاں نثار شہید اسلام عارف باللہ
شیخ المشائخ حضرۃ شاہ عبد الرّحیم ولایتی شہید رحمۃ اللہ علیہ

(پیر و مرشد حضرۃ میاں جیو نور محمد جھنجانوی رحمۃ اللہ علیہ)

سید نفیس الحسینی

آپ سادات کرام روہ افغانستان سے ہیں۔ نام مولا کی طلب میں وطن سے نکلے۔ پہلے حضرت سید رحم علی شاہ صاحب (م ۱۲۰۴ھ) (از احفاد حضرت شاہ قمیص سادھوروی قدس سرہٗ) سے جو مقام پنجلاسہ ضلع انبالہ میں مقیم تھے مشرف بہ بیعت ہوئے اور عرصہ تک ریاضت میں مصروف رہ کر نسبت طریقہ قادریہ حاصل کی۔ بعد ازاں نسبت عشقیہ چشتیہ کا اکتساب حضرت شاہ عبد الباری امروہی قدس سرہٗ (م ۱۲۲۶ھ) سے کیا اور آخر میں بیعتِ جہاد باطریقت حضرت سیّد احمد شہید قدس سرہٗ (۱۲۴۶ھ) سے کی۔

(انوار العارفین، تحفۃ الابرار ص ۱۸۷ ج ۲، انوار العاشقین ص ۸۲)

ملفوظ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ: "مومن خاں صاحب مومن دہلوی مجھ سے فرماتے تھے کہ ایک بار چند حضرات شاہ عبد العزیز صاحبؒ سے حدیث پڑھ رہے تھے کہ تذکرہ اکابروں کا آگیا ہم لوگوں نے عرض کیا اب بھی کوئی ایسا اکابر ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ پرسوں کو ہمارے پاس فلاں حلیہ کا ایک شخص مسئلہ دریافت کرنے آئے گا وہ مرد کامل ہے۔ سمت اور وقت بھی معین کر دیا۔ ہم لوگ روز موعود پر زینت المساجد میں کہ دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے اُن کے اشتیاق میں بیٹھے تھے وقت مقررہ پر دریا کے کنارے اُسی حلیے کے ایک بزرگ نمودار ہوئے اور سب ان کی زیارت سے مشرف ہوئے وہ بزرگ حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب ولایتیؒ تھے۔"

حضرت شاہ عبد الرحیم ولایتی قدس سرہٗ نے امیر المومنین امام المجاہدین حضرت سید احمد شہید سے اس وقت بیعت کا شرف حاصل کیا جب دوآبے کا مشہور تاریخی و تبلیغی دورہ کرتے ہوئے سید صاحب سہارنپور میں رونق افروز ہوئے۔ اس تمام سفر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا عبد الحی صاحب اور حجۃ الاسلام

حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید ہمرکاب تھے۔ ان کے مواعظ سے بہت اصلاح و انقلاب ہوا۔ اس ایک سفر نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیۂ باطن اور بڑے بڑے علماء و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے ہر ہر جگہ سینکڑوں آدمی متقی، متورع، عابد، متبع سنت اور ربانی بن گئے۔

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۲۴۴ ج ۱)

سہارنپور میں حضرت سید صاحبؒ کا والہانہ عقیدت سے خیر مقدم کیا گیا۔ مؤلف سیرۃ سید احمد شہیدؒ منظورۃ السعداء کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

سہارنپور سے باہر ایک جم غفیر استقبال کے لئے موجود تھا۔ آپ نے مغرب کی نماز مسجد ابو نبی میں پڑھی۔ اس کے ایک حجرے میں حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ رہتے تھے جو بڑے مشائخ میں سے تھے۔ سینکڑوں آدمی ان کے مُرید تھے۔ انھوں نے اپنے تمام مُریدوں کے ساتھ بیعت کی اور اپنے تمام نیاز مندوں کو بلا کر کہہ دیا کہ سب آپ سے بیعت ہو جاؤ، ایسا مرشد کامل پھر ملنا مشکل ہے۔ تہائی رات تک بیعت کرنے والوں سے آپ کو فرصت نہیں ہوئی۔ دو روز تک انھیں کے گھر دعوت رہی۔" (سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۲۳۴ ج ۱)

"نقش حیات" میں اس تاریخی ملاقات کا ذکر حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان صدق ترجمان کے حوالے سے ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"حضرت سید صاحب اپنے دورہ تبلیغ میں حضرت شاہ حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ پیرو مرشد حضرت میانجیو رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقی ہوئے تو منجملہ اور لوگوں کے خود حضرت شاہ صاحب نے بھی حضرت سید احمد شہیدؒ کے ہاتھ پر

بیعت فرمائی (دراں حالیکہ وہ خود صاحب ارشاد مکمل تھے اور ہزاروں آدمی ان کے مُرید تھے) اور فرمایا کہ واقعہ میں مجھے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی حاجت نہیں مگر میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی اسی میں ہی دیکھتا ہوں (نظر کشفی سے) اور اسی لیے بیعت ہوتا ہوں پھر (خلوت ہوئی) اور دونوں حضرات فیوض روحانیہ کا اکتساب کرنے کے لیے حجرہ میں چلے گئے۔ جب نکلے ہیں تو سید صاحب پر نسبت چشتیہ اور گریہ وبکا کا غلبہ ہوا اور حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ پر نسبت نقشبندیہ کا۔ (ج ۲)

مسجد ابو نبی میں حضرت مولانا شاہ مُحمّد اسمٰعیل شہیدؒ کا وعظ بھی ہوا آج بھی اس مسجد کے اندر درمیانی دروازے میں چند اینٹیں نمایاں طور پر لگی ہوئی ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہیں کھڑے ہو کر حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے وعظ فرمایا تھا۔ وہ حجرہ آج بھی موجود ہے جس میں حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ رہتے تھے۔ اسی میں حضرت سیّد احمد شہیدؒ سے ملاقاتیں رہیں۔ راقمِ سطور شوال ۱۳۹۰ھ میں اس مسجد اور حجرے کی زیارت سے چند بار مشرف ہو چکا ہے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ نے اپنے مُرید مخلص حضرت میانجیو نور مُحمّد جھنجھانویؒ کو بھی لوہاری سے سہارنپور بلا لیا اور اپنے سامنے حضرت سیّد احمد شہیدؒ کے دست حق پرست پر بیعت کرایا۔ اور اجازت و شجرات بھی عطا کیے گئے۔ حضرت شیخ مُحمّد محدّث تھانوی (مرید و خلیفہ حضرت میانجیو صاحب جھنجھانویؒ) اپنی تالیف "انوار مُحمّدی" میں رقمطراز ہیں:

"حضرت حاجی صاحب دادا پیر، حاجی عبدالرحیم مصدر الاوصاف

بحضرت شیخ المشائخ میانجیو صاحب پیرو مرشدم تحریر فرمودہ از سہارنپور بمقام لوہاری ارسال داشتند، ہنگام رونق افروزیٔ آنجناب نزد جناب میر صاحب حضرت سید احمد صاحب و قبلہ دادا پیر قدس اسرارہم دربلدۂ سہارنپور، درہمان زمان حاجی صاحب قبلہ ممدوح قدس سرہٗ پیرو مرشد میانجیو صاحب قبلہ را روبروی خود بیعت از سید صاحب ممدوح کنانیدند و اجازۃ و شجرات عنایت شدند۔" (ص ۳۵، مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۹۱ھ)

دوآبے کا تبلیغی دورہ مکمل کرنے کے بعد حضرت سید احمد شہیدؒ اپنے وطن رائے بریلی تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ یہ زمانہ بڑے روحانی و علمی فیوض و برکات کا زمانہ تھا۔ حضرت سید صاحبؒ کا وجود علماء و مشائخ ہندوستان کا اجتماع، یکسوئی، یہ سب نعمتیں جمع تھیں۔ ایک غیر معروف چھوٹا سا گاؤں کہکشاں بن گیا تھا، جس کی زمین پر چاند کے ساتھ سارے روشن ستارے اُتر آئے تھے۔ ہندوستان کے نامور علما و مشائخ حجۃ الاسلام مولانا محمد اسمعیل صاحب شہیدؒ، شیخ الاسلام مولانا عبدالحی صاحب، قطبِ وقت مولانا محمد یوسف صاحب پھلتی (نبیرہ حضرت شاہ اہل اللہ صاحبؒ) شیخ المشائخ حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی (شیخ الشیخ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی) حضرت شاہ ابو سعید صاحب (خلیفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب) ایک وقت میں جمع ہوئے۔

(سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۵۱ ج ۱)

حضرت سید صاحب کا تقریباً ایک سال رائے بریلی میں قیام رہا۔ اس قیام

کے اہم واقعات میں سے جہاد کی تیاری عسکری مشق و تربیت کا اہتمام ہے۔
''سیرۃ سید احمد شہیدؒ'' میں ہے:

''یوں تو عبادت و سلوک کے ساتھ جہاد کی تیاری آپ ہمیشہ کرتے رہتے تھے لیکن اس قیام میں اس طرف سب سے زیادہ توجہ تھی۔ جہاد کی ضرورت کا احساس روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور یہ کانٹا تھا، جو آپ کو برابر بے چین رکھتا تھا۔ دن رات اسی کا خیال رہتا تھا۔ زیادہ تر یہی مشاغل بھی رہتے۔ آپ اکثر اسلحہ لگاتے تاکہ دوسروں کو اس کی اہمیت معلوم ہو اور شوق ہو۔ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے۔'' (ص ۱۹۵ ج ۱)

جب فنونِ حرب کی مشق و تعلیم میں زیادہ انہماک ہوا اور زیادہ تر وقت اسی میں صرف ہونے لگا، یہاں تک کہ سلوک کے کاموں میں کمی ہونے لگی، تو رُفقاء نے آپس میں گفتگو کرنی شروع کی اور مشورہ کیا کہ مولانا مُحمّد یُوسف صاحب پھلتی اس بارے میں سیّد صاحب سے گفتگو کریں اور جماعت کے ان خیالات کی اطلاع دیں۔ مولانا نے سیّد صاحبؒ سے عرض کیا، سیّد صاحبؒ نے آپ کو جواب دیا کہ:

''ان دنوں اس سے افضل کام ہم کو درپیش ہے۔ اسی میں ہمارا دل مشغول ہے، وہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیاری ہے۔ اس کے سامنے اس حال کی کچھ حقیقت نہیں، وہ کام یعنی تحصیل علمِ سلوک اس کام

کے تابع ہے۔ اگر کوئی تمام دن روزہ رکھے، تمام رات عبادت و ریاضت میں گزارے اور نوافل پڑھتے پڑھتے پیروں میں ورم آجائے اور دوسرا شخص جہاد کی نیت سے ایک گھڑی بھی بارود اڑائے تاکہ کفار کے مقابلے میں بندوق لگاتے آنکھ نہ جھپکے تو وہ عابد اس مجاھد کے رتبے کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ اور وہ کام (سلوک و تصوّف) اس وقت کا ہے، جب اس کام (تیاری جہاد) سے فارغ البال ہو۔ اب جو پندرہ سولہ روز سے نماز یا مراقبے میں دوسرے انوار کی ترقی معلوم ہوتی ہے، وہ اسی کاروبار کے طفیل سے ہے۔ کوئی بھائی جہاد کی نیت سے تیر اندازی کرتا ہے، کوئی بندوق لگاتا ہے، کوئی پھری گدکا کھیلتا ہے، کوئی ڈنٹر پیلتا ہے۔ اگر ہم اس کام کی اس وقت تعلیم کریں تو ہمارے یہ بھائی اس کام سے جاتے رہیں۔ یوسف جی، تم خود اپنا حال دیکھو کہ گردن ڈالے ہوئے ایک عالم سکوت میں رہتے ہو۔ اسی طرح اور لوگ بھی کوئی کمبل اوڑھے مسجد کے کونے میں بیٹھا ہے، کوئی چادر لپیٹے حجرے میں بیٹھا ہے، کوئی جنگل جا کر مراقبہ کرتا ہے کوئی ندی کنارے گڑھا کھود کر بیٹھا رہتا ہے۔ ان صاحبوں سے تو جہاد کا کام ہونا مشکل ہے۔ تم ہمارے بھائیوں کو سمجھاؤ کہ اب اسی کام میں دل لگائیں۔ یہی بہتر ہے۔ حاجی عبدالرحیم صاحبؒ سے مشورہ کرکے جواب دو۔"

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۱۹۶-۱۹۷ ج ۱)

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کا بیان

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ نے جب یہ سُنا تو پہلے اپنا حال بیان کیا کہ جب مجھ کو حضرت سیّد صاحبؒ سے بیعت نہ تھی۔ اپنے مشائخ کے طور و طریق پر تھا، چلہ کشی کرتا تھا، جَو کی روٹی کھاتا تھا، موٹے کپڑے پہنتا تھا، میرے صدہا مُرید تھے اور جو درویشی کا طالب میرے پاس آتا، اس کو تعلیم کرتا تھا اور کسی سے کچھ غرض نہیں رکھتا تھا، جو کوئی اپنے مطلب کے لیے دو چار کوس یا دو ایک منزل لے جانے کی درخواست کرتا، للہ فی اللہ چلا جاتا تھا اور میری نسبت کا یہ طور تھا کہ اگر آدھ کوس یا کوس بھر سے کسی پر توجہ کی نظر ڈالتا تھا، تو اسی جگہ اس کو حال آجاتا اور بعض بعض باتیں مجھ میں اس سے بڑھ کر تھیں اور میں اپنے اس حال میں بہت خوش تھا اور میرے مریدوں میں بعض بعض صاحبِ تاثیر تھے، باوجود ان سب باتوں کے جب اللہ تعالیٰ نے ان سیّد صاحب کو سہارنپور پہنچایا اور مجھ سے ملایا اور مجھ کو توفیق دی کہ میں نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور ان کا طریقہ دیکھا، اس وقت اپنے نزدیک مجھ کو یہ خیال ہوا کہ اگر میں اس حالت میں مر جاتا، تو میری بُری موت ہوتی، پھر میں نے اپنے سب مریدوں سے کہا کہ اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے ہو، تو اب دوسری مرتبہ ان سیّد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرو یا اس عقیدے سے میری ہی بیعت کرو، اور جو نہ کرے گا، وہ جانے۔ میں نے آگاہ کر دیا ہے۔ اس کا مؤاخذہ قیامت کے روز مجھ سے نہیں۔

پھر سب نے دوبارہ بیعت کی۔ سو میں نے تمام عیش و آرام اور ناموس و نام

ترک کر کے سید صاحب کے یہاں کی محنت و مشقت و تنگی و کلفت اختیار کی۔ اینٹیں بھی بناتا ہوں، دیوار بھی اٹھاتا ہوں، گھاس بھی چھیلتا ہوں، لکڑی بھی چیرتا ہوں اور ہر طرح کے کام کرتا ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کاروبار کی بدولت جو نعمت دی اور خیر و برکت عطا کی، اس کے دسویں حصے کے برابر ان اوّل معاملات کی تمام خیر و برکت کو نہیں پاتا ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس راحت کو چھوڑ کر یہ محنت کیوں اختیار کی؟" سو میری صلاح اس بارے میں یہی ہے کہ تم اپنا سارا کاروبار حضرت پر چھوڑو۔ وہی جو کچھ بہتر جان کر تم کو فرمائیں، اسی کو مانو اور اپنی بہتری اسی میں سمجھو اور اپنی ناقص رائے کو اس میں دخل نہ دو۔"

حاجی صاحب چونکہ فنِ سلوک اور قوتِ نسبت میں مسلّم تھے اور مشہور شیخ اور عارف تھے۔ اس لیے ان کی تقریر سن کر سب لوگ خاموش ہوگئے اور مقدمات جہاد میں دل و جان سے مشغول ہوگئے۔ دن رات یہی مشغلہ تھا۔ بھر ماری، تیر اندازی کرتے، چورنگ لگاتے اور فنونِ سپہ گری کی پوری مشق کرتے تھے۔

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۱۹۷-۱۹۸ ج ۱ بحوالہ وقائع احمدی ص ۴۴۸ ج ۴۵۴)

اس پورے واقعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ دل و جان سے حضرت سید صاحب کے عاشق تھے اور ان کی نظر میں حضرت سید صاحبؒ کا مرتبہ و مقام نہایت درجہ رفیع و بلند تھا۔ ادھر حضرت سید صاحب بھی حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ کو ایک عالی نسبت شیخ طریقت جانتے تھے

اور اس سلسلے میں ان کو صائب الرائے مانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تربیت سلوک کے لیے بعض خاص مسترشدین کو بھی ان کے سپرد فرمادیا کرتے تھے۔

کلکتہ میں ایک پیر زادے تھے۔ خلاف شرع امور سے اجتناب نہیں کرتے تھے۔ حضرت سیّد صاحب سفر حج پر جاتے ہوئے کلکتہ ٹھیرے تو وہ پیر زادے متاثر ہو کر بیعت ہوگئے۔ اور منہیات سے توبہ کی۔ حضرت سیّد صاحبؒ نے ایک دن کے بعد ان کو ایک کرتا دیا اور پگڑی عنایت فرمائی، مولانا عبدالحی صاحبؒ سے خلافت نامہ لکھوا کر انھیں دیا۔ اور ان کو حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کے سپرد کر دیا۔ ایک دن انھوں نے سیّد صاحبؒ سے عرض کی کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے بڑی عنایت کی اللہ تعالیٰ نے اس شہر میں آپ کو گویا میری ہی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ (سیرۃ سیّد احمد شہیدؒ ص ۳۰۱ ج ۱)

ایک اور واقعے سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ حضرت امیر المومنینؒ کی جانب سے اہم خدمات بھی انجام دیتے تھے، چنانچہ جب لشکر اسلام ہجرت کا سفر طے کرتا ہوا راجستان کے راستے سے سندھ پہنچا تو امیرانِ سندھ کی عملداری کا آغاز ہوگیا، حضرت سیّد صاحبؒ عمر کوٹ جانا چاہتے تھے، چنانچہ حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کو اجازت نامہ حاصل کرنے کے لئے قلعدار کے پاس بھیجا۔ صوبہ سرحد پہنچ کر بھی حضرت حاجی صاحبؒ خاص خاص خدمات پر فائز رہے۔ (سیّد احمد شہید ص ۲۹۶)

منظورۃ السعداء میں ہے: کالا باغ کی راہ سے ڈیرہ اسماعیل خاں کو جہاں نواب اسماعیل خاں کا لشکر شہر کے باہر اُترا ہوا تھا، حاجی عبدالرحیم صاحبؒ حضرت امیر المومنینؒ کی اجازت سے اُس لشکر میں اقامت رکھتے تھے تاکہ ہندوستان سے

آنے والے جہادی قافلے ڈیرہ اسماعیل خاں جو کہ مقامِ مخدوش ہے نہ جائیں بلکہ اُس سے بالا بالا سمتِ جنوب کی جانب ہو کر گزریں۔ (ص ۱۲۴)

حضرت سید صاحبؒ کی نگاہ میں حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کی بڑی قدرو منزلت تھی ذیل کے واقعہ سے اس کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ منظورۃ السعداء میں ہے کہ۔

(در مکہ معظمہ) آنجناب حضرت امیر المومنینؒ اپنی رہائش گاہ میں تشریف فرما تھے کہ حاجی عمر جو حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کے رفیق تھے اور نہایت درجہ صالح و سعید و عابد و زاہد اور متقی تھے، حضرت امیر المومنینؒ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرنے آئے۔ آپ نے ان کی عزت و توقیر زیادہ سے زیادہ فرمائی اور ان کی توصیف میں حضرت امیر المومنینؒ کی زبان مبارک سے یہ کلمہ صادر ہوا کہ ان جیسے لوگوں سے ملائک بھی شرم رکھتے ہیں اور ان جیسے لوگ وہ ہیں جو ملائکہ پر شرف رکھتے ہیں۔ (منظورۃ السعداء ص ۱۱۰)

حضرت سید احمد شہیدؒ سے بیعت و تعلق کا پہلا اثر عقیدے کی صحت و صفائی اور توحید و سنت میں پختگی کی شکل میں ظاہر ہوتا تھا اور وہ اثر اکثر متعدی اور بہت طاقتور ہوا کرتا تھا۔ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ سہارنپور میں حضرت سید صاحبؒ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوتے ہی ایسے متاثر ہوئے کہ وہ اس کے مستقل داعی بن گئے۔

ارواح ثلاثہ میں ہے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ فرماتے تھے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ سے جو لوگ اُن کے سید صاحب سے بیعت ہونے کے بعد بیعت ہوئے اُن کی حالت نہایت اچھی تھی اور اُن پر اتباع سنت نہایت غالب تھا اور جو لوگ سید صاحب کی بیعت سے پہلے بیعت ہوئے ان کی حالت اس درجہ نہ تھی نیز مولانا رائپوریؒ نے فرمایا کہ جب شاہ عبدالرحیم صاحب سیّد صاحب سے بیعت ہو چکے تو اُس کے بعد وہ سادھورہ تشریف لے گئے اور وہاں تشریف لے جا کر اپنے سابق پیر صاحب کے خدام کو اور نیز قصبہ کے عوام و خواص کو بلا کر ایک جلسہ کیا اور اِس جلسہ میں آپ نے فرمایا کہ میرے پیر صاحب کا عرس گو پہلے بھی ہوتا تھا مگر ترقی اسے میں نے دی تھی اور موجودہ حالت اس کی میری کوشش سے ہوئی ہے مگر اب اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے اور میری سمجھ میں اِس کی برائی آگئی ہے اس لئے میں آپ صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس عرس کو موقوف کر دیا جائے۔ (ارواح ثلاثہ ص ۱۲۶)

آپ نے اس زمانے میں اپنے خلیفہ میانجی نور محمد صاحب جھنجھانویؒ کو جو اجازت نامہ لکھا ہے۔ اس کے لفظ لفظ سے یہ اثر ظاہر ہوتا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:

اجازت نامہ

از حاجی عبد الرحیم بخدمت میانجیو صاحب،
مہربانِ مخلصاں میانجیو نور محمد صاحب،
بعدِ سلامِ مسنونُ الاسلام مکشوفِ
ضمیر آنکہ مُدعاے ضروری آنکہ آں
صاحب را اجازت است ہر کسے
کہ ارادۂ بیعت ازاں مہربان دارد،
آں مخلص بہ دِل جمعیِ تمام بیعت و تلقین
بطالبین کردہ باشند۔ دریں امر ہرگز
در گزر روا ندارند، و وسوسہ و خطرہ
مخالفِ ایں معنیٰ را اصلا بدل راہ ندہند
و از اہم مقاصد و اعظمِ مُرادات
آنست کہ انسان خود بذاتہٖ مستحکم علی الشریعۃ
بظاہر و باطن ہر وقت ماند و از بدعتُ
شرک بہر کیف پاک باشد و ہمچنیں برائے
دیگر مومنین مخلصین انتداء ملحوظِ خاطر
ماند۔ اللہ بس! زیادہ خیریت السلام۔
و شرک فقط ہمیں نیست کہ غیرِ
خُدا را خدا گوید۔ بلکہ شرک را اقسام است
شرک فی العبادۃ و آں آنست کہ افعال

حاجی عبد الرحیم کی طرف سے میانجیو صاحب کی خدمت میں
مہربانِ مُخلصاں میانجیو نور محمد صاحب،
بعد سلام مسنون الاسلام کے معلوم ہو کہ
ضروری مُدعا یہ ہے کہ آپ کو (بیعت
لینے کی) اجازت ہے۔ جو آپ سے
بیعت کا ارادہ کرے، آپ پورے
اطمینانِ قلب کے ساتھ طالبین کو
بیعت و تلقین فرمائیں۔ اس معاملے میں
ہرگز تکلف سے کام نہ لیں اور کسی مخالف
وسوسے اور خطرے کو دل میں جگہ نہ دیں۔
اہم مقصد و مطلوب یہ ہے کہ انسان
خود بذاتہٖ شریعت پر ثابت قدم ظاہراً و
باطناً ہر وقت رہے اور ہر طرح کے شرکُ
بدعت سے پاک رہے۔ اسی طرح سے
دُوسرے مومنینِ مُخلصین کی ہدایت اس کے
پیشِ نظر رہے، زیادہ خیریت، والسلام۔
یاد رہے کہ شرک فقط یہی نہیں ہے
کہ غیر اللہ کو خدا کہے۔ شرک کی کئی قسمیں
ہیں: شرک فی العبادۃ، وُہ یہ ہے کہ جو افعال

برائے تعظیم خدا مشروع اند برائے
غیرِ خدا بعمل آرد، چنانچہ سجدہ۔
و شرك فی العلم و آں آنست کہ عالم
غیب سوائے خدائے تعالیٰ دیگرے
را داند۔ چنانچہ جہّال ایں زماں می دانند
آنچہ می گوئیم پیر ما می شنوند۔ و
شرك فی القدرة و آں آنست کہ دیگرے
را مثل قدرتِ خدائے تعالیٰ ثابت کند
مثلاً، بگوید کہ ایں فرزند مرا فلاں پیر زادہ
دادہ است یا رزقم فلاں پیر می دہد۔
و بدعت آنست کہ در شریعت کہ
از پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السلام ثابت گردید
برآں زیادتی کمی نماید چنانچہ سجدہ و رکوع
در رکعت دو مشروع اند، کسے سہ کند
و فہمد کہ زیادہ عبادت است و یا
کمی کند چنانچہ یک رکوع یا سجدہ و گوید
کہ من عبادت کردم۔ اینہا ہردو بحسب
الشرع مردود اند، فقط۔ از حکیم
مغیث الدین سلام شوق مطالعہ بادو
از کاتب الحروف امان اللہ سلام شوق
مطالعہ بادا![1]

خدا کی تعظیم کے لیے مقرر کیے گئے ہیں اُن
کو اللہ کے سوا کسی اور کے لیے بجا لائے جیسے
سجدہ۔ شرک فی العلم، اور وُہ یہ ہے کہ
خدا کے سوا کسی اور کو عالم الغیب سمجھے
جیسے کہ اس زمانے کے جہلا سمجھتے ہیں،
مثلاً ہم جو کچھ کہتے ہیں ہمارا پیر سنتا ہے
شرک فی القدرۃ، اور وُہ یہ ہے کہ دوسرے
کے لیے اللہ تعالیٰ کی سی قدرت ثابت کرے
مثلاً یوں کہے کہ میرا یہ لڑکا فلاں پیر زادے
کا عطا کیا ہوا ہے یا میری روزی فلاں پیر دیتا ہے۔
اور بدعت یہ ہے کہ اس شریعت میں
جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے،
کچھ زیادتی کمی کرے۔ چنانچہ رکعت میں ایک
رکوع اور سجدے دو مشروع ہیں۔ کوئی تین
کرے اور سمجھے کہ زیادتی عبادت ہے، یا
کمی کرے، چنانچہ ایک رکوع اور ایک سجدہ
کم اور کہے کہ میں نے عبادت کی ہے۔
یہ دونوں شرع کے نزدیک مردود ہیں۔
فقط حکیم مغیث الدین کی طرف سے اور
کاتب الحروف امان اللہ کی طرف سے سلام
شوق پہنچے۔

---

[1] رسالۂ انوارِ محمدی از مولانا شیخ محمد تھانوی، مطبوعہ مطبع ضیائی ۱۲۹۱ھ

پیادوں کے مقابلے سے پسپا ہوتے تھے، انھیں سواروں پر گرتے تھے۔

(سیرۃ سیّد احمد شہید ص ۲۵۵ حصّہ دوم)

منظورۃ السّعداء میں ہے کہ دُرّانیوں کے لشکر میں تخمیناً چار ہزار پیادے اور آٹھ ہزار سوار تھے۔ اور حضرت امیر المؤمنین کے ہمراہی اس وقت ہندی و مُلکی تین ہزار پیادے اور پانچ سو سوار تھے۔

مایار کی جنگ میں لشکر اسلام کو فتح ہوئی چالیس (۴۰) غازیوں کے قریب شہید ہوئے۔ دُرّانیوں کو شکست فاش ہوئی اُن کے اسی (۸۰) آدمی مارے گئے۔ لشکرِ اسلام کے شہیدوں کے چند نام حسب ذیل ہیں:

شیخ عبدالرّحمٰن رائے بریلوی۔ میر رستم علی چلکانوی مولوی عبدالرّحمٰن تورو کے۔ حاجی عبدالرّحیم پکھلی والے۔ (حضرت حاجی عبدالرّحیم ولایتی میاںجی نور محمّد جھنجھانوی رحمہ اللہ کے شیخ اور سلسلہ صابریہ امدادیہ کے رکنِ رکین ہیں) شیخ عبدالحکیم پھلتی۔ کریم بخش گھاٹم پوری رحمھم اللہ تعالیٰ

تورو میں تدفین شاہ اسماعیل نے تورو سے باہر شمال و مشرقی کونے میں ایک بڑی قبر کھدوائی اور تمام لاشوں کو مندرجہ ذیل ترتیب سے رکھا: سب سے آگے قبلہ رخ حاجی عبدالرّحیم پکھلی والے، (غالباً حضرت شاہ عبدالرّحیم ولایتی پکھلی کے علاقے میں لشکرِ اسلام کی خدمات سر انجام دیتے تھے، پکھلی ہزارہ کے علاقے میں واقع ہے۔) ان کے ساتھ سیّد ابو محمّد نصیر آبادی، پھر میر رستم علی، شیخ عبدالحکیم پھلتی، فضل الرّحمٰن، مولوی عبدالرّحمٰن ساکن تورو، کریم بخش اور باقی حضرات۔ سب کے بعد عبدالرّحمٰن رائے بریلوی کی لاش رکھی گئی، جنھیں کفن بھی پہنایا گیا تھا باقی تمام اصحاب کو بلا غسل و کفن ان کے لباسوں میں بہ دستور رکھ دیا گیا۔ مولانا نے فرمایا کہ ان کے عماموں کا ایک سر لے کر منہ ڈھانپ دیے جائیں۔

حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ تو حضرت امیر المومنین سید احمد شہیدؒ کی محبّت میں ایسے فریفتہ و وارفتہ ہوئے کہ حضرت شمس تبریزی اور مولانا روم کے جذبہ و عشق کی یاد تازہ کر دی انھوں نے اپنی مسندِ بیعت و ارشاد چھوڑ چھاڑ حضرت سیّد صاحبؒ کی مستقل معیت اختیار کر لی تھی اور سفر و حضر میں ہمیشہ ساتھ رہتے تھے سفر حج بھی اکھٹے کیا، پھر ہجرت جہاد میں مردانہ وار ساتھ رہے حتیٰ کہ سید صاحب کے ہمراہ مایار کی جنگ میں شہید ہو کر سرفرازی حاصل کی۔

حضرت شیخ محمّد تھانوی قدس سرہ "انوار محمّدی" میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی مجاہد غازی شہید کہ در لشکرِ ظفر پیکر حضرت سیّد احمد صاحب قبلۂ دو جہان مصدر البیان در ولایت خراسان شربتِ شہادت نوشیدند قدس اللہ سرہ العزیز۔ (ص ۳۰)

لشکرِ اسلام کیخلاف سکھوں کے ایما پر دُرّانیوں نے لشکر کشی کی۔ اُن کی پیادہ بٹالین کا ایک افسر "ڈیبول" نام فرنگی تھا۔

"منظورہ" میں ہے کہ جس وقت سیّد صاحبؒ کی جماعت پر دُرّانی سواروں اور پیادوں کا حملہ ہوا، چُونکہ اُن کا ہجوم بہت تھا اور سیّد صاحبؒ کے ساتھ کے پیادے تھوڑے تھے، حاجی عبدالرحیم خاں مرحوم جو ایک مردِ درویش اور سیّد صاحبؒ کے مُحبّ جاں نثار تھے، فرطِ محبت سے تاب نہ لا سکے اور سواروں کو للکار کر کہا کہ عزیزو، دُرّانیوں کے اس انبوہِ عظیم نے امیر المومنین کی جماعت قلیل پر حملہ کیا ہے، اگر آپ ہی نہ رہے، تو زندگی کا کیا مزہ؟ آؤ، بائیں جانب سے حملہ کریں۔ یہ سوار چونکہ تعداد میں تھوڑے تھے اور دُرّانی تین ہزار سے کم نہ تھے، مقابلہ کی تاب نہ لا سکے، اس حالت میں حاجی عبدالرحیم، سیّد ابو مُحمّد، شیخ عبدالحکیم وغیرہ نے شہادت پائی اور سیّد موسیٰ اور رسالدار عبدالحمید خاں سخت زخمی ہو کر گھوڑے کی پیٹھ سے گرے۔ دُرّانی سوار جتنی بار

شہداء کی تدفین اور دعا شہداء کو دفن کے لیے لایا گیا۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے فرمایا کہ ان سب کے چہرے ان کے عماموں سے چھپا دو اور ان کے کپڑے دیکھ لو۔ جو کچھ پیسہ روپیہ وغیرہ بندھا ہو، اس کو کھول لو۔ کسی شخص نے قبر میں اُتر کر ان کے چہرے ڈھک دیے اور پٹکے وغیرہ ٹٹول لیے۔ پھر کئی آدمی ایک بڑی سی چادر قبر کے مُنہ پر تان کر کھڑے ہوگئے اور سب مٹی دینے لگے۔ تختے بنگلے کچھ نہیں رکھے گئے اسی طرح صرف مٹی سے توپ دیا۔ اس کے بعد مولانا صاحب اور سب نے مل کر بہت دیر تک ان سب کے لیے دعاء مغفرت کی۔ جو لوگ شریک دفن تھے، محبت سے روتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ تو جس مراد کو آئے تھے، اس مراد کو پہنچے، ہم لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ ایسی شہادت نصیب کرے۔

تھوڑی دیر کے بعد مغرب کی اذان ہوئی۔ سب نے سید صاحب کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ نے بہت دیر تک سر برہنہ ہو کر ان شہیدوں کی مغفرت کے واسطے دعا کی۔ (سیرت سیداحمد شہیدؒ۔ سید احمد شہیدؒ)

(۳۱ دسمبر ۲۰۰۲ء کو راقمِ سطور اپنے چند رفقاء کے ساتھ اس تُربتِ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوا۔)

یہ ایک عجیب قدرتی اتفاق ہے کہ جس مبارک تبلیغی سفر میں حضرت حاجی امداداللہ صاحب کمسنی کے عالم میں حضرت سید احمد شہید کی گود میں دیے گئے اور سید صاحب نے انھیں بیعت تبرک میں قبول فرمایا اسی سفر میں چند ہی روز بعد حاجی صاحب کے دادا پیر حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ اور پیر و مرشد حضرت میانجیو نور مُحمّد صاحب جھنجھانویؒ بھی حضرت سید صاحب کی بیعت و اجازت سے مشرف ہُوئے۔

الحاصل حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی بنفس نفیس، ان کے مرشد اوّل حضرت مولانا سیّد نصیر الدین دہلوی، مرشد ثانی حضرت میانجیو نور محمّد صاحب جھنجھانوی رحمہ اللہ اور پھر دادا پیر حضرت حاجی عبدالرّحیم ولایتی شہید رحمۃ اللہ علیہ سب کے سب امیر المومنین امام المجاھدین حضرت سیّد احمد شہید قدس سرہٗ کے حلقۂ عقیدت و ارادت اور سلسلۂ بیعت وارشاد سے وابستہ ہیں۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشیاء واللہ ذو الفضل العظیم.

این سلسلۂ طلائے ناب است
این خانہ تمام آفتاب است

حضرت حاجی عبد الرّحیم صاحبؒ کے مُرشدِ ثانی حضرت شاہ عبدالباریؒ کے جانشین حضرت شاہ رحمٰن بخشؒ بھی حضرت سیّد صاحبؒ کے لشکرِ اسلام کو امداد بھیجتے رہے۔

جنگِ مایار کی تاریخ "سیرت سیداحمد شہیدؒ" اور "سیّد احمد شہیدؒ" دونوں کتابوں میں مذکور نہیں۔ البتہ سیّد موسیٰ بن سیّد احمد علیؒ (ہمشیر زادہ حضرت سیّد صاحبؒ) جو جنگ مایار میں شدید زخمی ہوگئے تھا، اور اُن کو پنجتار پہنچا دیا گیا تھا، "منظورۃ السعداء" میں ہے برڈھیری میں (غالباً رجب ۱۲۴۶ ھ میں) سیّد موسیٰ کے انتقال کی خبر پہنچی اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مایار کی جنگ رجب سن ۴۶ھ سے پہلے واقع ہوئی۔

"تحفۃ الابرار" میں حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ کی تاریخِ وفات ۲۱ رمضان المبارک ۱۲۴۶ھ مندرج ہے بعض حضرات نے حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کی شہادت بالاکوٹ میں لکھی ہے جو درست نہیں۔

حکایت

وصایا الوزیر

از نواب وزیر الدولہ مرحوم والی ٹونک   مطبع محمدی ٹونک ۱۲۸۵ ھ

شیخی صفاوشی و صوفی عرفان مذاقی بصحبتِ مشائخ رسیدہ و مقامِ معارف حاصل کردہ صاحب کشف و کرامات و مرشدِ مریدانِ صداقت آیات واجب التبجیل والتکریم حاجی عبدالرحیم انار اللہ تعالیٰ بربانہ کہ بعنایتِ حضرتِ وہاب جل اکرامہ در ملکِ میانِ دوآب کوسِ کشف وخوارق می نواخت و گلزارِ ارشاد بآب یاری تاثیرِ قوی در سر زمینِ قلوبِ مریدین می آراست، زمانی کہ وسعتِ آن سرزمین از برکتِ پرتو قدومِ فیض لزوم جناب امامِ خلائق مخدوم میمنت آگین شد جناب حاجی ممدوح بیگانہ وش نہ بارادت دلکش برسبیلِ زیارتِ حق آگاہان بخدمتِ فیضدرجت رسیدہ تحتی مباہات مجالست و مکالمت دریافت بقدرتِ حضرتِ قدیر جلت رحمتہ سعادتِ خطاب و کلام دریافتن ہمان بود وترکِ علائقِ ارشادِ مریدین کردہ درجماعت معتقدینِ آنحضرت داخل شدن و رفاقت بسیر وسیاحت اختیار کردن ہمان وحاجی معظم موصوف بارہا ارشاد می فرمود کہ "ای مردمان شما از منزلت و قربِ امامِ والامقام بدرگاہِ اللہ ذوا کرام عزت مکرمت آگاہ نیستید، آگاہ باشید کہ علو مذاقِ آن عارفِ معارف وفاق ازحدِ تقریر بیرون ہست و از حدِ تحریر افزون۔ من شکرِ این نعمت خالقِ زمن جل خلقہ ادا نمی توانم نمود کہ توفیقِ شناسائی بزرگی این سید سراپا سترگی رفیقم نمود"۔ شعر

تبارک اللہ زہی آفتابِ ملکِ جلال   کہ ہر کہ دید ندارد زبودِ خویش خبر

(ص ۱۰۰-۱۰۱)

خُدا کا رُعب اور سہارا کافی ہے

مایار کی جنگ سے فراغت کے بعد سید صاحبؒ نے اطراف و جوانب کے خوانین کو جمع کر کے پشاور کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ ان سب نے تائید کی۔ سردار فتح خاں اور ارباب بہرام خاں نے رائے دی کہ پشاور کی مہم میں توپیں ساتھ رکھی جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم صاحبوں کا خیال ہے کہ توپوں کا لشکر میں بڑا رُعب اور سہارا ہوتا ہے؛ سو یہ بات کچھ نہیں۔ خُدا کا رُعب اور سہارا ہمارے لیے کافی ہے۔ سردار یار محمد خاں بھی تو اپنے ساتھ توپیں لایا تھا۔ پھر اُن توپوں سے کیا کر لیا؟ وہ سب توپیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دلا دیں۔ سردار سُلطان محمد خاں نے بھی توپوں سے کیا کام بنا لیا؟ فتح و شکست اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے جسے چاہے، دے۔

روانگی آپ نے موضع تُورڈو سے موضع مردان کی طرف مع لشکر کُوچ کیا۔ آپ گھوڑے پر سوار پیادوں کی جماعت میں تھے۔ سواروں کا لشکر آگے پیچھے تھا۔ دو نشان پیادوں میں تھے اور ایک سواروں میں، اور تینوں کے پُھریرے کُھلے تھے۔ شُتری نقارہ بجتا تھا اور مولوی رحمٰن علی مولوی خُرّم علی صاحب کا لکھا ہُوا رسالہ نظم جہادیہ بآوازِ بلند خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے جاتے تھے، جو حسبِ درج ذیل ہے:

بعدِ تحمیدِ خدا، نعتِ رسولِ اکرمؐ
یہ رسالہ ہے جہادیہ کہ لکھتا ہے قلم

واسطے دین کے لڑنا، نہ پئے طمعِ بلاد
اہلِ اسلام اسے شرع میں کہتے ہیں جہاد

ہے جو قرآن و احادیث میں خوبیِ جہاد
ہم بیاں کرتے ہیں تھوڑا سا، اسے کر لو یاد

فرض ہے تم پہ مسلمانو، جہادِ کفار
اس کا ساماں کرو جلدی، اگر ہو دیندار

جس کے پیروں پہ پڑی گردِ صفِ جنگِ جہاد
وہ جہنم سے بچا، نار سے ہے وہ آزاد

جو مسلمان رہِ حق میں لڑا لحظہ بھر
روضۂ خلدِ بریں ہو گیا واجب اس پر

اے برادر، تو حدیثِ نبوی کو سن لے
باغِ فردوس ہے تلواروں کے سائے کے تلے

دل سے اس راہ میں پیسہ کوئی دیوے گا اگر
سات سو اس کو خدا دیوے گا روزِ محشر

اور اگر مال بھی خرچا و لگائی تلوار
پھر تو دیوے گا خدا اس کے عوض سات ہزار

جو کہ مال اپنے سے غازی کو بنا دے اسباب
اس کو بھی مثلِ مجاہد کے خدا دے گا ثواب

جو نہ خود جا دے لڑائی میں نہ خرچے کچھ مال
اس پہ ڈالے گا خدا پیشتر از مرگ وبال

جو رہِ حق میں ہوئے ٹکڑے، نہیں مرتے ہیں
بلکہ وہ جیتے ہیں، جنت میں خوشی کرتے ہیں

عمر بھر ہی کے گناہِ شہدا مٹتے ہیں
کیوں نہ ہو؟ راہِ خدا ان کے تو سر کٹتے ہیں

فتنۂ قبر و غمِ صور و قیامِ محشر
ایسے صدموں سے شہیدوں کو نہیں کچھ ہے خطر

حق تعالیٰ کو مجاہد وہ بہت بھاتے ہیں
مثلِ دیوار جو صف باندھ کے جم جاتے ہیں

اے مسلمانو، سنی تم نے جو خوبیِ جہاد
چلو اب رن کی طرف، مت کرو گھربار کو یاد

مال و اولاد کی، جورو کی محبت چھوڑو
راہِ مولیٰ میں خوشی ہو کے شتابی دوڑو

مال و اولاد تری قبر میں جانے کی نہیں
تجھ کو دوزخ کی مصیبت سے بچانے کی نہیں

گر پھرے جیتے، تو گھربار میں پھر آؤ گے
اور گئے مارے، تو جنت میں چلے جاؤ گے

دینِ اسلام بہت سست ہوا جاتا ہے
غلبۂ کفر سے اسلام مٹا جاتا ہے

پیشوا لوگ اسی طور نہ کرتے جو جہاد
ہند پھر کس طرح اسلام سے ہوتا آباد

زورِ تلوار سے غالب رہا اسلام مدام
سستی اگلے جو کبھی کرتے، تو ہوتا گمنام

کب تک گھر میں پڑے جوتیاں چٹخاؤ گے
اپنی سستی کا بجز افسوس نہ پھل پاؤ گے

اب تو غیرت کرو، نامردی کو چھوڑو، یارو
سیّد احمد سے ملو، جلد سے کافر مارو

بارہ سو سال کے بعد ایسے ارادے والا
ہوا پیدا ہے، مسلمانو، کرو شکرِ خدا

تھے مسلمان پریشان بغیر از سردار
ہوا سردار ہے از آلِ رسولِ مختارؐ

بات ہم کام کی کہتے ہیں، سنو، اے یارو،
وقت آیا ہے کہ تلوار کو بڑھ بڑھ مارو

حضرتِ مولوی، اب طاق میں رکھ دیجے کتاب
لیجے تلوار و میدان کو چل دیجے شتاب

وقتِ جانبازی ہے، تقریروں کو اب مت چھانٹو
غیرِ شمشیر کسی سمت کو دل مت بانٹو

ہادیٔ دین ہو تو، تم کو ہے سبقت لازم
تم چلو گے، تو بہت ساتھ چلیں گے خادم

اے گروہِ فقرا، نفس کشی کے استاد
عملِ نفس کشی کون ہے بہتر ز جہاد

مت گھسو کونے میں اے پیرجی، مانندِ حجا
چھوڑو اب چلہ کشی وقتِ جہاد آ پہنچا

اے جوانانِ اسد حملہ و رستم قوّت
کام کس دن کو پھر آوے گی تمہاری جرأت

ان کا سر کاٹ لیا یا کہ کٹا اپنا سر
دونوں صورت میں جو سمجھو، تو تمہیں ہے بہتر

یعنی، گر مار لیا ان کو، تو پھر بن آئی
اور گئے مارے، تو پھر خاصی شہادت پائی

ایک دن تجھ سے یہ دنیا کا مزا چھوٹے گا
لشکرِ موت ترا ملکِ بدن لوٹے گا

دوستو، تم کو تو مرنا ہی مقرر ٹھیرا
پھر تو بہتر ہے کہ جاں دیجیے در راہِ خدا

سیکڑوں جنگ میں جاتے ہیں وہ پھر آتے ہیں
سیکڑوں گھر میں بھی رہتے ہیں، وہ مر جاتے ہیں

موت کا وقت معیّن ہے، تو سن اے غافل
پھر بھلا موت سے ڈرنے میں تجھے کیا حاصل

جب تلک موت نہیں ہے، تو نہیں مرتے ہیں
موت جب آئی، تو گھر میں بھی نہیں بچتے ہیں

تم اگر ڈرتے ہو تکلیفِ سفر سے، نہ ڈرو
مرد ہو، خطرۂ آلام کو دل سے کھو دو

جیسی عادت کرے انسان، سو ہو سکتا ہے
عیش و آرام کی عادت کو بھی کھو سکتا ہے

طمعِ دُنیا کے لیے دیکھو ہزاروں یہ سپاہ — چھوڑ کر سر کو کٹاتے ہیں، نہیں کرتے "آہ!"

ہے عجب یہ کہ مسلمان بھی کہلاتے ہو — جھوٹے حیلے رہِ اللہ میں بتلاتے ہو

تم تو اس طور سے دُنیا پہ بہت بھول گئے — جورو لڑکوں کی محبت میں خدا بھول گئے

آج اگر اپنی خوشی راہِ خدا جاں دوگے — پھر تو کل چین سے جنت میں مزے لُوٹوگے

چھوڑ دوگے لذتِ دُنیا کو اگر بہرِ خدا — پھر تو جنت میں ہمیشہ ہی اُڑاؤگے مزا

سر پٹک، پیر رگڑ گھر میں کا مرنا بہتر — یا رہِ حق میں فدا جان کا کرنا بہتر

گر رہِ حق میں نہ دی جان، تو پچھتاؤگے — اور ہم پیشہ کو یہ منہ کیا دکھلاؤگے

ایک ہے شرط کہ تم مانو بدل حکمِ امام — ورنہ تلوار لگانا بھی نہیں آوے کام

جو کہ خود رائے بھی لڑنے لگے در راہِ جہاد — اُن کا ناحق یہ بہا خون، سب ہے محنت برباد

خوب اللہ و محمد کو جو پہچانتے ہیں — اپنے سردار کے کہنے کو بدل مانتے ہیں

اہلِ ایماں کو کافی ہے دلا اتنا پیام — اب مناجات سے، بہتر ہے کہ ہو ختمِ کلام

اے خداوندِ سماوات و زمیں، ربِ عباد — اب مسلمانوں کو دے جلد سے توفیقِ جہاد

اپنا دے زور مسلمانوں کو کر زور آور — وعدۂ فتح جو ہے اُن سے کیا، پورا کر

ہند کو اس طرح اسلام سے بھر دے اے شاہ
کہ نہ آوے کوئی آواز جُز اللہ اللہ!

سرحلقہ مجاہدین
حضرت مولانا سیّد نصیر الدّین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
مرشدِ اوّل شیخ العرب والعجم
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی قدس اللہ سرّہٗ

سید نفیس الحسینی

حضرت مولانا سید نصیر الدینؒ جامع کمالات بزرگ تھے۔ آپ کو مجد و شرف کی متعدد نسبتیں حاصل تھیں۔ آپ حضرت سید ناصر الدینؒ تھانیسری سونی پتی کی اولاد سے تھے۔ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ کے نواسے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے شاگردِ عزیز، حضرت شاہ محمد اسحٰقؒ کے داماد، حضرت شاہ محمد آفاق مجددیؒ کے مرید و خلیفہ اور حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریکِ جہاد کے رکن رکین تھے۔

۱۲۴۰ھ میں حضرت شاہ محمد اسحٰقؒ وعظ فرماتے تھے تو مولانا نصیر الدین صاحبؒ مدرسے کے دروازے پر فراہمی زرِ اعانت میں مصروف رہتے تھے۔ آخر آپ نے خود جہاد کا عزم کر لیا۔ (سرگزشت مجاہدین ص ۱۲)

آپ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکیؒ کے مرشدِ اول تھے۔

حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت مولانا نصیر الدین صاحب کی خدمت میں بہت کم میرے والد ماجد بیمار ہو گئے تھے۔ انہوں نے دہلی سے اپنی تیمارداری کے لیے طلب کیا۔ میں حضرت سے رخصت لینے گیا۔ حضرت نے مجھے سینۂ مبارک سے لگا کر بہت دعا دی اور طریقہ نقشبندیہ کی اجازت فرما کر رخصت کیا۔ میرے والد ماجد کئی مہینے مریض رہے، بہت علاج ہوئے، کچھ مفید نہ ہوا اور دنیا سے رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اسی وجہ سے میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں دوبارہ حاضر نہ ہو سکا اور اس درمیان میں حضرت بغرضِ جہاد افغانستان کو چلے گئے ...... میں ان کی خدمت شریف

میں بہت قلیل مدت حاضر رہا۔ کچھ لطائف جاری ہو گئے تھے۔ (امداد المشتاق ص۱۵۲)

حضرت مولانا سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۳ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ دہلی سے جہاد کے لیے ہجرت فرمائی۔ اس وقت امیر المومنین حضرت سید احمد صاحب کی شہادت کو چار سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ آپ نے دعوتِ جہاد سے افسردہ دِل مسلمانوں کے سینے از سرِ نو گرما دیے اور ان میں سرفروشی و جانبازی کا ولولہ پیدا کر دیا۔ جناب غلام رسول مہر حضرت سید صاحب کی شہادت کے بعد تحریکِ جہاد اور جماعتِ مجاہدین کی کیفیت و صورتِ حال پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مولانا سید نصیر الدین کے تجدیدی کام کا ذکر کرتے ہیں:

"ستھانہ پہنچنے کے بعد مجاہدین کی حالت خاصی کمزور ہو گئی تھی۔ ان کی کارکردگی کا دائرہ بہت محدود ہو چکا تھا۔ وہ اس عظیم الشان جماعت کا محض ایک نشان رہ گئے تھے، جو سید صاحب (سید احمد شہیدؒ) کی سرکردگی میں ہندوستان کی تطہیر کے لیے اٹھی تھی اور جس کی مجاہدانہ سرگرمیوں نے چار سال تک پنجاب کی طاقتور سکھ حکومت کو سراسیمگی کا ہدف بنائے رکھا تھا۔ اگرچہ جاں نثارانِ حق کے چھوٹے چھوٹے گروہ وقتاً فوقتاً سرحد پہنچتے رہتے تھے، تاہم عام مسلمانوں کے جوشِ جہاد میں افسردگی پیدا ہو رہی تھی۔ اس لیے کہ سرحد میں کوئی نمایاں کارنامہ انجام پانے کا موقع باقی نہ رہا تھا لہٰذا سید صاحب کی تحریکِ جہاد کے کارفرماؤں کو ضرورت محسوس ہوئی کہ دوبارہ ایک بڑی جماعت تیار کر کے آزاد علاقے میں بھیج دی جائے جس سے سید صاحب کے شروع کیے ہوئے کام میں جوش و خروش کی نئی روح پیدا ہو جائے۔ اس اہم فرض کی بجا آوری کا شرف روزِ اوّل سے مولانا سید نصیر الدین دہلوی کے لیے مقدر ہو چکا تھا، جنہوں نے سید صاحب کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ملک کے مختلف حصوں کا دورہ کیا۔ دعوتِ جہاد سے ایک جماعت تیار کی اور سید صاحب کی طرح وطن مالوف سے ہجرت کر کے کاروبارِ جہاد کی تجدید کا انتظام فرمایا۔" (سرگزشت مجاہدین ص۱۲۹)

جناب مہر صاحب ایک اور مقام پر مولانا نصیر الدین کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مولانا سید نصیر الدین کا ممتاز ترین کارنامہ یہ ہے کہ جب سید صاحب (سید احمد شہید) اور ان کے دوسرے بلند منزلت رفقاء کی شہادت کے بعد جہاد کی گرم جوشیوں[1] افسردگی

---

[1] اس وقت حضرت مولانا کے پیر و مرشد حضرت شاہ محمد آفاق مجددی دہلوی (م ۱۲۵۱ھ) زندہ تھے۔ حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق بھی حیات تھے۔ ظاہر ہے ان بزرگوں کی اجازت اور ایماء سے ہجرت جہاد فرمائی۔

طاری ہوگئی تو مولوی صاحب موصوف نے عزم و ہمت سے کام لے کر اس کاروبار کو تازہ رونق بخشی۔ ہندوستان کے طول و عرض میں مسلمان بے حسی کا شکار ہو چکے تھے اجنبیوں نے ملک کی حکومت ان سے چھین لی تھی اور نظم و نسق کو اپنی مصلحتوں کے مطابق چلانے لگے تھے، گویا عام اسلامی فضا کی جگہ سراسر غیر اسلامی فضا پیدا ہو رہی تھی۔ سید صاحب اٹھے مسلمانوں کا جمود توڑا اور ان کے سامنے یہ نصب العین پیش کیا کہ جانفشانی و جانبازی سے کام لے کر کھوئی ہوئی عزت و عظمت دوبارہ حاصل کی جا سکتی ہے اور اسلامیت کا وقار از سر نو قائم کیا جا سکتا ہے۔ مولانا سید نصیر الدین نے جب دیکھا کہ تحریک کا جوش و خروش ختم ہو رہا ہے تو جوانمردانہ میدان میں آ گئے اور اپنی ذات کو بے تامل قربانی کے لیے پیش کر دیا۔" ("سرگزشت مجاہدین" ص ۱۹۷)

نواب وزیرالدولہ والئ ٹونک بالکل بجا ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"سید صاحب کی شہادت کے بعد خلقِ خدا کی ہدایت، شریعت کے احیاء اور جہاد کا کاروبار بے آب و تاب ہو رہا تھا۔ خدا کی رحمت سے مولانا سید نصیر الدین کی بدولت اس کاروبار میں بے اندازہ رونق اور جلا پیدا ہو گئی۔" (وزیرالدولہ کے وصایا۔ جلد اول ص ۔)

۲ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ (۲ اپریل ۱۸۳۵ء) **حضرت مولانا سید نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ** کو گھر بار، اہل و عیال اور اعزہ و احباب سے مفارقت اختیار کر کے عرب سرائے میں جا ٹھہرے جو دہلی سے تقریباً چار میل پر ہے۔ مجاہدین کی مختصر سی جماعت ساتھ تھی۔ جے پور، ٹونک، اجمیر، جودھپور، جیسلمیر، قلعہ کٹھار اور خیر پور ہوتے ہوئے پیر کوٹ پہنچ گئے۔ جہاں سید احمد شہید کے اہل و عیال مقیم تھے۔ اس وقت سید عبدالرحمٰن (خواہر زادہ سید صاحب) حیدر آباد گئے ہوئے تھے۔ مردوں میں سے صرف سید اسمٰعیل (برادر زادہ سید صاحب) موجود تھے۔

حضرت سید احمد شہیدؒ کے زمانے میں پیر صبغۃ اللہ شاہ مسند نشین ارشاد و ہدایت تھے۔ انھوں نے سید صاحب سے کامل تعاون کا عہد کیا تھا اور اس کے ایفاء میں برابر سرگرم رہے۔ سید صاحب کی شہادت کے چند سال بعد وفات پائی۔

حضرت سید احمد شہید، پیر صبغۃ اللہ شاہ اول کے جذبۂ اسلامیت سے اس درجہ متاثر ہوئے تھے کہ اپنے اہل و عیال کے قیام کے لیے پیر کوٹ ہی کا قیام تجویز کیا۔ چنانچہ آپ کے اہل و عیال واقعۂ

بالاکوٹ کے بعد بھی کئی سال تک پیر کوٹ ہی میں مقیم رہے۔ حضرت مولانا سید نصیرالدین نے اسی تعلق کی بنا پر سندھ میں پیر کوٹ کو اپنی پہلی منزل قرار دیا تھا۔ مولانا سید نصیرالدین جس زمانہ میں پیر کوٹ پہنچے، حضرت پیر صبغت اللہ اوّل کے فرزند پیر علی گوہر شاہ مسند نشین تھے۔ (سرگزشت مجاہدین ص۱۵۱)

حضرت مولانا نصیرالدین صاحب نے سندھ کے خاص خاص قصبوں اور شہروں میں جا جا کر دعوتِ جہاد دی۔ حضرت مولانا ایک طرف سندھ میں بیٹھے ہوئے مختلف اصحاب کو اعانت کے لیے تیار کر رہے تھے۔ دوسری طرف ہندوستان میں دعوتِ جہاد کے لیے پے درپے اعلانات بھیجے جا رہے تھے۔ الغرض شب و روز جہاد ہی کی فکر دل و دماغ پر طاری تھی۔

پہلا معرکہ

سندھ پہنچنے کے بعد حضرت مولانا نصیرالدین صاحب کو تقریباً ہر ذمہ دار آدمی نے یہی مشورہ دیا کہ مزاریوں کے علاقے میں قیام کرنا چاہیے۔ یہ مشورہ غالباً اس بنا پر دیا گیا کہ اس زمانے میں مزاری سکھوں کے خلاف لڑ رہے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا نصیرالدین کو سب سے پہلا معرکہ روجھان کے مقام پر پیش آیا۔ روجھان مزاریوں کا علاقہ تھا جس پر سکھوں نے قبضہ جما لیا تھا۔ حضرت مولانا نے مزاریوں سے عہد و پیمان کے بعد شعبان ۱۲۵۲ھ کے آخری عشرے میں روجھان پر پیش قدمی کی اور ۲۵ شعبان کو قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ مجاہدین کے پاس چار شاہینیں تھیں، جنھیں مختلف مورچوں میں نصب کر لیا اور لڑائی شروع ہوگئی۔ اہلِ قلعہ نے دروازے بند کر لیے اور توپ لگا کر مجاہدین پر گولہ باری کرنے لگے۔ دو دن محاصرہ جاری رہا۔ آخر محصورین نے تنگ آ کر دست بدست لڑائی کی ٹھانی۔ وہ دو چار مرتبہ قلعے سے باہر نکلے۔ جا بجا مورچے قائم کیے لیکن مجاہدین کے مقابلے کی تاب نہ لا سکے اور قلعے میں جا بیٹھے۔ دو روز میں تقریباً بیس محصورین مارے گئے اور تین مجاہدین نے شہادت پائی۔ ("سرگزشت مجاہدین" ص۱۵۱)

دوسرا معرکہ

دوسرا معرکہ روجھان سے تقریباً چار کوس دور کن کے مقام پر پیش آیا۔ یہاں سکھوں کی فوجی چوکی تھی۔ انھوں نے نقارے بجا کر مجاہدین پر حملہ کر دیا۔ مجاہدین نے اللہ اکبر کے نعروں سے ان کا مقابلہ کیا اور ایک ہی حملے میں سکھوں کو راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن اندیشہ تھا کہ وہ پلٹ کر حملہ کریں گے۔ لہٰذا مجاہدین دوپہر تک اسی جگہ انتظار میں بیٹھے رہے۔ چنانچہ سکھ دوبارہ نمودار ہوئے اور پھر جنگ شروع ہوگئی۔ مٹھن کوٹ کا قلعہ دار کرم سنگھ اور اس کا ایک ساتھی مجاہدین کے نرغے میں آ گئے۔ مجاہدین نے انھیں موت

کے گھاٹ اتار دیا اور دونوں کے سر کاٹ کر قلعہ کن کے دروازے پر لٹکا دیے۔ سکھ دوبارہ بھاگ نکلے۔ ان کے دس سوار کھیت رہے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ دوسرے روز مجاہدین کن سے روانہ ہو کر کشمور پہنچ گئے۔ پھر وہاں سے ایک اور مقام پر جا ٹھہرے، جو روجھان سے آٹھ نو کوس دور تھا۔ رمضان ۱۲۵۳ھ (دسمبر ۱۸۳۷ء) کا مبارک مہینہ آپ نے یہیں گزارا۔

انگریزوں سے جنگ

حضرت مولانا نصیر الدین صاحب چونکہ امیر المومنین حضرت سید احمد شہید کی میراث کے حامل تھے۔ لہٰذا انگریزوں کے بارے میں ان کے نظریات و عزائم وہی تھے، جو حضرت سید صاحب کے تھے۔ حضرت مولانا سفر سندھ کے دوران والیانِ خیر پور کے علاقے میں قیام نہ فرمانے کی وجہ اپنے ایک مکتوب میں بیان فرماتے ہیں:

چونکہ میرانِ خیر پور زیر دستانِ فرنگیاں	والیانِ خیر پور چونکہ فرنگیوں کے زیر اثر ہیں
و آشتی دارانِ سکھاں اند، قرار خود در	اور سکھوں سے انھوں نے صلح کر رکھی ہے لہٰذا
محروسہ ایشاں مقرونِ صلاح نمی بینم۔	انکے علاقے میں قیام میرے نزدیک خلاف مصلحت ہے۔

جناب غلام رسول مہر، مذکورہ بالا اقتباس سے ایک قابل غور نکتہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آخری اقتباس سے واضح ہے کہ مولانا سید نصیر الدین نے دو وجہ سے خیر پور میں بیٹھنا مناسب نہ سمجھا۔ اوّل ریاست کا فرنگیوں کے زیر اثر ہونا، دوم سکھوں سے مصالحانہ تعلقات رکھنا۔ مولوی صاحب موصوف سید صاحب (سید احمد شہیدؒ) کی میراث کے حامل تھے۔ اگر انگریزوں کے متعلق سید صاحب کی رائے وہی ہوتی جو مولوی محمد جعفر تھانیسری کی تحریر کے مطابق بعض حضرات نے ایک صدی تک قبول کیے رکھی تو حضرت مولانا نصیر الدین انگریزی اثر کو کیوں موجب قدح قرار دیتے۔ حقیقت یہی ہے کہ سید صاحب اور ان کے تمام رفقاء و خلفاء ہندوستان کو ہر اس تسلط سے پاک کرنا چاہتے تھے جو مسلمان حکمرانوں کی نااہلی کے باعث یہاں قدم جما چکا تھا۔ سکھ تھوڑے سے حصے پر قابض تھے۔ ملک کا بڑا حصہ انگریزوں کے قبضے میں تھا۔ پھر یہ بزرگ کس بنا پر انگریزی تسلط کو بہ اطمینانِ خاطر قبول کر سکتے تھے"؛ آگے چل کر مولانا نصیر الدین صاحب نے انگریزوں کے خلاف باقاعدہ جنگ کی اور معاملے

کو وضاحت کی آخری منزل پر پہنچا دیا"۔ ("سرگزشت مجاہدین" ص۱۸۹)

قیام مہرو

روجھان اور کشمور کے بعد حضرت مولانا نصیرالدین صاحب مجاہدین کو لے کر شکارپور کی طرف تشریف لے گئے اور مہرو میں مقیم ہوئے، جو شکارپور سے ایک منزل پر واقع ہے۔ یہاں سے حضرت مولانا نے بلوچستان کو ہجرت فرمائی۔ اس سے پیشتر قلات کے وزیر اعظم سے آپ کی خط و کتابت شروع ہو چکی تھی۔ ان کی خواہش یہ تھی کہ موقع ملے تو بلوچستان چلے آئیں۔ حضرت مولانا بلوچستان میں سبی، ڈھاڈر اور بعض چھپالی وغیرہ میں رہے۔ ("سرگزشت مجاہدین" ص۱۹۰)

اچانک گرد و پیش کے سیاسی حالات میں ایسا تغیر پیدا ہو گیا کہ انگریز افغانستان کی آزادی سلب کر لینے پر تل گئے۔ امیر دوست محمد خان نے مقابلے کی ٹھانی۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا نصیرالدین نے بھی موصوف کی اعانت میں مجاہدانہ شان سے قدم آگے بڑھایا۔ ("سرگزشت مجاہدین" ص۱۹۰)

غزنی کی لڑائی

انگریزوں کی ایک بہت بڑی فوج نے درۂ بولان کے راستے پیش قدمی کی، اس کے ساتھ ہر قسم کا سامان جنگ موجود تھا۔ اس فوج نے قندھار پہنچ کر شاہ شجاع کی تخت نشینی کا جشن منایا۔ پھر وہ کابل کی جانب حرکت میں آئی تو غزنی میں اسے شدید مقابلے سے سابقہ پڑا۔ جو معلومات ہمارے سامنے ہیں، ان میں بتایا گیا ہے کہ حضرت مولانا اور ان کے مجاہدین غزنی میں بڑی جانفشانی سے لڑے۔ انگریزوں کے لیے آگے بڑھنے کا کوئی موقعہ نہ تھا۔ اس اثنا میں امیر دوست محمد خان کا ایک عزیز انگریزوں سے مل گیا اور اس نے قلعۂ غزنی کے تمام اندرونی حالات بتا دیے۔ انگریزوں نے رات کی تاریکی میں ایک دروازے پر بارود کے تھیلے رکھے۔ انھیں آگ لگا دی تو خوفناک دھماکا ہوا، دروازہ اڑ گیا اور انگریزی فوج قلعے میں داخل ہو گئی۔ حضرت مولانا کے اکثر ساتھیوں نے دست بدست لڑائی میں شہادت پائی۔ یہ ۲۱ جولائی ۱۸۳۹ء کا واقعہ ہے۔ ("سرگزشت مجاہدین" ص۱۹۳)

ولیم ہنٹر کا بیان

جناب غلام رسول مہر نے مجاہدین اور مرکز ستھانہ کے حالات کے بارے میں ولیم ہنٹر کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ:

"مجاہدوں میں اونچے درجے کے آدمی بھی شامل تھے جو اس لیے ترک وطن کر کے ستھانہ پہنچ جاتے تھے کہ عیسائی حکومت کے ماتحت امن و آسائش سے زندگی گزارنا ان کے نزدیک مذہباً نادرست تھا۔ وہ سکھوں کے دیہات پر بھی چھاپے مارتے رہتے تھے اور انگریزوں پر ضرب لگانے کا کوئی موقعہ ہاتھ آتا تو اس کا بھی تہ دل سے خیر مقدم کرتے۔ انھوں نے

جنگ کابل میں ہمارے دشمنوں کی امداد کے لیے بڑی فوج بھیجی اور اس میں سے ایک ہزار نے ہمارے خلاف استقامت سے جنگ کرتے ہوئے جانیں قربان کیں۔ صرف تسخیر غزنی کے دوران میں تین سو مجاہدوں نے انگریزی سنگینوں سے شہادت کی سعادت حاصل ہوئی۔

(سرگزشت مجاہدین ص ۱۹۴ بحوالہ ہندوستانی مسلمان)

مجاہدین ستھانہ میں

حضرت مولانا اوزان کے بیچے کھچے ساتھیوں نے اب ستھانہ کا رخ کیا چنانچہ وہ ہولناک مصیبتوں کے طوفان سے گزرتے ہوئے ستھانہ پہنچ گئے جہاں مجاہدین نے مرکز قائم کر رکھا تھا۔ وہاں پہنچتے ہی جماعت مجاہدین نے انھیں اپنا امیر بنا لیا۔ قیاس ہے کہ یہ ۱۸۳۹ء کے آواخر یا ۱۸۴۰ء کے اوائل کا واقعہ ہے۔ ("سرگزشت مجاہدین" ص ۱۹۴)

ہزارہ گزیٹیر اردو میں بتایا گیا ہے کہ حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی بہت نرم طبع تھے اس لیے عوام میں بہت ہر دلعزیز ہو گئے۔ انھوں نے پائندہ خاں تنولی والیٔ امب کو لکھا کہ ہمارا ساتھ دو اور ہر ممکن مدد کرو۔

پائندہ خاں نے انھیں امب بلا لیا۔ وہاں کئی روز مہمان رہے۔ مشہور ہے کہ پائندہ خان نے انھیں زہر دلوا دیا تھا۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ امب ہی میں بیمار ہوئے اور بیماری ہی کی حالت میں ستھانہ آئے۔ جہاں چند روز بعد وفات پائی۔ جناب مہر صاحب کا خیال ہے کہ پائندہ خان پر زہر خوانی کا الزام پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا۔

("سرگزشت مجاہدین" ص ۱۹۵)

حضرت مولانا کی وفات

حضرت مولانا سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰ شعبان ۱۲۵۶ھ ۱۸۴۰ء کو رحلت فرمائی اور ستھانہ ہی میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔

حضرت مولانا کے فضائل

حضرت مولانا سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ مجمع فضائل اور منبع حسنات بزرگ تھے۔ انھیں امیر المومنین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سے محاسنِ سیرت میں بڑی مشابہت حاصل تھی۔ نواب وزیر الدولہ والیٔ ٹونک کا بیان ہے:

"میں نے بہت سے درویشوں کو دیکھا، جو فیض سید صاحب سے پایا وہ کسی دوسری جگہ سے حاصل نہ ہوا۔ مولانا سید نصیر الدین میں اسی فیض کا پرتو نظر آتا ہے۔"

(سرگزشت مجاہدین ص بحوالہ اخبار مولوی سید نصیر الدین خلیفہ سید احمد صاحب مخطوطہ)

حضرت مولانا کثیر الدعاء اور کثیر البکاء تھے۔ صاحب فیض و تاثیر اور مستجاب الدعوات تھے۔ قیام جودھپور کے دنوں میں وہاں ایک فتنہ پیش آیا تو حضرت مولانا نے معمول کے مطابق دو رکعت نماز ادا کر کے عجز و انکساری

سے بارگاہ باری تعالیٰ میں دعا کی، عرض کیا:

"میرا تو بھروسا صرف تجھ پر ہے۔ تیرے فضل کے یقین پر، تیری رضا کے لیے گھر بار چھوڑا ہے کہ دین کی نصرت کا کام انجام پائے۔ میں گناہگار ہوں، میرے گناہوں سے درگذر فرما، اپنی رحمت پر نظر رکھ، تیرے سوا کس کے آگے ہاتھ پھیلاؤں؟" (" سرگزشت مجاہدین " ص ۱۴۵)

اس دعا کے بعد مخالفین کا فتنہ دب گیا۔

نواب وزیر الدولہ لکھتے ہیں کہ جب وہ کسی مجمع میں دعا کرتے تھے تو سب پر خاص ایمانی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ ایک مرتبہ سندھ میں انھوں نے مجمع کثیر کے درمیان دعا کی، جس کی تاثیر سے تمام لوگ زار زار رونے لگے۔ اکثر پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ بعض لوگ مجذوبیت کے عالم میں کپڑے پھاڑ کر صحرا کی طرف چلے گئے۔ (وصایائے وزیری جلد اول ص ۲۷۴،۲۷۳)

یہ سب حضرت مولانا کے زہد و تقویٰ، حق پرستی، عشق کتاب و سنّت اور اخلاص فی العمل کا نتیجہ اور ان کے جذبۂ جہاد و سربلندیٔ اسلام کی تاثیر تھی۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر و مرشد حضرت مولانا نصیر الدین اکثر اوقات تلاوتِ قرآن مجید فرماتے تھے اور بہت روتے تھے۔ چہرۂ مبارک پر کثرتِ گریہ سے سیاہ نشان پڑ گئے تھے۔ (شمائم امدادیہ ص ۱۰۱، امداد المشتاق ص ۱۵۲)

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ اپنے والد ماجد کی بیماری کی وجہ سے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا سید نصیر الدین کے ساتھ بغرض جہاد نہ جا سکے تھے۔ آخر والد ماجد نے ایک طویل علالت کے بعد وفات پائی۔ اب حضرت حاجی صاحب کا ارادہ تھا کہ حضرت مولانا کی خدمت میں پہنچ جائیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"میرا ارادہ تھا کہ میں بھی حاضر خدمت ہوں گا۔ مگر اس مابین میں شہر غزنی سے حضرت کے رحلت فرمانے کی خبر آئی۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ" (امداد المشتاق ص ۱۵۲)

قطبِ ربّانی حضرۃ میانجیو نور مُحمّد جھنجھانوی قدس سرہٗ
(م ۱۲۵۹ھ)

مُرشدِ ثانی

شیخ العرب والعجم حضرۃ حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی قدس سرہٗ
(م ۱۳۱۷ھ)

سید نفیس الحسینی

۱۲۰۱ھ میں بمقام جھنجھانہ ولادت باسعادت ہوئی انوار العارفین میں ہے: مولد و موطن و مدفن قصبہ جھنجھانہ (ضلع مظفر نگر) حضرۃ حاجی عبدالرحیم شہید رحمۃ اللہ علیہ سے نسبتِ طریقت رکھتے تھے حضرت شاہ عبدالرزاق جھنجھانویؒ کی اولاد میں تھے۔ چاروں نسبتوں میں جو انہیں حضرۃ حاجی (عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ) سے حاصل تھیں کمال تجرد سے اخفار رکھتے تھے۔ اور اتباعِ سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حریص تھے چنانچہ تیس (۳۰) سال تک تکبیر اولیٰ قضا نہیں کی، اہل نسبت اور صاحب ہمت قویہ تھے۔ قصبہ لوہاری میں بچوں کی تعلیم سے اشتغال رکھتے تھے اس طور سے کہ ان کے حال کی کسی کو کچھ خبر نہ تھی مگر حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ ان کی شہرت کا سبب بن گئے اور وہ یہ کہ طلب مولیٰ کی شورش نے جب ان کے سینہ میں جوش مارا اور درویشوں سے ارادت ان کے اندر پیدا ہوئی، تو ایک رات انھیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں ان کی طرف اشارہ فرمایا اور دوسری رات کو پھر ان کی طرف اشارہ فرمایا حاجی صاحبؒ اس جگہ اور نشان کے بارہ میں متحیر اور متردد تھے۔ ایک دن ایک شخص کی وساطت سے ان کے آستانہ پر حاضر خدمت ہوئے

توصرف ان کے چہرۂ مبارک کو دیکھ کر انھوں نے پہچان لیا کہ وہ اشارۂ سراج منیر بے نظیر ﷺ انھی کی طرف تھا چنانچہ اپنا ہاتھ پیرِ دستگیر کے دستِ حق پرست میں دے دیا۔ اور خود کو مردہ بدست غسال کی طرح ان کے سپرد کر دیا اور ان کی اتباع کو واجب و لازم تسلیم کیا اور جب انھوں نے پیر پرستی اور طلبِ حق پر کمرِ ہمت چست باندھی اور شیخ موصوف نے ان کو با استعداد کامل اور طالب صادق پایا تو تعلیمِ ظاہر اور تلقینِ باطن کے بعد نسبتِ یاد داشت سے آگاہ کیا اور کلمۂ حق سے اشارہ فرمایا اور اپنا نائبِ مطلق قرار دیکر طالبانِ راہ حق کو تلقین کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۹ رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ کو جوارِ حق میں پیوست ہو گئے۔ (ص ۵۲۱، ۵۲۲)

بچپن میں حفظ قرآن پاک کی دولت سے مالامال ہوئے۔ کچھ تعلیم دہلی میں بھی پائی پھر واپس آکر قصبہ لوہاری نزد جلال آباد میں بچوں کو قرآن پاک اور فارسی کی تعلیم دینے لگے اور ایک عرصہ تک مستور الحال رہے۔ آپ کے پیرو مُرشد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ نے حضرت سید احمد شہیدؒ کے قیامِ سہارنپور کے دنوں میں پیغام بھیج کر لوہاری سے آپ کو بلایا اور اپنے سامنے حضرت سید صاحبؒ سے بیعت کرایا۔

مؤلف انوارِ محمدی کا بیان ہے:

کہتے ہیں کہ جس وقت آپ کے پیرو مُرشد کا پیغام لیکر ان کا آدمی جھنجھانہ پہنچا تو حضرت میانجیوؒ اپنی گھوڑی کا رسہ ہاتھ میں لیے ہوئے اسے پانی پلارہے تھے۔

یہ پیغام سنتے ہی حضرت پہ ایک کیفیت طاری ہوئی اور گھوڑی بھی لوٹ پوٹ ہونے لگی۔ آپ سہارنپور پہنچے اور اپنے پیرو مُرشد کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے سیّد صاحب سے بیعت ہوئے۔ (ص ۴۸)

حضرت سیّد احمد شہید قدس سرہ نے اسی مجلس میں حضرت میانجیو صاحبؒ کو چاروں سلسلوں کی اجازت سے مشرف فرمایا۔

حضرت میانجیو نور محمّد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہر دو مرشدانِ گرامی کے قدم بقدم متبع سنت، جامع شریعت و طریقت اور سلفِ صالحین کا نمونہ تھے۔ صاحبِ نزھت الخواطر نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت میانجیوؒ اُن کے ساتھ صوبہ سرحد بھی تشریف لے گئے تھے، بعد میں انھیں واپس بھجوا دیا گیا۔ لوہاری میں آپؒ بصیغۂ راز لشکرِ اسلام کی خدمات انجام دیتے رہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ علیہ سے مولانا محمّد صادق (مُرید حضرت میانجیوؒ) نے بیان کیا کہ چالیس برس ہوئے ہیں کہ حضرت میانجیو نور محمد صاحبؒ سے میری ملاقات ہے۔ اِسی چالیس سال میں کبھی آپ کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ (شمائم امدادیہ ص ۸۳: امداد المشتاق ص ۱۱۵)

معاملات و مسائلِ دینی میں بڑی احتیاط فرماتے تھے۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت مولانا محمّد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نہایت ہی خوش گلو تھے۔ اور نعت وغیرہ پڑھتے تھے۔ کسی نے حضرت میانجیوؒ سے عرض کیا، حضرت، یہ شخص خوش گلو ہے۔

اور نعت پڑھتا ہے آپ بھی سُن لیں۔ آپ نے فرمایا۔ لوگ مجھے کبھی کبھی امام بنا دیتے ہیں اور غناء بلا مزامیر میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ اس لئے اس کا سننا خلافِ احتیاط ہے۔ لہذا میں اس کے سننے سے معذور ہوں۔ اللہ اللہ، کس قدر ادب ہے منصبِ امامت کا۔ (ارواح ثلاثہ ص ۱۲۹)

آپ نہایت درجہ سادہ وضع اور منکسر مزاج تھے۔ لیکن چہرۂ انور کے جلال ورعب کا یہ عالم تھا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کو آپ سے اس قدر قربت ونزدیکی کے باوجود یہ جُرأت نہ ہوسکی کہ وہ آپ کی شان میں لکھی ہوئی اپنی ایک نظم آپ کے سامنے پڑھ سکیں۔ کسی اور کی معرفت حضرت کو وہ نظم سنوائی تو آپ نے فرمایا کہ خدا اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی صفت اور ثنا بیان کرنی چاہیے) تیسرے روز حضرت نے فرمایا کہ شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ نے تم کو سرخ رنگ کا جوڑا عنایت کیا ہے۔ گویا وہ خلعت صلہ اس مخمس کا تھا۔ فرمایا کہ کپڑے سُرخ ورنگین کنایہ دو امر کے ہوتے ہیں۔ ایک مرتبۂ شہادت، دوسرے مرتبۂ محبوبیت۔ ظاہر ہے کہ آپ کو یہ دوسرا مرتبہ مرحمت فرمایا گیا ہے۔ (شمائم امدادیہ ص ۸۳: امدادالمشتاق ص ۱۱۶)

حضرت میانجیوؒ نے ۴ رمضان ۱۲۵۹ھ کو وفات پائی مزار مبارک جھنجھانہ میں ہے۔ آپ کے خلفاء کرام میں شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حضرت شیخ محمد محدّث تھانویؒ اور حضرت حافظ ضامن صاحب شہیدؒ صاحبِ سلسلہ ہوئے۔

مؤلف "انوار العاشقین" فرماتے ہیں:

"مگر حضرت قبلۂ عالم حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا فیضان جاری ہوا کہ اکثر ممالک اسلامیہ، ہندوستان و عربستان و ترکستان وغیرہ میں آپ کے خلفاء پہنچے اور ارشادِ طریقت اور اشاعتِ اسلام و تعلیمِ سلوکِ سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ میں مصروف ہوئے ایک عالم کو رنگ دیا۔" (ص ۸۳)

حضرت شیخ محمد محدّث تھانویؒ نے "انوار محمدی" میں اوّل اپنے پیرومُرشد حضرت میانجیو نور محمّد صاحب جھنجھانوی قدس سرہ کا سلسلہ چشتیہ صابریہ بواسطہ حضرت حاجی شاہ عبدالرّحیم صاحب شہید ولایتیؒ تحریر فرمایا ہے۔ پھر اس کے بعد چاروں سلاسل طریقت امیر المومنین حضرت سیّد احمد شہیدؒ کے واسطے سے درج فرمائے ہیں۔

حضرت شیخ محمّد تھانوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ یہ شجرات مجھے حضرت میانجیوؒ کی بارگاہ سے اجازت و خلافت حاصل ہونے کے موقع پر مرحمت ہوئے تھے۔

مولانا شیخ محمد تھانوی "ارشادِ محمّدی" کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

۱۲۶۳ھ فقیر کو بعد شرفِ بیعت و محبّت اپنے بمقام مکّہ معظمہ شرفھا اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد یعقوب مہاجر مکی نواسہ اور خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی قدس سرہٗ نے اجازت عام اذکار و اشغال و اعمال جملہ طریقوں کے جو اُن کو شاہ عبدالعزیز ممدوح قدس سرہٗ سے پہنچے مع خرقہ کرتا شریف اپنے کے و مع سند مہری علمِ حدیث صحاح ستہ وغیرہ کتبِ حدیث اور علمِ فقہ و اصولِ حدیث

اور تصوّف باوجود و حصولِ سند علمِ موصوفہ فقیر کو پیشتر پیش گاہ حضرت استاد مولانا شیخ المشائخِ آفاق مولانا مولوی محمّد اسحٰقؒ محدّث مہاجر مکّی شاہ جہاں آبادی قدس سرہ سے جو برادرِ حقیقی کلاں اُن کے ہیں عطا فرمائے اور بعد توجہ دیہی یہ بھی فرمایا کہ اللہ اکبر تمہاری نسبت میں بڑی فراخی اور وسعت ہے اور تم کو اب کچھ احتیاجِ احتساب باقی نہیں رہی اور ہم میں اور تمہارے پیرو مُرشدِ اصلی میں یعنی مولانا نورالاسلام حضرت میانجیو نور محمّد جھنجھانویؒ میں کسی طرح کا تفاوت نہیں۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور حضرت مولانا زکریا صاحبؒ شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپوری حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنیؒ شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند کے ہاں حاضر ہوے تو انھوں نے حضرت سے کہا کہ میں رائے بریلی گیا تھا وہاں جا کر اس قدر سخت بیمار ہوا کہ امیدِ زیست نہ رہی۔ خیال ہوا کہ یہاں کی مٹّی نے کھینچ لیا ہے، فرمایا میرا ارادہ تھا کہ یہاں حضرت سیّد احمد صاحب شہیدؒ کے حجرہ میں ایک چلّہ کروں کیونکہ یہاں انوار و برکات بہت ہیں۔ اس پر حضرت مدنیؒ نے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان میں دو جگہ اب بھی ایسی ہیں جہاں سیکڑوں برس کے بعد اب بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات جیسے ابھی اٹھ کر گئے ہیں اور انوار کی بارش ہو رہی ہے، ایک حضرت سیّد صاحب شہیدؒ کا رائے بریلی کا حجرہ اور ایک حضرت میانجیو نور محمّد صاحبؒ کا لوہاری والا حجرہ۔ دل چاہتا ہے کہ ان دونوں جگہ چالیس چالیس کا ایک ایک چلّہ چلّہ کروں مگر مصروفیات کے باعث نہیں کرسکتا۔

حضرت میانجیوؒ نے ارشاد فرمایا:

ایک صاحب نے عرض کیا حضرت مجھے تصوّر شیخ کی اجازت دے دیجئے فرمایا
ب محبت غلبہ کرتی ہے، تب تصوّر شیخ کون کرتا ہے؟ غلبۂ محبت سے تصوّر شیخ
ود بخود بڑھ جاتا ہے۔
۲) مولانا نصر اللہ خورجوی سے فرمایا میری نسبت کسبی نہیں ہے میرے طریقے
ں نسبت اختیاری یا ارادی نہیں بلکہ وہبی ہے کچھ عرصہ میرے پاس آؤ اور ٹھہرو
کہ تمہاری قسمت میں اگر کچھ چیز ہے تو حاصل ہو جائے۔ (بیاض دلکشا ۱۵۲)
۲) مولانا خورجوی کہتے ہیں کہ حضرت میانجیوؒ نے بندہ کو بہت نصیحت کی اور
رمایا تم نوکری کیوں کرتے ہو؟ حصولِ رزق کے لئے تمہارے پاس علم وافی و کافی
ہے کہ مین علم نہیں رکھتا، مجھے اپنا رزق میسر آتا ہے۔ چاہیئے کہ نوکری ترک کردو اور
قِ خدا کی ہدایت میں مشغول ہو جاؤ اور ممنوعات سے بچتے رہو۔ (بیاض دلکشا ۱۵۲)
مولانا خورجوی نے عرض کیا کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں مجھے معلوم نہیں کہ
ناب کے خلفاء میں سے کون منتہیٰ ہے تاکہ حضرت کے بعد اُسے ممتاز تصوّر کرتا
ہوں، ارشاد فرمایا حافظ ضامن ہے کہ اُس نے تکمیلِ سلوک فقیر کے ہاتھ سے کی اور
جی امداد اللہ اور مولوی شیخ محمد صاحب متوطنان تھانہ بھون نیز سیرِ سلوک میں
مروف ہیں، میں نے عرض کیا کہ اگر کسی روز مجمعِ علماء و فقراء میں برسرِ اعلان
رمایا دیا جائے تو بہتر ہوگا میں بھی اُس محفلِ دعا میں شریک ہوں گا، ارشاد فرمایا کہ
ت بہتر ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ تقریب کی جائے گی۔ (بیاض دلکشا ص ۱۵۲)

از حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جلوہ گاہِ نورِ محمدی

شہر جھنجھانہ ہے اک جائے ہدیٰ
مسکن و ماویٰ ہے اُس جا آپ کا

مولدِ پاک آپ کا ہے اور مزار
اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار

متصل اس شہر کے اے نیک نام
ہے عجب دلچسپ درگاہِ امام

سیدِ محمود ہے نامِ شریف
ہے مکاں وہ بس عجیب و بس لطیف

پاس اس مرقد کے قبلہ رُخ بنی
ہے زیارت گاہ میرے پیر کی

اس جگہ ہے مرقد پاک جناب
سر جھکاتے ہیں جہاں سب شیخ و شاب

سارے عالم پر ہے پرتو آپ کا
کونسی جا وہ نہیں جلوہ نما

جس کو ہوئے شوقِ دیدارِ خدا
اُن کے مرقد کی کرے زیارت وہ جا

چاہیئے تجھ کو اگر وصلِ خدا
سایۂ نورِ محمد میں تو آ

اعتقادِ دل سے جو جائے وہاں
اُس پہ سب اسرارِ باطن ہوں عیاں

دیکھتے ہی اُن کے مجھ کو ہے یقیں
اُس کو ہو دیدارِ رب العالمین

گرچہ یاں سے کر گئے ہیں انتقال
فیضِ باطن ہے ولے اُن کا بحال

یعنی پیر و مرشد و مولےٰ مرے
حضرتِ نورِ محمد نیک پے

بارہ سو انسٹھ (۱۲۵۹) میں کر کے انتقال
اس جہاں سے جا ملے باذوالجلال

(غذائے روح مصنفہ حاجی امداد اللہ صاحبؒ)

انوار محمدی

از حضرت شیخ محمد محدث تھانویؒ

چوں بغیر او دمے نا سودہ ایم
نور از نورِ محمد بودہ ایم

ہم بغیر اس کے ایک گھڑی بھی راحت نہ پا سکے
چونکہ ہمارا دل اس نورِ محمد کا ایک ٹکڑا ہے

بر سرِ ہر کس کہ ظلِ او فتاد
از گدا شد شاہِ اقلیمِ رشاد

جس کے سر پر اُن کا سایہ پڑ گیا
وہ فقیر سے بادشاہِ اقلیمِ ارشاد بن گیا

اے جواں بخت از تو داری فکرِ پیر
دامنِ نورِ محمد خوش بگیر

اے جواں بخت اگر تو پیر کا جویا ہے
تو نورِ محمد کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لے

گر نہ از قسمت رسد دستت باو
در حضورِ نائبانش آورد

اگر قسمت سے تیرا ہاتھ ان کے دامن تک نہ پہنچے
تو تُو اس کے نائبوں کے حضور میں آ

یعنی الفت گیر با ضامن علی
تا شوی روشن ز انوارِ جلی

یعنی (حافظ) ضامن علی کے ساتھ کر
تاکہ تیرا دل انوارِ جلی سے روشن ہو جائے

ور میسر ناید از صہبائے وے
نیز دگیر از جامِ امداد اللہ مے

اور اگر اس کی شراب (محبت) تو حاصل نہ کر سکے
تو اٹھ اور امداد اللہ کے جام سے مئے عرفان حاصل کر

گر نیابی ہم وراں در بزمِ شاں
ہر کہ دارد رنگ بیعت کن بآں

اگر تو اس کو بھی ان کی بزم میں نہ پائے
تو جو بھی ان کا رنگ معنوی رکھتا ہے اس سے بیعت کر

گر طفیلِ پیشوایانِ صمد نے
ہست امید از پیروی مصطفےٰ

پیشوایانِ صمد نے کے طفیل سے
اور حضرت محمد مصطفےٰ کی پیروی سے امید ہے

یار باشد فضلِ او دائم بما　　تا قیامت حق بود قائم بما
کہ اس کا فضل ہمیشہ ہمارا مددگار رہے گا　　اور قیامت تک حق ہمارے ساتھ رہے گا

در سرِ زلفِ امیرِ قافلہ　　شد چو با نورِ محمد سلسلہ
امیر قافلہ (آنحضرت) کے سودائے زلف میں　　ہمارا تعلق نورِ محمد کے ساتھ قائم ہو گیا

نورِ او از بہرِ ما نورِ خدا است　　سایۂ دیو پری از ما جدا است
ان کا نور ہمارے لئے نورِ خدا ہے　　اور دیو پری کا سایہ ہم سے جدا ہے

در درِ نورِ محمد ہست چشم　　کز وصالِ دوست ساز د مست چشم
اور ہمیں نور محمد کے دروازے سے امید ہے　　کہ وصالِ دوست سے ہماری آنکھیں مست ہوں گی

چشم لطفش تشنہ را جامِ شراب　　بابش اربابِ تعشق را جناب
ان کی مہربانی کی نظر (تشنۂ دیدار) کیلئے جام شراب ہے　　اور ان کا دروازہ اربابِ عشق کیلئے درگاہِ والا ہے

صلحِ مہدیٔ مجاہد رشکِ رزم　　خلوتِ شیخِ مراقب عینِ بزم
مہدیٔ مجاہد کی صلح رشکِ رزم ہے　　شیخ مراقب کی خلوت عین بزم ہے

افگند شورے بجانِ نازنیں　　لفظِ شیریں بر زبانِ نازنیں
جانِ حزیں میں ایک شور پیدا کر دیتا ہے　　اس نازنین زبان پر آیا حرفِ شیریں ہے

کز ہمیں بے صحبتِ پیرِ طریق　　مشکل آمد طے منزل اے رفیق
اس وجہ سے پیرِ طریق کی صحبت کے بغیر　　اے ساتھی منزل کا طے کرنا بہت مشکل ہے

یعنی آید کے ترا بے اہلِ راز　　لہجہ و انداز و طرز سوز و ساز
یعنی تجھے بغیر اہلِ راز کی مدد کے　　کیسے لہجہ انداز اور طرز سوز و ساز آسکتا ہے

پیر یک لحظہ توجہ گر کند　　ہم چو پارس آہنت را زر کند
اگر پیر ایک لحظہ توجہ کرتا ہے　　تو پارس کی طرح تیرے آہن کو سونا بنا دیتا ہے

وز فضلِ حق باشد وصلِ واصلیں　　می کند کامل کمالِ کاملیں

واصلین حق کا وصل مجھے حق سے ملا دیتا ہے
اور کاملین کا کمال تجھے کامل بنا دیتا ہے

شب چراغ اند اولیائے روزگار
اکملانِ دین خود نصف النہار

اولیاء اللہ ایک شب چراغ ہیں
اور دین کے اکمل دوپہر کے سورج ہیں

اہلِ دل در حلقہ چوں آہوئے چیں
بوئے مشکِ خویش جویاں زاں وایں

اہلِ دل ان کے حلقہ میں آہوئے چین کی طرح ہوتے ہیں
جو خود اپنے مشک کی خوشبو یہاں اور وہاں ڈھونڈتے ہیں

باغ باغ آئینہ رویانِ بہار
دشت دشت آشفتہ دل از خارزار

آئینہ رویانِ بہار باغ باغ ہیں
اور خارزار کے آشفتہ دل دشت و دشت نظر آتے ہیں

حبذا اے آنکہ مارا جام داد
مست فرمود و ہشش اسلام داد

مرحبا اے وہ کہ جس نے ہمیں جامِ عشق پلایا
مست محبت فرمایا اور ہوشِ اسلام دیا

حبذا نورے کہ نورِ جاں فزود
زنگِ خودبینی ز آئینہ ربود

مبارک ہے وہ نور جس نے نورِ جاں کو بڑھایا
اور خودبینی کے زنگ کو آئینہ دل سے صاف کر دیا

حبذا ضوئے کہ چوں اندوختیم
ظلمتِ غیر از خدا را سوختیم

مبارک ہے وہ نور کہ جب ہم نے اُسے حاصل کیا
تو غیر خدا کی ظلمت کو مٹا دیا

حبذا نورے کہ نورِ پاک ہست
مظہرِ نور و ظہورِ پاک ہست

مبارک ہے وہ نور جو نور پاک ہے
مظہر نور اور ظہور پاک ہے

ہست بیشک ہیچو طور ایں جلوہ
عشق را نورست نور ایں جلوہ

بے شک یہ جلوہ جلوۂ طور ہے
اور عشق کے لئے یہ جلوہ سراپا نور ہے

حبذا عشقے کہ چوں جلوہ نمود
ماسوا اللہ را ز جان و دل ربود

مبارک ہے وہ عشق کہ اس نے جلوہ دکھلایا
تو غیر اللہ سے جان و دل پاک کر دیا

حبذا عشقے کہ نزدیک ست و دور
بسط در قبض است و حزن اندر سرور

مبارک ہے وہ عشق جو نزدیک و دور کو محیط ہے
جو دل گرفتگی کی حالت میں خوش اور حزن و ملال کی حالت

اقتباس از سفینۂ رحمانی

حقائق آگاہ معرفت دستگاہ، اوج طریقت کے کرسی نشین موج معرفت کے گوہر آبدار، بوستان شریعت کی بہار خوش فضا دریائے حقیقت کے خواص عاشق جمال اللہ الصمد میاں جیو نور محمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ۔ شہر نظیف جھنجھانہ کے مشائخ کبار اولیائے کامگار اور اس جائے اقدس کے شرفائے شیوخ میں سے ہیں۔ حنائے توکل سے کف پائے مبارک کو زینت بخش کر اور خرقہ تحمل و قناعت کو زیب دوش فرما کر تمام عمر ایک لعل بے بہا کی طرح سب سے یکسوئی اختیار کر کے زاویہ معدن خفا میں رونق افروز رہے۔ اور مرکب ایزد پرستی و خدا ستائی کو عرصہ حق و صداقت اور میدان عبادت و ریاضت میں دوڑاتے رہے اور اسرار درویشی پر قادر اور تزکیۂ باطنی کے ماہر کامل رہے۔ رات کے پردہ سیاہ میں اپنے معبود حقیقی کے ساتھ ہمراز اور گوشۂ تنہائی میں یاد دوست کے ساتھ دمساز رہنے کی طاقت اور روشن ضمیری خداداد کی بدولت مسائل بے پردہ جواب شافی پوچھنے سے پہلے مرحمت فرماتے تھے اور روحانی و قلبی تعلیم کے موتیوں کو دلوں کی لڑی میں سوزن نظر سے فوراً پرو دیتے۔ تمام زمانہ حیات کو ایک حجرۂ تنگ و تاریک میں گذار دیا اور کبھی کسی اہل دولت کے سامنے دست حرص و آز دراز نہ فرمایا۔ اس دریائے معرفت حق کے مریدان گرامی میں سے حاجی امداد اللہ صاحب سلمہٗ اور جناب حافظ ضامن صاحب مرحوم و مغفور اور مولانا شیخ محمد صاحب محدث تھانوی ہوئے ہیں۔ ان تینوں بزرگوں کے فیوض باطنی و روحانی کی شعاعیں آفتاب عالمتاب کی کرنوں کی طرح اطراف و اکناف عالم میں پہنچی ہیں اور گروہ در گروہ انسان ان کے فیض سے ارباب کشف و صاحب کرامت ہو گئے ہیں۔

سنہ ۱۲۵۹ھ میں خرقۂ حیات کو اس پر خطر کوچہ کے سجادۂ ہستی سے اٹھا کر فردوس بریں کی جانب رحلت فرمائی اور گوہر جان پاک کو صیرفیان قضا و قدر کے سپرد کر دیا۔ ان کی زادگاہ اور آرامگاہ آخری قصبہ جھنجھانہ شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی روح مقدس کی برکت سے ہم کو بخش دے۔ آمین۔

از سفینۂ رحمانی مصنفہ مولانا عبدالرحمٰن حیرت جھنجھانوی

احوال و آثار

شیخ العرب و العجم

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس اللہ سرہٗ

م ۱۳۱۷ھ

تحریر

سید نفیس الحسینی

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ

سلسلۂ چشتیہ صابریہ

"ہمارے اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلہ سے حفاظت و تجدید دین کا عالمگیر کام لیا"

"اہل بصیرت کا اس سلسلہ کی مقبولیت پر اتفاق اور عالم میں اس کے فیوض و برکات و آثار شاہد ہیں کہ بانیٔ سلسلہ (حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ م ۶۹۰ھ) نہایت عالی مقام، عالی نسبت اور عنداللہ مقبول تھے۔

اس سلسلہ (صابریہ چشتیہ) میں بڑے نامور مشائخ، عارف و محقق و مصلح پیدا ہوئے۔ مثلاً حضرت مخدوم احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی ذاتِ بابرکات کو بعض اہلِ نظر نے نویں صدی کا مجدد بھی شمار کیا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ، حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادیؒ، شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (بانیٔ دارالعلوم دیوبند) حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت شاہ عبدالرحیم رائپوریؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مدظلہٗ، ہمارے اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلہ سے حفاظت و تجدید دین کا عالمگیر کام لیا اور اس وقت سب سے زیادہ وسیع، متحرک و فعال یہی سلسلہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند و مظاہر العلوم کی تعلیمی خدمت اور مولانا تھانویؒ کی تصنیفات و مواعظ سے اور پھر آخر میں مولانا محمد الیاسؒ کی تحریک دعوت و تبلیغ سے اس سلسلہ کے فیوض عالمگیر ہوئے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی (مسلم یونیورسٹی علیگڑھ) نے تاریخ مشائخ چشت میں صحیح لکھا ہے کہ،

"گذشتہ صدی میں کسی بزرگ نے چشتیہ سلسلہ کے اصلاحی اصولوں کو اس طرح جذب نہیں کیا، جس طرح مولانا محمد الیاسؒ نے کیا تھا۔" ص۲۳۴

آج بھی رائپور میں حضرت مولانا عبدالقادرؒ صاحب کی خانقاہ سلسلۂ چشتیہ کی قدیم خانقاہوں کی یکسوئی، سرگرمیٔ یادِ حق کی مشغولی اور درد و محبت کی گرم بازاری کی یاد تازہ کرتی ہے ؎

عالم نشود ویران تا میکدہ آباد است"

(تاریخ دعوت و عزیمت، حصہ سوم: ص ۴۸، ۴۹)

سلسلہ عالیہ چشتیہ امدادیہ

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزی چشتی اجمیری قدس سرہ م ٦٣٢ ھ

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ م ٦٣٣ ھ

شیخ الاسلام حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ م ٦٦٤ ھ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ م ٧٢٥ ھ

حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ م ٧٥٧ ھ

حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز گلبرگویؒ م ٨٢٥ ھ مؤلف رسالہ اذکار و رسالہ مراقبہ

حضرت شیخ صدر الدین اودھیؒ م ٨٦٠ ھ

حضرت شیخ ابن حکیم اودھیؒ م ٨٨٩ھ/٩٠١ ھ

حضرت شیخ درویش محمد بن قاسم اودھیؒ م ٩٠٤ ھ

حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیریؒ م ٦٩٠ ھ

حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتیؒ م ٧١٨ ھ

حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاءؒ م ٧٦٥ ھ

حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولویؒ م ٨٣٧ ھ

حضرت شیخ احمد عارف ردولویؒ م ٨٨٤ ھ

حضرت شیخ محمد ردولویؒ م ٨٩٨ ھ

قطب عالم حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ
م ٩٤٤ ھ

حضرت شیخ رکن الدین محمد گنگوہیؒ م ٩٨٢ ھ

حضرت شیخ عبد الاحد سرہندیؒ م ١٠٠٧ ھ

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ م ١٠٣٤ ھ

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ م ١٠٧٩ ھ

حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ م ١١١٤ ھ

حضرت خواجہ محمد زبیرؒ م ١١٥١ ھ

حضرت خواجہ ضیاء اللہؒ م ١١٩٥ ھ

حضرت شاہ محمد آفاق دہلویؒ م ١٢٥١ ھ

حضرت سید آدم بنوریؒ م ١٠٥٣ ھ

حضرت سید عبد اللہ اکبر آبادیؒ م ١٠٩٩ ھ

حضرت شاہ عبد الرحیم دہلویؒ م ١١٣١ ھ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ م ١١٧٦ ھ

حضرت شاہ عبد العزیز محدثؒ م ١٢٣٩ ھ

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ م ٩٨٩ ھ مؤلف رسالہ

حضرت شیخ نظام الدین بلخیؒ م ١٠٣٦ ھ

حضرت شیخ ابو سعید گنگوہیؒ م ١٠٤٩ ھ

حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادیؒ م ١٠٥٨ ھ

حضرت شاہ محمدی فیاضؒ م ١١٠٧ ھ

حضرت شاہ محمد حامد ہرگامیؒ م ١١٨٢ ھ

حضرت شاہ عضد الدین امروہیؒ م ١٠٢٠ ھ

حضرت شاہ عبد الہادی امروہیؒ م ١١٩٠ ھ

حضرت شاہ عبد الباری امروہیؒ م ١٢٢٦ ھ

حضرت سید احمد شہید قدس سرہ م ١٢٤٦ ھ

حضرت شاہ عبد الرحیم شہید ولایتیؒ م ١٢٤٦ ھ

حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ م ١٢٥٦ ھ

حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ م ١٢٥٩ ھ

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ م ١٣١٧ ھ

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی قدس سرہ
م ١٣٢٣ ھ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ
م ١٢٩٧ ھ

احوال و آثار

شیخ العرب والعجم

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (قدس سرہٗ)

(م ۱۳۱۷ھ)

یہ ۱۲۳۴ھ کے اواخر کی بات ہے۔ امام المجاہدین حضرت سید احمد شہیدؒ[1] دہلی سے دوآبے کے دورے پر روانہ ہوئے۔ "مُرشدِ وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ[2] قدس سرہٗ (۱۲۳۹ھ) نے اپنے جواں سال مسترشد و خلیفۂ اعظم کو اپنا لباسِ خاص پہنایا اور بڑی خوشی سے رخصت کیا۔" (سیرت سید احمد شہیدؒ ص۱۳۳)

غازی الدین نگر، مراد نگر، میرٹھ اور اُس کے نواح و اطراف، سردھنہ، بڈھانہ، پھلت، مظفر نگر، دیوبند، سہارنپور اور اُس کے نواح، انبیٹھہ، گنگوہ، نانوتہ، تھانہ بھون اور کاندھلہ وغیرہ متعلقات و قصبات میں جگہ جگہ قیام ہوا۔ سینکڑوں خاندانوں اور ہزاروں آدمیوں نے حضرت سید صاحبؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور شرک و بدعت اور قدیمی خلافِ شرع رسوم سے توبہ کی۔ حضرت سید صاحبؒ کا یہ سفر بارانِ رحمت کی طرح تھا کہ جہاں سے گزرتا، سرسبزی و شادابی، بہار اور برکت چھوڑ جاتا ہے۔" (سیرت سید احمد شہید ص ۱۳۳ تا ۱۳۶)

اس مبارک سفر میں غالباً تھانہ بھون یا نانوتہ کے مقام پر ایک کمسن بچہ بھی حصولِ برکت و سعادت کے لیے حضرت سید صاحبؒ کی گود میں دیا گیا۔ آپ نے اسے بیعتِ تبرک میں قبول فرمایا، اقبال و فیروز مندی نے اس سعید بچے کے قدم چومے۔

---

[1] ولادت باسعادت ۶ صفر ۱۲۰۱ھ بمقام تکیہ رائے بریلی، شہید بالاکوٹ (علاقہ ہزارہ) ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ از اولاد سید شاہ علم اللہ نقشبندیؒ (م ۱۰۹۶ھ) خلیفہ حضرت سید آدم بنوریؒ (خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ)

[2] حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) کے فرزند و جانشین

وہ اپنے سن شعور کی منزلیں طے کرتا ہوا عالم شباب میں آیا تو مقتدائے علماء و صلحاء بن گیا۔ رحمت خداوندی نے اُس کے سر مبارک پر سروری و سرداری کی کلاہ افتخار رکھی اور "شیخ العرب والعجم" بنا دیا۔ یہ طالع وارجمند اور رفیع و بالا بلند شخصیت تاریخ میں شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے نام نامی سے زندۂ جاوید ہے ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی — می تافت ستارۂ بلندی

حضرت حاجی صاحبؒ بچپن کے اس متبرک واقعے کو اپنی مجلس میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ بقول صادق الیقینؒ ادی ہیں:

"فرمایا، میں تین سال کا تھا کہ سید صاحبؒ کی آغوش میں دیا گیا اور اُنھوں نے مجھ کو بیعت تبرک میں قبول فرمایا۔" لہ (شمائم امدادیہ ص۳۵، امداد المشتاق ص۹۲)

نام و نسب

حضرت حاجی امداد اللہ[۲] صاحب بن حافظ محمد امین بن شیخ بڈھا بن حافظ شیخ بلاقی صاحب رحمہم اللہ تعالےٰ نسباً فاروقی تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۲ صفر المظفر ۱۲۳۳ھ کو بمقام نانوتہ ضلع سہارنپور ہوئی جو آپ کی ننھیال تھی۔ آبائی وطن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ہے۔

دہلی میں تعلیم

حضرت کا سن مبارک ابھی صرف سات سال کا تھا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے انتقال فرمایا۔ تائید ربانی ابتدائے خلقت ہی سے آپ کی مربی تھی کہ زمانۂ صغر سنی میں بھی آپ کبھی خلاف شرع لہو و لعب میں مشغول نہ ہوتے تھے۔ سولہ سال

لہ حضرت حاجی صاحبؒ کے ایک پیر بھائی حضرت مولانا شیخ محمد محدث تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی سفر میں حضرت سید احمد شہیدؒ کے حلقۂ بیعت میں داخل ہوئے۔ حضرت شیخ محمد تھانویؒ اپنے رسالے "الہامات الوجود" میں تحریر فرماتے ہیں:

"فقیر یاد دارد کہ عمرم ہفت سال باشد کہ در مسجد پیروالی واقع وطن فقیر قصبہ تھانہ بھون ضلع سہارنپور بشرف بیعت جناب سید صاحب قبلہ ممدوح قدس سرہ مشرف شد۔ اگرچہ در ایام طفلی بود۔ اما برکت بزرگان کافی است۔" (حیات امداد ص۱۲، بحوالہ الہامات الوجود)

لہ حضرت کا نام بچپن میں امداد حسین تھا۔ حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی قدس سرہ (م ۱۲۶۲ھ) نے بدل کر امداد اللہ کر دیا۔ (حیات امداد)

سے بچپن کی عمر کے گھٹنے میں کچھ کمی بیشی مذکور ہو جاتی ہے۔

کی عمر میں آپ حضرت مولانا مملوک العلی صاحب[1] نانوتوی کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے وہاں چند مختصرات فارسی اور کچھ صرف ونحو کی تعلیم بعض اساتذہ سے حاصل کی۔ نیز حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تالیف تکمیل الایمان مولانا رحمت علی صاحب تھانوی نوراللہ مرقدہ سے پڑھی۔

مُرشدِ مجاہد کی بیعت

ابھی علوم ظاہری کی تکمیل نہ ہونے پائی تھی کہ ولولۂ خدا طلبی حضرت کے دل اخلاص منزل میں جوش زن ہوا۔ اور آپ نے سرحلقۂ مجاہدین حضرت مولانا سید نصیرالدین[2] غازی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کرلی۔ اُس وقت عمر عزیز اٹھارہ برس تھی۔ (شمائم امدادیہ ص ، امداد المشتاق ص)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت باطنی

بیعت سے پہلے حضرت حاجی صاحبؒ کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] حضرت مولانا مملوک علیؒ ١٢٠٤ھ / ١٧٨٩ء میں نانوتہ (ضلع سہارنپور) میں پیدا ہوئے۔ نسباً صدیقی تھے۔ علوم وفنون عربیہ حضرت علامہ مولانا رشیدالدین دہلوی تلمیذ رشید سراج الہند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاصل کیے دہلی میں اپنے زمانے کے استاذ الاساتذہ تھے۔ آپ کے تلامذہ میں قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب محدث پانی پتی، حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی، حضرت مولانا ذوالفقار علی دیوبندی اور حضرت مولانا محمد احسن نانوتوی رحمہم اللہ تعالیٰ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند آپ ہی کے فرزند ارجمند اور تلمیذ رشید تھے۔

حضرت مولانا مملوک علی نہایت عابد وزاہد، خوش اخلاق، منکسر مزاج اور سادہ طبیعت تھے۔ ١١ ذوالحجہ ١٢٦٧ھ / ٧ اکتوبر ١٨٥١ء کو دہلی میں وفات پائی۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کے خاندانی قبرستان مہندیاں میں حضرت شیخ عبدالعزیز شکربار کے پائیں میں مدفون ہیں۔ (سیرۃ یعقوب ومملوک۔ ص ٢٩ تا ٣٥)

[2] حضرت مولانا سید نصیرالدین دہلویؒ جامع کمالات بزرگ تھے۔ انہیں مجددی شرف کی متعدد نسبتیں حاصل تھیں۔ آپ حضرت سید ناصرالدین تھانیسری ثم سونی پتی کی اولاد سے تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ١٢٣٩ھ) کے شاگرد عزیز، حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ (م ١٢٣٣ھ) کے نواسے حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ (م ١٢٦٢ھ) کے داماد، حضرت شاہ محمد آفاق مجددی (م ١٢٥١ھ) کے مرید وخلیفہ اور حضرت سید احمد شہید (م ١٢٤٦ھ) کی تحریک جہاد کے رکن رکین تھے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت سید صاحب نے حاجی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دے دیا۔ مولانا احمد حسن صاحب کانپوری، حضرت حاجی صاحب قدس سرہ سے اس خواب کی روایت کرتے ہیں:

"آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں اول بیعت میری طریقۂ نقشبندیہ میں حضرت مولانا نصیر الدین دہلوی خلیفۂ حضرت شاہ محمد آفاق صاحب سے ہوئی اور باطن میں بلاواسطہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ حضور ایک جگہ پر رونق افروز ہیں اور حضرت سید احمد صاحب شہید کا ہاتھ آپ کے دست مبارک میں ہے اور میں بھی اسی مکان میں بوجہ ادب کے دور کھڑا ہوں۔ حضرت سید صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضور کے ہاتھ میں دے دیا۔ خدا نے مجھ کو کچھ اور بھی دکھایا ہے۔ اگر ظاہر کروں تم لوگ کچھ کا کچھ کہو گے (پھر وہ کیفیت مجھ سے خفیہ بیان فرمائی) فرمایا کہ بیعت باطنی پہلے ہے۔ اور ظاہری اسی روز ہے یا ایک دو روز بعد:" (امداد المشتاق ص۱۵)

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت کم رہا۔ میرے والد ماجد بیمار ہو گئے تھے۔ انھوں نے دہلی سے اپنی تیمارداری کے لیے طلب کیا۔ میں حضرت سے رخصت لینے گیا۔ حضرت نے مجھے سینۂ مبارک سے لگا کر بہت دعا دی اور طریقۂ نقشبندیہ کی اجازت فرما کر رخصت کیا۔ میرے والد ماجد کئی مہینے مریض رہے۔ بہت علاج ہوئے کچھ مفید نہ ہوا اور دنیا سے رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی وجہ سے میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں دوبارہ حاضر نہ ہو سکا۔ اور اس درمیان میں حضرت بغرض جہاد افغانستان کو چلے گئے[1] میرا ارادہ تھا کہ میں بھی حاضر حضور ہوں گا

---

[1] سر حلقۂ مجاہدین حضرت مولانا سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۲ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ کو دہلی سے جہاد کے لیے ہجرت فرمائی۔ اُس وقت حضرت مولانا محمد اسحٰق محدث دہلوی (م ۱۲۶۲ھ) اور آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ محمد آفاق مجددی (م ۱۲۵۱ھ) دہلی میں موجود تھے۔ ظاہر ہے ان بزرگوں کی اجازت و ایما سے ہجرت فرمائی۔

حضرت مولانا نصیر الدین صاحب، حضرت سید احمد شہید کی میراث کے حامل تھے۔ حضرت سید صاحب اور ان کے بلند منزلت رفقاء کی بالاکوٹ میں شہادت (۱۲۴۶ھ) کے بعد آپ نے جب دیکھا کہ تحریک کا جوش و خروش ختم ہو رہا ہے۔ تو جوانمردانہ میدان میں آگئے اور اپنی ذات کو بے تامل قربانی کے لیے پیش کر دیا۔ آپ نے سید صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مگر اس مابین میں شہر غزنی سے حضرت کے رحلت فرمانے کی خبر آئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں اُن کی خدمت شریف میں بہت قلیل مدت حاضر رہا۔ کچھ لطائف جاری ہو گئے تھے۔"

(امداد المشتاق ص ۱۵۲)

پھر استفادۂ علوم

اوپر ذکر آچکا ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے حضرت مولانا سید نصیر الدین صاحبؒ کی خدمت میں بیعت ہونے سے پیشتر کچھ علوم ظاہری حاصل کیے تھے۔ بعد ازاں الہام غیبی کی بنا پر اور لذت کلام نبویؐ کے جذبے سے مشکوٰۃ شریف کا ایک رُبع جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار حضرت مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادیؒ کی خدمت میں پڑھا۔ نیز حصن حصین اور فقہ اکبر حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نانوتویؒ سے پڑھیں۔ یہ دونوں بزرگ عارف مستغرق حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلویؒ[1] کے ارشد تلامذہ تھے۔ حضرت مفتی صاحب حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ

ملک کے مختلف حصوں کا دورہ کیا۔ دعوت جہاد سے ایک جماعت تیار کی اور سید صاحبؒ کی طرح وطن مالوف سے ہجرت کر کے کاروبار جہاد کی تجدید کا انتظام فرمایا۔ (سرگذشت مجاہدین ص ۱۲۹)

سندھ اور افغانستان میں سکھوں اور انگریزوں سے بہت معرکہ آرائیوں کے بعد حضرت مولانا سید نصیر الدینؒ نے مرکز مجاہدین ستھانہ (علاقۂ سرحد) میں ۱۸ شعبان ۱۲۵۶ھ / ۱۸۴۰ء کو وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

(سرگذشت مجاہدین ص ۱۹۶)

[1] حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلویؒ (۱۲۴۵ھ) حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۹ھ) کے مایۂ ناز شاگرد اور مرید تھے۔ حضرت سید احمد شہیدؒ کے دورہ دوآبہ میں ۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ کو اُن کے دامن فیض سے وابستہ ہوئے۔ اُس وقت مفتی صاحبؒ کی عمر ۷۰ سال کی تھی۔ سیرۃ سید احمد شہید میں ہے:

"کاندھلہ میں مفتی الٰہی بخش صاحب جو حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد اور مرید تھے بیعت ہوئے اور ان کے خاندان اور قصبے کے اکثر اہل علم اور شرفاء بیعت میں داخل ہوئے۔" ص ۱۴۱

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قدس سرہ کے شاگرد تھے۔

اِستفاضۂ مثنوی

حضرت حاجی صاحبؒ نے مثنوی مولانا رومؒ مولانا شاہ عبد الرزاقؒ سے پڑھی۔ انھوں نے حضرت مولانا شیخ ابُوالحسن سے اور شیخ اُبوالحسن نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (خاتم دفتر ششم) سے سماعۃً و قرأۃً مثنوی شریف پڑھی تھی۔ حضرت مفتی صاحبؒ ممدُوح نے عالم رؤیا میں مولانا رُومؒ سے مثنوی معنوی پڑھی تھی۔ مثنوی کے دفتر ششم کا خاتمہ بھی مفتی صاحبؒ نے مولانا رُومؒ کے ارشاد پر لکھا۔

تکمیل سُلوک کا داعیہ

الحاصل، حضرت حاجی صاحبؒ نے مطالعۂ مثنوی کو بطور ورد کے معمول فرمالیا جس سے خاطرِ اقدس کو ایک حرکتِ بلیغ پیدا ہوتی تھی اور جوش وخروشِ باطنی چہرۂ مبارک سے صاف ظاہر ہوتا تھا چنانچہ تکمیل سلوک کا داعیہ رہ رہ کے تڑپانے لگا۔

حضرت میانجیو چشتیؒ کے سپُرد

حتیٰ کہ اس درمیان میں ایک دن آپ نے خواب میں دیکھا کہ مجلس اعلیٰ واقدس حضرت سرورِ عالم، مُرشدِ اتم،

حضرت مفتی صاحبؒ کے دو نواسے مولانا محمد صابر صاحب اور مولانا محمد مصطفیٰ صاحب جو مفتی صاحبؒ کے شاگرد رشید اور زیرِ تربیت بھی تھے، حضرت سید صاحبؒ کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوئے، مولانا محمد مصطفیٰؒ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

(سفینۂ رحمانی، ص۸۲)

حضرت مفتی صاحبؒ کے تیسرے نواسے حضرت مولانا شاہ عبد الرزاق جھنجھانویؒ (م ۱۲۹۲ھ) سے حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے مثنوی شریف پڑھی تھی۔ حاجی صاحبؒ فرماتے ہیں:

"میں نے مثنوی تین بار حضرت مولانا عبد الرزاق جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر عرض کی اور بعض مقامات کی تحقیق مولوی ابو الحسن کاندھلوی (فرزند حضرت مفتی الٰہی بخش صاحبؒ) سے کی۔" (امداد المشتاق ص۶۳)

حضرت مولانا محمد قلندر محدثؒ (م ۱۲۶۰ھ) حضرت مفتی صاحبؒ کے شاگرد اور خلیفۂ مجاز تھے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ واتباعہٖ وسلّم میں ناشناسا ہوں، نہایت رُعب سے قدم آگے نہیں پڑتا ہے۔ کہ ناگاہ میرے جدّ امجد حضرت حافظ بلاقی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضور حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں پہنچا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے میرا ہاتھ لے کر حضرت میاںجیو[1] صاحب چشتی قدس سرہٗ کے حوالے کر دیا۔ اُس وقت

---

[1] قطب ربانی حضرت میاںجیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ قطب وقت حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب شہید ولایتی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اعظم وجانشین تھے۔ حضرت ولایتی شہیدؒ، سہارنپور میں مسجد انونبی میں اقامت رکھتے تھے۔ انھیں تین بزرگوں سے انتساب بیعت واجازت حاصل تھا۔ اوّل سلسلۂ عالیہ قادریہ قمیصیہ میں قطب زمانہ حضرت سیّد رحم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۱۴ھ) سے مُرید ومجاز ہُوئے۔ پھر حضرت شاہ عبدالباری چشتی امروہوی (م ۱۲۲۴ھ) سے بیعت ہو کر نسبت و خلافتِ چشتیہ حاصل کی۔ آخر میں ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۴ھ میں امیرالمومنین امام المجاہدین مجدد مأتہ سیزدہم حضرت سیّد احمد شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ) کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور مجاز ہُوئے بلکہ حضرت میاںجیو نور محمد جھنجھانوی کو بھی لوہاری سے سہارنپور بُلا کر حضرت سیّد صاحبؒ سے بیعت کرا دیا۔ حضرت میاںجیو کو سیّد صاحبؒ نے اجازتِ طریقہ سے بھی سرفراز فرمایا۔

(سیرۃ سیّد احمد شہیدؒ ص۱۴۱)

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ، حضرت سیّد احمد شہیدؒ کی محبت میں ایسے وارفتہ ہُوئے کہ اپنی مسندِ ارشاد چھوڑ چھاڑ حضرت سیّد صاحبؒ کی معیت اختیار کر لی اور سفر وحضر وجہاد میں ہمیشہ ساتھ رہے۔ حتیٰ کہ سیّد صاحبؒ کے ہمراہ جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو کر سرفرازی حاصل کی ؎

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم   سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

انوارِ محمدی میں ہے:

"حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی مجاہد غازی شہید کہ در لشکر ظفر پیکر حضرت سیّد احمد صاحب قبلہ در ولایت خراسان شربتِ شہادت نوشیدند قدس اللہ سرہٗ العزیز" ص۴

انوارالعاشقین میں ہے: "آپ نے ہمراہ حضرت سیّد احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بمقابلہ سکھاں ۱۲۴۶ھ میں ماہ ذی قعدہ کی ستائیس کو درجۂ شہادتِ کبریٰ سے سرفرازی حاصل کی۔ رحمۃ اللہ علیہ" ص۸۲

تک بعالم ظاہر میانجیو صاحبؒ سے کسی طرح کا تعارف نہ تھا۔ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہُوا عجیب انتشار و حیرت میں مُبتلا ہُوا کہ یارب، یہ کون بزرگ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دیا اور خود مجھ کو اُن کے سپرد فرمایا۔ اسی طرح ایک عرصہ گذر گیا۔ ایک دن حضرت استاذی مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے میرے اضطرار کو دیکھ کر بکمال شفقت و عنایت فرمایا کہ تم کیوں پریشان ہوتے ہو، موضع لوہاری یہاں سے قریب ہے وہاں جاؤ اور حضرت میانجیو صاحبؒ سے ملاقات کرو، شاید مقصود دلی کو پہنچو اور اس حبس و بحس سے نجات پاؤ۔ حضرت حاجی صاحبؒ بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت مولانا سے میں نے یہ سُنا متفکر ہُوا اور دل میں سوچنے لگا کہ کیا کروں آخر بلا لحاظ سواری وغیرہ میں نے فوراً راہ لوہاری کی لی اور شدتِ سفر سے حیران و پریشان چلا جاتا تھا، یہاں تک کہ پیروں میں آبلے پڑ گئے۔ نہایت درجہ کشش و کوشش سے آستانہ شریف پر حاضر ہُوا اور جیسے ہی دُور سے حضرت میانجیو صاحبؒ کا جمال باکمال ملاحظہ کیا تو صورتِ انور کو کہ خواب میں دیکھا تھا، بخوبی پہچانا اور محو خود رفتگی ہو گیا اور آپے سے گذر گیا، اور اُفتاں و خیزاں اُن کے حضور میں پہنچ کر قدموں پر گر پڑا۔ حضرت میانجیو صاحب قدس سرہٗ نے میرے سر کو اُٹھایا اور اپنے سینۂ نور گنجینہ سے لگایا اور بکمال رحمت و عنایت فرمایا کہ تم کو اپنے خواب پر کامل وثوق و یقین ہے۔ یہ پہلی کرامت منجملہ کرامات حضرت میانجیو صاحبؒ کی ظاہر ہُوئی اور دل کو بکمال استحکام مائل بخود کیا۔ الحاصل ایک عرصہ حضرت میانجیو صاحبؒ کی خدمت بابرکت میں حلقہ نشین رہے اور سلاسل اربعہ عموماً اور سلوک طریقہ چشتیہ صابریہ کی خصوصاً تکمیل کی، اور خرقۂ خلافت تامہ و اجازت خاصہ و عامہ سے مشرف ہُوئے۔ (شمائم امدادیہ ص ۷ تا ۱۰۔ امداد المشتاق۔ ص ۶ تا ۹)

اجازتِ غیبی کا انتظار

ابتدائی زمانہ میں حضرت حاجی صاحبؒ لوگوں کو بیعت کرنے میں تامل بلکہ انکار فرماتے تھے۔ ۱۲۶۲ھ میں جب حج اوّل سے وطن کو واپس ہُوئے تو لوگوں نے بیعت کے لیے اصرار و کوشش سے کام لینا شروع کیا۔

اوّلاً حضرت حاجی صاحبؒ نے انکار فرما دیا اور کچھ اس پر اقدام نہ فرمایا کیونکہ اجازتِ غیبی اور حکم الٰہی کا انتظار تھا۔

حاجی صاحبؒ کے مہمان عُلماء ہیں

مؤلف شمائم امدادیہ کا بیان ہے:

"ایک بار حضرت حاجی صاحبؒ نے تھانہ بھون میں خواب دیکھا کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مع خُلفاء

راشدین و دیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم تشریف رکھتے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت و شفقت بے نہایت اپنے حال پر مبذول دیکھی اور نیز دیکھا کہ زوجۂ[1] شیخ فدا حسین، والدہ حافظ احمد حسین[1] (مہاجر و امین حجاج مقیم مکہ معظمہ، زادھا اللہ شرفاً و کرامۃً) حضرت کے لیے اپنے مکان میں کھانا پکا رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مرحومہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تو اٹھ، تاکہ میں امداد اللہ کے مہمانوں کے واسطے کھانا پکاؤں کہ ان کے مہمان علماء ہیں۔ یہ خواب بیعت لینے کی اجازت اور بشارت تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ اس دن سے علماء و طلباء کا ہجوم زیادہ سے زیادہ ہوا۔ پھر دوبارہ اشارتِ غیبی اس بشارتِ غیبی کی تائید میں ہوئی اور اربابِ معارف کی فرمائش عموماً اور آپ کے دینی و عرفانی بھائی جناب حافظ محمد ضامن[2] صاحب نوراللہ مرقدہٗ کی فہمائش خصوصاً اس پر مؤکد رہی۔ چار و ناچار بیعت لینا شروع فرمایا۔ اولاً چند آدمیوں نے جو عوام سے تھے بیعت کی۔ بعد ازاں علماء میں سے جس شخص نے سب سے پہلے بیعت کی، وہ جامع فضل و کمال ممکنہ افرادِ انسانی حضرت ابی الحکیم مولانا رشید احمد گنگوہی سلمہ اللہ تھے اور حضرت کے تمام خلفاء سے کمالاتِ باطنیہ میں گوئے سبقت لے گئے۔ بعد ازاں وارث علوم دینی، مستفیض بفیضانِ حضرت الحاج مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کہ کشفِ اسرار و دقائق علومِ الٰہیہ میں آیۃٌ من آیات اللہ تھے۔ بسلسلۂ بیعت میں منسلک ہوئے۔"

(شمائم امدادیہ۔ ص ۱۶،۱۵۔ امداد المشتاق۔ ص ۲۴، ۲۵)

جذبۂ جہاد

یہ امیر المومنین حضرت سید احمد شہید قدس سرہٗ ہی کی نسبتِ باطنی کا اثر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اور ان کے شیوخ و خلفاء کرام کے سینوں میں جذبۂ جہاد موجزن رہا۔ اوپر گذر چکا ہے کہ حضرت حاجی صاحبؒ اپنے مرشدِ اوّل مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ کے ہمراہ جہاد میں شریک ہونا چاہتے تھے لیکن والد ماجد کی بیماری اور وفات اور اس دوران میں پیر و مرشد کی شہادت سے ارادہ موقوف ہو گیا۔

---

[1] حضرت حاجی صاحبؒ کے حقیقی بھائی فدا حسین صاحبؒ کی اہلیہ اور حافظ احمد حسین صاحبؒ (م ۱۳۱۴ھ) کی والدہ۔

[2] امام العاشقین حضرت حافظ محمد ضامن شہیدؒ (م ۱۲۷۴ھ) خلیفۂ ارشد حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۹ھ) حضرت حاجی صاحبؒ کے مربی اور پیر بھائی۔

میدانِ جہاد میں

آخر جذبۂ جہاد و شوقِ شہادت رنگ لایا اور اسلافِ کرام و پیرانِ عظام کی سُنت ادا کرنے کا وقت آگیا — قدرتِ الٰہی نے ایک اور موقع فراہم کر دیا۔ چنانچہ حضرت حاجی صاحبؒ ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں فرنگی فوج سے برسرِپیکار نظر آتے ہیں۔ حضرت حاجی صاحبؒ اور دُوسرے جاں نثارانِ اسلام نے تھانہ بھون، ضلع مظفر نگر کو دارالاسلام قرار دیکر متوازی حکومت قائم کر لی اور جہاد کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔

حاجی صاحبؒ : امامُ المجاہدین

"نقشِ حیات" میں ہے :

" اعلان کر دیا گیا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کو امام مقرر کیا گیا اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کو سپہ سالارِ افواج قرار دیا گیا اور حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ کو قاضی بنایا گیا اور مولانا محمد مُنیر صاحب نانوتویؒ اور حضرت حافظ ضامن صاحب تھانویؒ کو میمنہ اور میسرہ کا افسر قرار دیا گیا۔" ص۴۲

فرنگی حُکام کو نکال باہر کیا

"حیاتِ امداد" میں ہے :

" چونکہ مذکورہ بالا حضرات نے جہاد کا فیصلہ کر لیا اور یہ صاحبان اپنی بزرگی، پرہیزگاری اور شخصیت کے اعتبار سے بااثر تھے، اس لیے چاروں طرف سے لوگ جہاد کے لیے آ کر تھانہ بھون میں جمع ہو گئے۔ یہ اجتماع ان ہی امیرالمومنین حاجی امداد اللہ صاحب کے گرد جمع ہو گیا تھا، چنانچہ ان حضرات نے تھانہ بھون اور اطراف و جوانب میں اپنی حکومت قائم کر لی اور انگریزی حاکموں کو نکال باہر کیا۔" ص۶۳

ایک دن معلوم ہُوا کہ شاملی ضلع مظفر نگر میں جو تھانہ بھون کے قریب ہے اور سہارنپور سے تھانہ بھون کو چھوٹی لائن پر واقع ہے جو ان دنوں انگریزوں کا فوجی مرکزی مقام بھی تھا، انگریز اپنا توپ خانہ بھیج رہے ہیں۔ اس خبر سے مجاہدین کو تشویش لاحق ہُوئی اور ان کے استیصال کے لیے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کو مقرر کیا گیا۔

حضرت گنگوہیؒ کا چھاپہ

"نقشِ حیات" میں ہے :

" سڑک ایک باغ کے کنارے سے گذرتی تھی۔ جب مولانا رشید احمد صاحبؒ کو تیس یا چالیس مجاہدین پر حضرت حاجی صاحبؒ نے افسر مقرر کر دیا تھا۔ آپ اپنے تمام ماتحتوں کو لے کر باغ میں چھپ گئے اور سب کو حکم کیا کہ پہلے سے تیار رہو، جب میں حکم کروں سب کے سب ایک دم فیر کرنا۔ چنانچہ جب پلٹن مع توپ خانہ باغ کے سامنے سے گذری تو سب نے یکدم فیر کیا۔ پلٹن گھبرا گئی کہ خدا جانے کتنے آدمی ہوں جو یہاں چھپے ہوئے ہیں، توپ خانہ چھوڑ کر سب بھاگ گئے۔ حضرت گنگوہیؒ نے توپ خانہ کھینچ کر حضرت حاجی صاحبؒ کے سامنے لا کر ڈال دیا۔" صہ ۴۴

معرکۂ شاملی ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء

اس فتح سے مجاہدین کے حوصلے بلند ہو گئے اور انھوں نے شاملی کی طرف پیش قدمی کی۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور حضرت حافظ محمد ضامن صاحبؒ نے ایک لشکر کے ساتھ وہاں سخت حملے کیے اور تحصیل کے دروازے کو آگ لگا دی۔ مسلمانوں نے انگریزی فوج کے چھکے چھڑا دیے۔ مجاہدین میدانِ جنگ میں غالب تھے کہ تقدیر نے پانسا پلٹ دیا۔

حافظ محمد ضامن صاحبؒ کی شہادت

"حیاتِ امداد" میں ہے :

" ناگاہ ایسا پانسا پلٹا کہ حضرت حافظ محمد ضامن[ل] صاحبؒ کی ناف کے نیچے گولی لگی اور وہ شہید

ل امام العاشقین حضرت حافظ محمد ضامن صاحبؒ کو یقین تھا کہ مجھے آج شہادت کا جام پینا ہے۔ انھوں نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کو وصیت فرمائی تھی کہ بوقتِ شہادت یعنی نزع کے وقت میرے پاس رہنا۔ چنانچہ حضرت

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب انگریزوں کی فوج کا پلّہ بھاری ہوا اور مجاہدین کی پسپائی ہوئی۔ کمپنی کی قوت بہت زیادہ تھی۔ انگریزوں نے شاملی کے بعد تھانہ بھون پر قبضہ کر لیا اور جو بھی ہاتھ لگا، اُس کو قتل کرا دیا اور اُن کے گھروں کو آگ لگا دی گئی۔ خانقاہ امدادیہ جہاں بزرگوں کا اجتماع رہتا تھا اُس کو بھی آگ لگا دی گئی" ص۹۵

وارنٹ گرفتاری

" مجاہدین کے وارنٹ جاری ہوئے۔ حاجی صاحبؒ تین دن گنگوہ، پھر انبالہ، بگری، پنجلاسہ میں مقیم رہے یہیں راؤ عبداللہ صاحب کے اصطبل میں آپ کو تلاش کیا گیا لیکن آپ کرامت سے پکڑے نہ گئے۔ پھر وہاں سے بندہ کو

گنگوہیؒ آپ کو گولی لگنے کے بعد قریب کی مسجد میں لے گئے اور اپنے زانو پر حافظ صاحبؒ کا سر رکھا اور اسی عالم میں یہ شہیدِ اُلفت اپنے حقیقی محبوب سے جا ملا۔ یہ ۲۴ محرم الحرام ۱۲۷۴ھ کا واقعہ ہے۔ (حیاتِ امداد ص۸۲)

مولانا عبدالسمیع صاحب بیدل رامپوری، مؤلف انوارِ ساطعہ (م ۱۹۰۱ء) نے قطعہ تاریخ وفات لکھا:

شہید ہو گئے ضامن علی پاک نہاد — جواب جن کا نہ تھا کوئی نسلِ آدم میں
ہوئے شہید مگر اک تماشہ دکھلا کر — لہو لہان کیا دشمنوں کو اِک دم میں
نہ چھوڑی نام کو گردن کہیں نصاریٰ کی — گو بریدہ ہے سکہ بھی اُن کا درہم میں
جو مارے تیر تو لگتے ہی جا لیا گوشہ — ہزاروں کافرِ بدکیش سنے جہنم میں
خدا کو پیارے ہوئے آخرش شہید ہوئے — نہ دل میں تاب ہے باقی نہ کچھ تواں ہم میں
جو پوچھا سنِ شہادت کہا فلک نے کہ ہے — "ہوئے شہید وہ شاہِ جری محرم میں"
۴ ۷ ھ ۲ ۱

مولانا بیدل نے ایک اور تاریخ بھی نکالی:

بیدل آں وقت کہ حافظ ضامن — رفت و آراست بجنت مسند
شاد رضواں شد و گفت ایں تاریخ — "حافظِ مصحفِ ایزد آمد"
۴ ۷ ھ ۲ ۱

(حیاتِ امداد ص۸۲ بحوالہ "مونسِ مہجوران" (نسخۂ خطی مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ)

ہوتے ہوئے کراچی پہنچے اور وہاں سے مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ مولانا محمد قاسم صاحب تین دن تو گھر میں چھپے رہے، پھر باہر نکلے لیکن حکومت کے ہاتھ نہ آئے۔ مولانا گنگوہی حکیم ضیاء الدین صاحب رامپوری منہاران ضلع سہارنپور کے مکان سے گرفتار ہوئے اور چھ مہینے جیل میں رہے۔ آخر ثبوت نہ ملنے کے باعث چھ ماہ کے بعد رہا ہو گئے۔" صـ۶۵

مولانا رشید احمدؒ کو کوئی پھانسی نہیں دے سکتا

مولانا ولایت حسین صاحب کی روایت ہے کہ ایک حکیم صاحب جو اعلیٰحضرت (حاجی امداد اللہ صاحبؒ) کے مُرید انبالہ کے رہنے والے بندہ کے ساتھ سفرِ حج میں شریک تھے۔ فرمایا جس زمانہ میں مولانا گنگوہی جیل خانہ میں تھے۔ اعلیٰحضرت حاجی صاحبؒ ایک دن فرمانے لگے کہ میاں کچھ سُنا، کیا مولوی رشید احمد کو پھانسی کا حکم ہوگیا؟ خُدام نے عرض کیا کہ حضرت کچھ پتہ نہیں، ابھی تو کوئی خبر آئی نہیں۔ فرمایا، ہاں حکم ہوگیا، چلو۔ یہ فرما کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حکیم صاحب کا بیان ہے کہ برسات کا زمانہ تھا، مغرب کے بعد اعلیٰحضرت اور میں، غالباً مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی غرض تین آدمی چلے۔ شہر سے باہر نکل کر تھوڑی دُور جاکر اعلیٰحضرت گھاس کے قدرتی سبز مخملی فرش پر بیٹھ گئے اور کچھ دیر سکوت فرماکر گردن اُوپر اُٹھائی اور فرمایا، چلو، مولوی رشید احمد کو کوئی پھانسی نہیں دے سکتا، خدا تعالیٰ کو ابھی ان سے بہت کام لینا ہے، چنانچہ چند روز بعد اس کا ظہور ہوگیا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک"۔ (امداد المشتاق ص ۱۷۱،۱۷۲ تذکرۃ الرشید ص ۸۵)

باطنی تصرفات

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں :

"یہ سب باطنی تصرفات تھے، ورنہ ظاہری حیثیت سے کسی صاحب کی ان میں سے بچنے کی کوئی صورت نہیں تھی مگر قدرت کو اُن سے کام لینا تھا۔" (نقش حیات صـ۶۱)

راؤ عبداللہ خاں صاحب کا کشف

جن دنوں حضرت حاجی صاحبؒ پنجلاسہ میں روپوش تھے۔ راؤ عبداللہ خاں صاحب (مُرید حضرت شاہ عبدالرحیم[1]

---

[1] المتوفی ۱۰ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ / ۲۵ مئی ۱۸۶۶ء مدینہ منورہ

صاحب ولایتی شہیدؒ) کے مہمان تھے۔ وہ ایک صاحب کشف بزرگ تھے۔ حضرت حاجی صاحبؒ ان کا ایک کشف بیان فرماتے ہیں ، راوی مولانا احمد حسن کانپوری ہیں :

" فرمایا کہ راؤ عبداللہ خان مغرب کی نماز پڑھتے تھے ، اپنے بیٹے امیر خاں کو پکارنے لگے : امیر علی ، امیر علی ! میرے خاوند نے آج مجھ کو دکھایا ہے کہ حاجی میاں کو مسجد میں بند کر کے قفل لگا دیا ہے اور مولوی رشید احمد کے ہاتھ میں کتاب دے کر درس کو کہہ دیا ہے ۔ یہ بات حاجی میاں کو کہہ دو کہ وہ اس کا مطلب سمجھ لیں گے ، مینوں (بزبان پنجابی بمعنی مجھے) کچھ خبر نہیں ہے ۔ اُن کا کشف پورا نکلا کہ مجھے تو مکہ مکرمہ میں کہ اشرف المساجد ہے ، مقید کر دیا ۔ بند کا خیال بھی نہیں آتا ، مولوی رشید احمد صاحبؒ کو کتاب دے کر مدرس بنا دیا ۔ ہمیشہ احادیث نبویہ کا درس دیتے ہیں ۔ فرمایا کہ راؤ عبداللہ خان اپنے پیر حاجی عبدالرحیم صاحب کو خاوند سے تعبیر کرتے تھے اور زبان پنجابی بولتے تھے ۔"

(شمائم امدادیہ ص ۹۲)

دارالعلوم دیوبند : سحرگاہی دُعاؤں کا ثمرہ

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد اکابر علماء دیوبند نے اچھی طرح محسوس کر لیا کہ اب فرنگی قوت اس قدر بڑھ چکی ہے کہ کھلی جنگ میں اُس کا مقابلہ مشکل ہے تو انھوں نے زیرِ زمین (UNDER GROUND) کام کا فیصلہ کر لیا ۔ دارالعلوم دیوبند کا قیام اُسی سلسلے کی ایک کڑی ہے ۔

قیام دارالعُلوم (۱۲۸۲ھ) کے بعد حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب حج بیت اللہ کے لیے مکہ معظمہ میں حاضر ہوئے تو وہاں سیدنا حضرت حاجی امداد اللہؒ سے عرض کیا : " ہم نے دیوبند میں ایک مدرسہ قائم کیا ہے اس کیلئے دُعا فرمائیے ۔" حضرت حاجی صاحبؒ نے دلچسپ انداز میں فرمایا :

" سبحان اللہ آپ فرماتے ہیں ، ہم نے مدرسہ قائم کیا ہے ۔ یہ خبر نہیں کہ کتنی پیشانیاں اوقاتِ سحر میں سربسجود ہو کر گڑگڑاتی رہیں کہ خداوندا ، ہندوستان میں بقائے اسلام اور تحفظِ اسلام کا کوئی ذریعہ پیدا کر ۔ یہ مدرسہ انہی سحرگاہی دُعاؤں کا ثمرہ ہے ۔ یہ دیوبند کی قسمت ہے کہ اس دولتِ گرانقدر کو یہ سرزمین لے اُڑی ۔"

(عُلمائے حق ص۸)

"فقیر اسے اپنا ہی مدرسہ سمجھتا ہے"

۱۲۹۷ھ میں قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ کی وفات سے دارالعلوم کو غیر معمولی نقصان پہنچا تو شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ نے اپنے مسترشدین کے نام ایک ہدایت نامہ جاری فرمایا۔ حضرت حاجی صاحبؒ قدس سرہٗ کی یہ تحریر گرامی دارالاہتمام دارالعلوم دیوبند میں محفوظ ہے۔ ہدایت نامہ کا متن یہ ہے:

"بعد حمد و صلوٰۃ کے فقیر امداد اللہ عفا اللہ عنہ، اُن کی خدمت میں جو صاحب اس فقیر سے علاقۂ محبت اور ارادت اور قرابت رکھتے ہیں، خواہ قرابت جسمی ہو یا نسبی۔ عرض ہے کہ مدرسۂ عربیہ دیوبند جو اس وقت میں اپنی خوبی سے نہایت رونق اور شہرت پر ہے۔ فقیر کو اس سے ایک علاقۂ خاص ہے بلکہ یہ مدرسہ اپنا ہی مدرسہ سمجھتا ہے۔ اس جہت سے سب صاحب اس مدرسہ کو اپنا ہی مدرسہ سمجھیں اور جو کچھ اعانت اس مدرسہ کی اپنی ذات سے ہو سکے یا سعی اور سفارش سے ممکن ہو، اس میں ہمیشہ ساعی رہیں اور نگرانی اس مدرسہ کی اپنے ذمہ ضروری سمجھیں، کیونکہ اس آخری زمانے میں جو مقبولیت بارگاہ الٰہی میں کارخانۂ علم کو ہے اور امر کو نہیں اور سب صاحب اس مدرسہ کے باب میں بلکہ ہر امر میں متفق و یکدل و یک جہت ہو کر ہمت فرمائیں کیونکہ اتفاق اللہ جل شانہ کے نزدیک نہایت مقبول اور ہر کام میں موجب انجام نیک ہے۔ فقط" ۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند و سید محبوب رضوی ص۱۹۲)

ایک عالم کو رنگ دیا

اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کو بے پناہ مقبولیت سے نوازا۔ اطراف عالم سے خلق خدا انبوہ در انبوہ ان کے حلقے میں داخل ہوئی۔

"انوار العاشقین" میں ہے:

"حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا فیضان جاری ہوا کہ اکثر ممالک اسلامیہ ہندوستان و عربستان و ترکستان وغیرہ میں آپ کے خلفاء پہنچے اور ارشاد و طریقت اور اشاعت اسلام و تعلیم سلوک سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ میں مصروف ہوتے، ایک عالم کو رنگ دیا۔" (ص۹۳)

حرمین شریفین میں تو ان کی شہرت کا آفتاب نصف النہار پر پہنچ گیا — مولانا شتاق احمد صاحب انبہٹوی فرماتے ہیں :

"حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بیشمار ہر دیار و امصار میں ہیں متاخرین چشتیہ صابریہ میں (باوجود قیام مکہ معظمہ کے کہ وہاں حاضر ہو کر شہرت کا ہونا نادر ہے) حضرت ممدوح کے برابر مشائخ میں سے کسی کو اس درجہ شہرت نہیں ہوئی۔ منجملہ آپ کے خلفاء کے حضرت بقیۃ السلف حجۃ الخلف مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ مسلّم علماء اور صلحاء سے گزرے ہیں۔" (انوار العاشقین : ص ۸۶)

حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ چاچڑوی فرماتے ہیں :

"حاجی امداد اللہ صاحب کہ بزرگے ست کامل، زندہ است. بعد ازاں فرمودند کہ اکثر علمائے جید از دیوبند و دہلی و سہارنپور و گنگوہ از مریدانِ حاجی صاحب ہستند و مولوی رشید احمد گنگوہیؒ نیز مرید و خلیفۂ اکبر مولوی موصوف است و دیگر خلفاء وے ہم بسیار اند چنانچہ مولوی محمد قاسم صاحبؒ و محمد یعقوب صاحبؒ" (مقابیس المجالس : ج ۲ ص ۴۴)

وصال

حیاتِ عزیز کے تقریباً چالیس برس مکہ معظمہ میں گزارنے کے بعد شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲ یا ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء کو بروز بدھ صبح کی اذان کے وقت ۸۴ سال کی عمر میں رحلت فرمائی اور اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے۔ جنۃ المعلیٰ مقبرۂ اہل مکہ میں (جہاں اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مزار مبارک ہے) مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی مہاجر مکیؒ (م ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ یکم مئی ۱۸۹۱ء) کے پہلو میں سپردِ خاک کیے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

تصانیف

حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ نے چند مختصر کتابیں اور رسالے بھی تحریر فرمائے تھے۔ جن میں سلوک و تصوف کا رنگ غالب ہے۔ یہ سب آپ کے خاص اہتمام سے طبع ہوئیں۔

(۱) مثنوی مولانا رُوم کا حاشیہ فارسی زبان میں

(۲) غذائے رُوح : اُردو مثنوی ۱۲۶۴ھ

(۳) جہادِ اکبر : اُردو مثنوی ۱۲۶۸ھ

(۴) دردنامۂ غمناک : " "

(۵) تحفۃ العشاق : " " ۱۲۸۱ھ

(۶) ضیاء القلوب : فارسی ۱۲۸۲ھ

(۷) ارشادِ مُرشد : اُردو ۱۲۹۳ھ

(۸) وحدۃ الوجود : فارسی ۱۲۹۹ھ

(۹) فیصلہ ہفت مسئلہ : اُردو ۱۳۱۲ھ

(۱۰) گلزارِ معرفت : اُردو کلام

(۱۱) مکتوبات فارسی و اُردو

"ضیاء القلوب" سلاسلِ طریقت چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ کے اذکار و مراقبات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب طالبانِ سلوک کے لیے خضرِ راہ کا درجہ رکھتی ہے۔ کتاب کے آخر میں حضرت حاجی صاحبؒ نے قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کو خلافتِ عظمیٰ سے سرفراز کرکے اپنا جانشین نامزد فرمایا ہے اور بہت دُعائیں دی ہیں نیز اپنے تمام مُریدین و مسترشدین اور متوسلین و منتسبین کو تاکیداً ہدایت فرمائی ہے کہ وہ اس سلوک کو اُن کی خدمتِ بابرکت میں حاصل کریں جو اس کتاب میں مندرج ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ کی وہ الہامی تحریر ملاحظہ ہو :

ہر کس کہ ازیں فقیر محبت و عقیدت و ارادت دارد، مولوی رشید احمد سلمہٗ و مولوی محمد قاسم	جو صاحب اس فقیر سے محبت و عقیدت و ارادت رکھتے ہیں وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہٗ اور مولوی

سلمہ را، کہ جامع جمیع کمالات علوم ظاہری باطنی اند بجائے من راقم اوراق، بلکہ بمدارج فوق از من شمارند، اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس شد کہ اوشان بجائے من و من بمقام اوشان شدم و صحبت اوشان را غنیمت دانند کہ ایں چنیں کساں دریں زماں نایاب اند و از خدمت بابرکت ایشاں فیضیاب بودہ باشند و طریق سلوک کہ دریں رسالہ (ضیاء القلوب) نوشتہ شد در نظر شاں تحصیل نمایند۔ انشاء اللہ بے بہرہ نخواہند ماند۔ اللہ تعالیٰ در عمر شان برکت دہاد و از تمامی نعماء عرفانی و کمالات قربیت خود مشرف گرداناد، و بمراتبات عالیات رساناد، و از نورِ ہدایت شاں عالم را منور گرداناد، و تا قیامت فیض اوشاں جاری داراد، و بحرمۃ النبی وآلہ الامجاد۔ [1]

(ص۶۰)

محمد قاسم صاحب سلمہٗ کو جو تمام کمالات علوم ظاہری و باطنی کے جامع ہیں، میری جگہ بلکہ مدارج میں مجھ سے فوق سمجھیں، اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہوا کہ میں اُن کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں، اُن کی صحبت کو غنیمت سمجھیں کہ اُن جیسے لوگ اس زمانے میں نایاب ہیں اور اُن کی خدمت بابرکت سے فیضیاب ہوتے رہیں اور سلوک کے جو طریقے اس رسالہ (ضیاء القلوب) میں لکھے گئے ہیں، اُن کی خدمت میں حاصل کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بے بہرہ نہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر میں برکت دے اور معرفت کی تمام نعمتوں اور اپنی قربیت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور مراتبات عالیہ تک پہنچائے اور اُن کے نورِ ہدایت سے عالم کو منور فرمائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک اُن کا فیض جاری رکھے۔

فیصلۂ ہفت مسئلہ (تالیف ۱۳۱۲ھ) کے آخر میں بھی حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ عامۃ المسلمین اور خصوصاً اپنے متوسلین کو ارشاد فرماتے ہیں:

"اہل اللہ کی صحبت اختیار کریں، خصوصاً عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں۔" ص۱۱

---

[1] حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ ضیاء القلوب کی تالیف (۱۲۸۲ھ) کے پچیس سال بعد اپنے ایک مکتوب مورخہ ۲ ذی الحجہ ۱۳۰۷ھ میں حضرت مولانا گنگوہیؒ کو تحریر فرماتے ہیں:

"مولانا، ضیاء القلوب میں جو کچھ آپ کی نسبت تحریر ہے، وہ آپ سے نہیں لکھا گیا جیسا اظہار ہوا ہے ویسا ہی ظاہر کر دیا گیا ہے۔"

(مکتوبات ہدایت ص۱۸؛ شائع کردہ مدرسہ عربیہ نور محمدیہ جھنجھانہ شریف)

خلفاء کرام

اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی صاحبؒ کو بے پناہ مقبولیت و محبوبیت عطا فرمائی۔ اکثر ممالک اسلامیہ میں آپ کے خلفاء کرام پائے جاتے ہیں، جن کا احاطہ و شمار مشکل ہے۔ ذیل میں صرف برصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے خلفاء کرام کی ایک فہرست پیش کی جاتی ہے۔ اوّل دو خلفاء اعظم کے بعد اسماء گرامی بلحاظ حروف تہجی مندرج ہیں:

- قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ۔ م ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ / ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء مدفن گنگوہ شریف
- حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ م ۴ جمادی الثانی ۱۲۹۷ھ دیوبند
- حضرت مولانا سید ابوالقاسم ہنسوی فتحپوریؒ (نیز فیضیافتہ حضرت گنگوہیؒ) م ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ / ۱۲ مارچ ۱۹۱۱ء
- حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب امروہیؒ (تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ)۔ م ۲۸، ۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ امروہہ
- حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوریؒ (۱۰ سال تک مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس رہے پھر کانپور تشریف لے گئے) م ۱۳۲۲ھ کانپور
- حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۶ رجب ۱۳۶۲ھ / ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء تھانہ بھون
- حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندیؒ (نیز مرید و خلیفہ حضرت میانجی منّے شاہؒ) م ۲۲ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ راندیر (گجرات)
- حضرت مولانا انوار اللہ خاں صاحب حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ (استاذ نظام دکن) م ۱۳۳۶ھ حیدرآباد دکن
- حضرت مولانا شاہ بدرالدین پھلواروی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۶ صفر ۱۳۴۳ھ / ستمبر ۱۹۲۴ء پھلواری
- حضرت مولانا جلیل احمد صاحب
- حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ (نیز مرید و خلیفہ حضرت محدث گنگوہیؒ) م ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ / ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء دیوبند
- حضرت مولانا سید حمزہ دہلوی (تلمیذ حضرت محدث گنگوہیؒ) م ۴ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ
- حضرت مولانا حیدر حسن ٹونکیؒ (شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنؤ) م ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ ٹونک
- حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ (نیز مرید و خلیفہ حضرت محدث گنگوہیؒ) م ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ مدینہ منورہ
- حضرت مولانا سخاوت علی صاحب انبہٹویؒ۔ ۱۲۸۳ تا ۱۲۸۹ھ مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس رہے۔
- حضرت مولانا شفیع الدین صاحب نگینوی مہاجر مکیؒ (حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ آپ سے ۱۳۵۷ھ میں بیعت و مجاز ہوئے)
- حضرت مولانا شرف الحق صدیقی دہلویؒ (تلمیذ حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ) م ۳ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ / ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء دہلی
- حضرت مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب رامپوریؒ (اساتذہ مرید و خلیفہ حضرت حافظ محمد ضامن شہیدؒ) ۲۸ رمضان ۱۳۱۲ھ رامپور منہاران ضلع سہارنپور

○ حضرت مولانا سید عبدالحی چاٹگامی (تلمیذ حضرت محدث گنگوہیؒ) م ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ چاٹگام

○ حضرت مولانا سید عبدالرحمٰن صاحب کاندھلویؒ۔ ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۷۷ھ کو ہجرت کی۔ مکہ معظمہ میں حضرت حاجی صاحبؒ کی حیات میں وفات پائی۔

○ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب امروہویؒ (تلمیذ حضرت مولانا سید احمد حسن امروہیؒ) م ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ امروہہ

○ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ (سابقاً مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ) م ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ / ۲۹ جنوری ۱۹۱۹ء رائپور۔
نیز مرید و خلیفہ ارشد حضرت قدس گنگوہیؒ

○ حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۹۰۱ء میرٹھ

○ حضرت مولانا عبداللہ صاحب انصاری انبہٹویؒ (داماد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ) ۱۳۲۲ھ میں زندہ تھے۔

○ حضرت مولانا شاہ عبداللہ صاحب جلال آبادیؒ (سابقاً مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ) م ۲۱ شوال ۱۳۴۳ھ / ۱۵ مئی ۱۹۲۴ء

○ حضرت مولانا عبدالواحد صاحب بنگالی رحمۃ اللہ علیہ

○ حضرت مولانا مفتی عزیزالرحمٰن صاحب دیوبندیؒ (سابقاً مرید و خلیفہ حضرت مولانا رفیع الدین مہتمم دارالعلوم دیوبند) م ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء دیوبند

○ حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب مالری رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۳۰۵ھ بمبئی

○ حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ) م ۱۳۲۲ھ تھانہ بھون

○ حضرت مولانا سید فدا حسین صاحب دربھنگویؒ (نیز فیضیافتہ حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ)

○ حضرت مولانا قادر بخش صاحب سہسرامیؒ (تلمیذ حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی) م ۱۳۳۷ھ

○ حضرت مولانا کرامت اللہ خاں صاحب دہلویؒ (تلمیذ قاسم العلوم نانوتویؒ) م ۱۹۲۸ء دہلی

○ حضرت مولانا کرامت علی صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ

○ حضرت مولانا محب الدین صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت حاجی صاحبؒ کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہے) مکہ معظمہ

○ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب اجراوری رحمۃ اللہ علیہ

○ حضرت مولانا حافظ محمد احمد بن قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ۔ م ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۹ء حیدرآباد دکن

○ حضرت مولانا قاضی محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

○ حضرت مولانا محمد فضل صاحب بخاری مقیم آگرہ رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۹۲۲ء اکبرآباد

○ حضرت مولانا محمد حسین صاحب الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۸ رجب ۱۳۲۲ھ اجمیر شریف

○ حضرت مولانا محمد خلیل الرحمٰن ننڈکوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۷ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ جنۃ البقیع۔ مدینہ منورہ

○ حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب پھلوارویؒ (سابقاً مرید و خلیفہ شیخ علی حبیب پھلواروی) م ۳ صفر ۱۳۵۴ھ / ۲۱ مئی ۱۹۳۵ء پھلواری (بہار)

○ حضرت مولانا حکیم محمد صدیق صاحب قاسمی مرادآبادیؒ (نیز خلیفہ حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ و حضرت قاسم العلوم نانوتویؒ) م ۳ شوال ۱۳۴۷ھ مرادآباد

○ حضرت مولانا محمد عابد حسین صاحب دیوبندیؒ (سابقاً مرید و خلیفہ میانجی کریم بخش رامپوریؒ) م ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء دیوبند

○ حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیریؒ (بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ سابقاً خلیفہ مرید و خلیفہ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ) م ۹ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ / ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء خانقاہ مونگیر (بہار)

○ حضرت مولانا منشی محمد قاسم نیانگریؒ (مرید و خلیفہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ)

○ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ / ۲۱ دسمبر ۱۸۸۴ء نانوتہ ضلع سہارنپور

○ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب تھانوی بن حضرت حافظ محمد ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہما

○ حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ (نیز خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ) م ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ / ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء دیوبند

○ حضرت مولانا نواب محی الدین احمد خان صاحب فاروقی مرادآبادیؒ (تلمیذ حضرت اقدس نانوتویؒ) م ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ مراد آباد

○ حضرت مولانا محی الدین صاحب خاطر میسوری رحمۃ اللہ علیہ ○ حضرت مولانا منظور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

○ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (سابقاً مرید و خلیفہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ) م ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء گولڑہ

○ حضرت مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

○ حضرت شاہ نیاز احمد صاحب مکیؒ۔ شوال ۱۳۵۳ھ میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کو دارالعلوم کے لیے چھ ہزار روپے مکہ مکرمہ میں عطا فرمائے۔

○ حضرت مولانا شاہ وارث حسن صاحب لکھنویؒ (نیز مرید خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ) ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ۔ کوڑہ جہان آباد لکھنؤ

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ بلاشبہ شیخ العرب والعجم تھے اور بالاجماع امام وقت اور سرآمد روزگار شیخ طریقت تسلیم کیے گئے۔ آپ کے خلفاء کرام بھی رجال عظیم اور اپنی اپنی جگہ مقبول عام تھے۔ انھوں نے برصغیر پاک و ہند کو شریعت محمدیہ اور سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے انوار و برکات سے معمور کر دیا۔ بالخصوص آپ کے خلفاء اعظم قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی اور قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہما کے ذریعے اس سلسلے کے فیوض برصغیر کے حدود سے نکل کر دنیا کے کونے کونے تک پہنچے۔ مسلمانوں کے سوادِ اعظم نے اُن کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور سعادتِ دنیوی و نجاتِ اُخروی کی راہ پائی۔

حضرت حاجی صاحبؒ اور اُن کے خلفاء کرام کا طغرۂ امتیاز اُن کا مسلک حق و اعتدال ہے۔ انھوں نے مسلمانوں میں فرقہ بندی کے تصورات کو ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھا اور اتحاد بین المسلمین کے لیے عمر بھر کوشاں رہے۔ ان کا نصب العین کافر گری نہیں مومن گری تھا۔ انھوں نے اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو عشق و محبت اور باہمی اُلفت و یگانگت کا درس دیا۔ لاکھوں کروڑوں بندگانِ خدا نے اُن سے خشیتِ الٰہی اور حُبِّ نبوی کی نعمتِ بے بہا اور دولتِ لازوال پائی۔ بلاشبہ ان مقبولانِ بارگاہِ خداوندی نے اس دور میں اپنے علم و عمل سے صوفیائے متقدمین اور علمائے سلف صالحین کی یاد تازہ کر دی۔ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

احقر نفیس الحسینی
یکم صفر ۱۴۰۰ھ

سید احمد شہیدؒ سے

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی رشتے

[illegible]

○

یہ ۱۲۳۲ھ کے اواخر کی بات ہے۔ امام المجاہدین حضرت سیدا حمد شہیدؒ[1] دہلی سے دوآبے کے دورے پر روانہ ہوئے۔ "مرشدِ وقت حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ[2] قدس سرہٗ (۱۲۳۹ھ) نے اپنے جواں سال مسترشد و خلیفۂ اعظم کو اپنا لباسِ خاص پہنایا اور بڑی خوشی سے رخصت کیا۔"

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ صـ ۱۲۳)

غازی الدین نگر، مراد نگر، میرٹھ اور اُس کے نواح و اطراف، سردھنہ، بڈھانہ، پھلت، مظفر نگر، دیوبند، سہارنپور، اور اُس کے نواح، انبیٹھہ، گنگوہ، نانوتہ، تھانہ بھون اور کاندھلہ وغیرہ مقامات و قصبات میں جگہ جگہ قیام ہوا۔ "سینکڑوں خاندانوں اور ہزاروں آدمیوں نے حضرت سید صاحبؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور شرک و بدعت اور قدیم خلافِ شرع رسوم سے توبہ کی۔ حضرت سید صاحبؒ کا یہ سفر بارانِ رحمت کی طرح تھا کہ جہاں سے گزرتا، سرسبزی و شادابی، بہار اور برکت چھوڑ جاتا ہے۔"

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۱۲۲ تا ۱۳۲)

---

[1] از اولاد سید شاہ علم اللہ نقشبندیؒ (م ۱۰۹۶ھ) خلیفہ حضرت سید آدم بنوریؒ (خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ)

ولادت باسعادت: صفر ۱۲۰۱ھ بمقام تکیہ رائے بریلی شہید بالاکوٹ (علاقہ ہزارہ) ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ

اس مبارک سفر میں غالباً تھانہ بھون یا نانوتہ کے مقام پر ایک کمسن بچہ بھی حصولِ برکت وسعادت کے لیے حضرت سید صاحبؒ کی گود میں دیا گیا۔ آپ نے اسے بیعت تبرک میں قبول فرمایا، اقبال وفیروزمندی نے اس سعید بچے کے قدم چومے۔ وہ اپنے سنِ شعور کی منزلیں طے کرتا ہوا عالمِ شباب میں آیا تو مقتدائی علماء وصلحاء بن گیا۔ رحمتِ خداوندی نے اس کے سرِ مبارک پر سروری و سرداری کی کلاہِ افتخار رکھی اور "شیخ العرب والعجم" بنا دیا۔ یہ طالع وارجمند اور رفیع و بالا بلند شخصیت تاریخ میں شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے نام نامی سے زندۂ جاوید ہے"۔

بالائے سرش ز ہوشمندی　　می تافت ستارۂ بلندی

حضرت حاجی صاحبؒ بچپن کے اس متبرک واقعے کو اپنی مجلس میں بیان فرمایا کرتے تھے مولانا صادق الیقینؒ راوی ہیں:

" فرمایا، میں تین سال کا تھا کہ سید صاحبؒ کی آغوش میں دیا گیا اور انھوں نے مجھ کو بیعتِ تبرک میں قبول فرمایا"۔[1] (شمائم امدادیہ ص۹۹، امداد المشتاق ص۹۳)

ایک عجیب اتفاق

یہ ایک عجیب قدرتی اتفاق ہے کہ حضرت سید صاحبؒ کے اسی مبارک سفر کے دوران حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے دادا پیر حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی اور پیر و مرشد حضرت میانجیو نور محمد صاحب جھنجھانوی بھی حضرت سید صاحبؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ نے حضرت سید صاحبؒ سے شرفِ بیعت اس وقت حاصل کیا جب سید صاحبؒ سہارنپور میں رونق افروز ہوئے۔ اس تمام سفر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحی صاحب

---

[1] قطبِ وقت حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب شہید ولایتی رحمۃ اللہ علیہ سہارنپور میں مسجد الرجبی میں اقامت رکھتے تھے۔ انہیں تین بزرگوں سے انتسابِ بیعت و اجازت حاصل تھا۔ اوّل سلسلۂ عالیہ قادریہ قمیصیہ میں قطبِ زمانہ حضرت سید رحم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۱۴ھ) سے مرید و مجاز ہوئے۔ پھر حضرت شاہ عبدالباری چشتی امروہویؒ (م ۱۲۲۴ھ) سے بیعت ہو کر نسبت وخلافتِ چشتیہ حاصل کی۔ آخر میں ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۳ھ میں امیر المومنین امام المجاہدین مجددِ مائۃ سیزدہم حضرت سید احمد شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ) کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور مجاز ہوئے۔

اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ ہمرکاب تھے۔ ان کے مواعظ سے بہت اصلاح و انقلاب ہوا۔ اس ایک سفر نے وُہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیۂ باطن اور بڑے بڑے علماء و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے۔ ہر ہر جگہ سینکڑوں آدمی متقی، متورع، عابد، متبع سُنت اور ربانی بن گئے"۔

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۱۲۴/۱)

سید صاحبؒ سہارنپور میں

سہارنپور میں حضرت سید صاحب کا والہانہ عقیدت سے خیر مقدم کیا گیا۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی "منظورۃ السعداء" کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

"سہارنپور سے باہر ایک جمِ غفیر استقبال کے لیے موجود تھا۔ آپ نے مغرب کی نماز مسجد ابوبی میں پڑھی۔ اس کے ایک حجرے میں حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی رہتے تھے جو بڑے مشائخ میں سے تھے، سینکڑوں آدمی اُن کے مُرید تھے۔ انھوں نے اپنے تمام مریدوں کے ساتھ بیعت کی اور اپنے تمام نیازمندوں کو بُلا کر کہ دیا کہ سب آپ سے بیعت ہو جاؤ ایسا مُرشدِ کامل پھر ملنا مشکل ہے۔ تہائی رات تک بیعت کرنے والوں سے آپکو فرصت نہیں ہوئی۔ دو روز تک انہیں کے گھر دعوت رہی"۔

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۱۲۴/۱)

سید صاحبؒ سے حضرت میانجیو کی بیعت و اجازت

حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ نے قاصد بھیج کر حضرت میانجیو نور محمد صاحب جھنجھانوی کو لوہاری سے سہارنپور بُلا لیا اور اپنے سامنے حضرت سید احمد شہیدؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کرایا۔ اِسی مجلس میں حضرت میانجیو صاحب کو اجازت و شجرات عطا کیے گئے۔ حضرت شیخ محمد محدث تھانویؒ (خلیفہ حضرت میانجیو صاحب جھنجھانویؒ) اپنی تالیف "انوارِ محمدی" میں رقمطراز ہیں:

حضرت حاجی صاحب دادا پیر، حاجی عبدالرحیم مصدر الاوصاف بحضرت شیخ المشائخ میانجیو صاحب پیر و مُرشدم تحریر فرمودہ از سہارنپور بمقام لوہاری ارسال داشتند، ہنگام رونق افروزی آنجناب نزد میر صاحب حضرت سید احمد صاحب و قبلہ دادا پیر قدس اسرارہم در بلدۂ سہارنپور، و در ہمان زمان حاجی صاحب قبلہ ممدوح قدس سرہٗ پیر و مرشد میانجیو صاحب قبلہ را رُوبرُوی خود بیعت از سید صاحب ممدوح کنانیدند و اجازۃ و شجرات

عنایت شدند۔ (صفحہ ۳۵۔ مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۹۱ھ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی

"نقشِ حیات" میں اس تاریخی ملاقات کا ذکر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ صدق ترجمان کے حوالے سے ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

"حضرت سید صاحب اپنے دورۂ تبلیغ میں حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب شہیدؒ ولایتی (دادا پیر حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ صاحب مکی رحمہما اللہ تعالیٰ) سے ملاقی ہوئے تو منجملہ اور لوگوں کے حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب نے بھی بیعت حضرت سید صاحب کے ہاتھ پر کی (حالانکہ وہ خود صاحب ارشاد کامل تھے، ہزاروں آدمی ان کے مرید تھے) اور فرمایا کہ واقعہ میں کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی مجھ کو حاجت نہیں ہے مگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اسی میں دیکھتا ہوں (نظر کشفی سے) اس لیے بیعت ہوتا ہوں ـــــــ پھر دونوں حضرات حجرہ میں اکتسابِ فیوضِ روحانیہ کے لیے چلے گئے۔ جب نکلے ہیں تو حضرت سید صاحبؒ پر نسبتِ چشتیہ اور گریہ و بکا کا غلبہ تھا اور حضرت حاجی صاحبؒ پر نسبتِ نقشبندیہ سکینت اور ضحک کا غلبہ تھا۔" (حاشیہ صفحہ ۲۰ ج ۲)

یہ بیعتِ طریقت تھی

بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ بیعت، بیعتِ طریقت نہیں بلکہ بیعتِ جہاد تھی لیکن ان کا یہ خیال درست نہیں ہے۔ حضرت سید صاحب نے دوآبے کا دورہ ۱۲۳۳ھ میں ایک شیخِ طریقت کی حیثیت سے کیا تھا۔ سلسلۂ جہاد کی ابتداء اس دورہ کے بعد رائے بریلی کے قیام کے زمانے میں ہوئی۔ یہ قیام رمضان المبارک کی چاندرات (۲۹ شعبان ۱۲۳۴ھ) سے لے کر شوال کی آخری تاریخ دوشنبہ ۱۲۳۶ھ تک یعنی دو سال سے زائد رہا۔

"رائے بریلی کا یہ قیام مجاہدہ و تربیت اور جسمانی و روحانی مشغولیت و خدمت کا خاص دور تھا۔ سید صاحبؒ بھی عام لوگوں کی طرح مشقت کے کاموں میں شریک ہوتے، لکڑیاں چیرتے، بوجھ اٹھاتے۔ یہ زمانہ بڑے روحانی و علمی فیوض و برکات کا زمانہ تھا۔ سید صاحب کا وجود، علماء و مشائخ ہندوستان کا اجتماع، یکسوئی، یہ سب نعمتیں جمع تھیں جو کم جمع ہوتی ہیں۔ ایک غیر معروف چھوٹا سا گاؤں کہکشاں بن گیا تھا جس کی زمین پر چاند کے ساتھ سارے روشن تارے اُتر آئے تھے۔ ہندوستان کے منتخب اور نامور مشائخ، مولانا محمد اسمٰعیلؒ، مولانا عبدالحئیؒ، مولانا محمد یوسف پھلتیؒ، حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ، شاہ ابوسعید مجددیؒ (خلیفۂ حضرت شاہ غلام علیؒ) ایک وقت میں جمع تھے۔"

(سیرۃ سید احمد شہید صفحہ ۱۸۱)

جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری

قیامِ رائے بریلی کے دوسرے سال یعنی ۱۲۳۵ھ میں آپ سلسلۂ جہاد کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اس قیام کے اہم واقعات میں سے جہاد کے لیے مشق و تربیت کا اہتمام ہے۔ سیرۃ سید احمد شہید میں ہے:

"جب فنونِ حرب کی مشق و تعلیم میں زیادہ انہماک ہوا اور زیادہ تر وقت اسی میں صرف ہونے لگا، یہاں تک کہ سلوک کے کاموں میں کمی ہونے لگی تو رفقاء نے آپس میں گفتگو کرنی شروع کی اور مشورہ کیا کہ مولانا محمد یوسف صاحب پھلتیؒ اس بارے میں سید صاحبؒ سے گفتگو کریں اور جماعت کے ان خیالات کی اطلاع دیں۔ مولانا نے سید صاحبؒ سے عرض کیا۔ سید صاحبؒ نے آپ کو جواب دیا کہ ان دنوں اس سے افضل کام ہم کو درپیش ہے۔ اسی میں ہمارا دل مشغول ہے وہ جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری ہے۔ اس کے سامنے اس حال کی کچھ حقیقت نہیں۔ ۔۔۔ وہ کام یعنی تحصیل علمِ سلوک اس کام کے تابع ہے ۔۔۔ تم ہمارے بھائیوں کو سمجھا دو کہ اب اسی کام میں دل لگائیں یہی بہتر ہے۔ حاجی عبدالرحیم صاحب سے مشورہ کرکے جواب دو۔" صہ ۱۹۶-۱۹۷

حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی کا بیان

حضرت سید صاحبؒ کے یہ ارشادات جب حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب نے سُنے تو انہوں نے برملا طور پر حضرت سید صاحبؒ کی تائید فرمائی۔ اس سلسلے میں انھوں نے جو کچھ فرمایا اُس سے صاف واضح ہوجاتا ہے کہ وہ بیعتِ طریقت کے ساتھ ہی سید صاحبؒ کے سلسلے میں داخل ہوئے تھے۔ اس تقریر سے یہ بھی روشن ہوجاتا ہے کہ اس عارفِ ربانی کے دل و نگاہ میں حضرت سید صاحبؒ کی عظمتِ شان کس درجہ کی تھی۔ سیرۃ سید احمد شہیدؒ میں ہے:

"حاجی عبدالرحیم صاحبؒ نے جب یہ سُنا، تو پہلے اپنا حال بیان کیا کہ جب مجھ کو حضرت سے بیعت نہ تھی، اپنے مشائخ کے طور و طریق پر تھا۔ چلّہ کشی کرتا تھا، جَو کی روٹی کھاتا تھا، موٹے کپڑے پہنتا تھا، صدہا میرے مرید تھے اور جو درویشی کا طالب میرے پاس آتا، اس کو تعلیم کرتا تھا اور کسی سے کچھ غرض نہیں رکھتا تھا۔ جو کوئی مطلب کے لیے دو چار کوس یا ایک دو منزل لے جانے کی درخواست کرتا، فی اللہ چلا جاتا تھا اور میری نسبت کا یہ طور تھا کہ آدھ کوس یا کوس بھر سے کسی پر توجہ کی نظر ڈالتا، تو اسی جگہ اُس کو حال آجاتا تھا اور بعض بعض باتیں مجھ میں اُن سے بڑھ کر تھیں اور میں اس حال میں

بہت خوش تھا اور میرے مریدوں میں اچھی اچھی صاحب تاثیر تھے۔ باوجود ان سب باتوں کے جب اللہ تعالیٰ نے ان سید صاحب کو یہاں پہنچایا اور مجھ سے ملایا اور مجھ کو توفیق دی کہ میں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور آپ کا طریقہ دیکھا۔ اس وقت اپنے نزدیک مجھ کو یہ خیال ہوا کہ اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو میری بُری موت ہوتی۔ میں نے اپنے سب مریدوں سے کہا کہ اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے ہو، تو ان سید صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت یا اس عقیدے سے میری ہی بیعت کرو اور جو نہ کرے گا وہ جانے۔ میں نے آگاہ کر دیا ہے۔ اس کا مواخذہ قیامت کے روز مجھ سے نہیں پھر سب نے دوبارہ بیعت کی۔ سو میں نے تمام عیش و آرام اور ناموس و نام چھوڑ کر سید صاحبؒ کے یہاں کی محنت و مشقت اور تنگی و کلفت اختیار کی۔ اینٹیں بھی بناتا ہوں، دیوار بھی اُٹھاتا ہوں، گھاس بھی چھیلتا ہوں، لکڑی بھی چیرتا ہوں اور ہر طرح کے کام کرتا ہوں، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کاروبار کی بدولت جو نعمت دی اور خیر و برکت عطا کی، اس کے دسویں حصے کے برابر اول معاملات کی تمام خیر و برکت کو نہیں پاتا ہوں اگر ایسا نہ ہوتا، تو اس راحت کو چھوڑ کر یہ محنت کیوں اختیار کی ہے سو میری صلاح اس بارے میں یہی ہے کہ تم اپنا سارا کاروبار حضرت پر چھوڑو۔ وہی جو کچھ بہتر جان کر تم کو فرمائیں، اسی کو مانو اور اپنی بہتری اسی میں سمجھو اور اپنی ناقص رائے کو اس میں دخل نہ دو۔"

"حاجی صاحب چونکہ فنِ سلوک اور قوتِ نسبت میں مُسلّم تھے اور مشہور شیخ اور عارف تھے، اس لیے اُن کی تقریر سُن کر سب لوگ خاموش ہو گئے اور مقدماتِ جہاد میں دل و جان سے مشغول ہو گئے۔ دِن رات یہی مشغلہ تھا۔ بھرماری، تیراندازی کرتے۔ چورنگ لگاتے اور فنونِ سپہ گری کی پوری مشق کرتے تھے۔"

سیرۃ سید احمد شہید صفحہ ۱۹۸ (بحوالہ وقائع احمدی ص ۲۰۹ تا ۲۵۴)

ترے ساتھ جینا ترے ساتھ مرنا

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ تو حضرت سید احمد شہیدؒ کی محبت میں ایسے فریفتہ و وارفتہ ہوئے کہ حضرت شمس تبریزیؒ اور مولانا رومؒ کے جذبۂ عشق کی یاد تازہ کر دی۔ انہوں نے مسندِ خانقاہِ سہارنپور کو خیرباد کہا اور حضرت سید صاحب کی مستقل معیت اختیار کر لی۔ سفر و حضر میں ہمیشہ ساتھ رہتے۔ ہجرت و جہاد میں بھی مردانہ وار ہم رکاب رہے حتیٰ کہ سید صاحب کے ہمراہ جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو کر سرفرازی حاصل کی۔

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

حضرت شیخ محمد تھانوی قدس سرہٗ "انوارِ محمدی" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی مجاہد غازی شہید کہ در لشکرِ ظفر پیکر حضرت سید احمد قبلہ دوجہان مصدر البیان در ولایتِ خراسان شربتِ شہادت نوشیدند۔ قدس اللہ سرہ العزیز۔

صفحہ ۳۰

"تحفۃ الابرار" میں تاریخِ شہادت ۲۱ رمضان المبارک مندرج ہے۔

جدول ثانی صفحہ ۱۸۰

"انوار العارفین" میں لکھا ہے:

"حاجی شاہ عبدالرحیم در بست و ہفتم ذیقعدہ سنہ یک ہزار و دو صد و چہل و شش (۱۲۴۶ھ) ہمراہ جناب سید احمد و مولوی محمد اسمٰعیل مرحوم و مغفور در جہادِ سکھاں شہید شدند۔

صفحہ ۵۲۱

مرشدِ مجاہد کی بیعت

حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تحصیلِ علم تھا اور ابھی علومِ ظاہری کی تکمیل نہ ہونے پائی تھی کہ ولولۂ خدا طلبی حضرت کے دلِ اخلاص منزل میں جوش زن ہوا اور آپ نے سرحلقۂ مجاہدین حضرت مولانا سید نصیر الدین غازی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کرلی۔ اُس وقت عمرِ عزیز اٹھارہ برس تھی۔

(شمائم امدادیہ صفحہ ۱۱، امداد المشتاق صفحہ ۶)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعتِ باطنی

بیعت سے پہلے حضرت حاجی صاحبؒ کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت سید صاحبؒ نے حاجی صاحبؒ کا ہاتھ پکڑ کر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں دے دیا۔ مولانا احمد حسن صاحب کانپوریؒ، حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ سے اس خواب کی روایت کرتے ہیں:

"آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں اوّل بیعت میری طریقہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا نصیر الدین دہلویؒ خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق" سے ہوئی اور باطن میں بلاواسطہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ حضورؐ ایک بلند جگہ پر رونق افروز ہیں اور حضرت

سید احمد صاحب شہیدؒ کا ہاتھ آپ کے دستِ مبارک میں ہے اور میں بھی اسی مکان میں بوجہ ادب کے دُور کھڑا ہوں۔ حضرت سید صاحبؒ نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضورؐ کے ہاتھ میں دے دیا خدا نے مجھ کو کچھ اور بھی دکھایا ہے۔ اگر ظاہر کروں تم لوگ کچھ کا کچھ کہو گے (پھر وہ کیفیت مجھ سے خفیہ بیان فرمائی) فرمایا کہ بعیت باطنی پہلے ہے، اور ظاہری اُسی روز ہے یا ایک دو روز بعد"۔ (شمائم امدادیہ صـ۲۲۳، امداد المشتاق صـ۱۵۲)

حضرت مولانا سید نصیر الدینؒ

حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ جامع کمالات بزرگ تھے۔ انھیں مجد و شرف کی متعدد نسبتیں حاصل تھیں۔ آپ حضرت سید ناصر الدینؒ تھانیسری ثم سُونی پتی کی اولاد سے تھے۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) کے شاگرد عزیز، حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ (م ۱۲۳۳ھ) کے نواسے، حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ (م ۱۲۶۲ھ) کے داماد، حضرت شاہ محمد آفاق مجددیؒ (م ۱۲۵۱ھ) کے مُرید و خلیفہ اور حضرت سید احمد شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ) کی تحریکِ جہاد کے رُکن رکین اور ان کی شہادت کے بعد اُن کے جانشین اور امیر المجاہدین تھے۔ حضرت حاجی امداد اللہؒ نے اپنے خواب کی تعبیر لی اور حضرت سید احمد شہیدؒ کے جانشین کے ہاتھ پر بعیت ہوئے۔

فراہمیٔ زرِ اعانت

جس زمانہ میں حضرت سید احمد شہید صُوبہ سرحد میں مصروفِ جہاد تھے۔ حضرت مولانا نصیر الدینؒ جماعتِ مجاہدین کے لیے امدادی رقوم مہیا کرتے تھے۔ "سرگزشتِ مجاہدینؒ" میں ہے کہ ۱۲۴۰ھ میں شاہ اسحٰقؒ وعظ فرماتے تھے تو مولانا نصیر الدینؒ مدرسے کے دروازے پر فراہمیٔ زرِ اعانت میں مصروف رہتے تھے۔ آخر آپ نے خود جہاد کا عزم کر لیا۔ (صـ۱۳۰)

سید صاحب کے نقشِ قدم پر

سانحۂ بالاکوٹ (۱۲۴۶ھ) کے بعد سید صاحب کی تحریکِ جہاد کے کارفرماؤں کو ضرورت محسُوس ہوئی کہ دوبارہ ایک بڑی جماعت تیار کر کے آزاد علاقے میں بھیج دی جائے جس سے سید صاحب کے شروع کیے ہوئے کام میں جوش و خروش کی نئی رُوح پیدا ہو جائے۔ اس اہم فرض کی بجاآوری کا شرف روزِ اول سے مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ کے لیے مقدر ہو چکا تھا، جنھوں نے سید صاحبؒ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ملک کے مختلف حصّوں کا دورہ کیا۔ دعوتِ جہاد سے ایک جماعت تیار کی اور سید صاحبؒ کی طرح

وطنِ مالوف سے ہجرت کرکے کاروبارِ جہاد کی تجدید کا انتظام فرمایا۔" (سرگزشت مجاہدین صـ۱۳۹)

جانشینِ سید احمد شہیدؒ

مرکز دہلی میں حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ کو امیر الجہاد منتخب کیا گیا۔ ان کے دستِ مبارک پر بیعت جہاد ہوئی۔ اور حق تو یہ ہے کہ مولانا سید نصیر الدینؒ نے حضرت سید احمد شہیدؒ کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔ نواب وزیر الدولہ والیٔ ٹونک بالکل بجا فرماتے ہیں کہ سید صاحبؒ کی شہادت کے بعد خلقِ خدا کی ہدایت، شریعت کے اِحیاء اور جہاد کا کاروبار بے آب و تاب ہو رہا تھا، خدا کی رحمت سے مولوی سید نصیر الدین کی بدولت اس کاروبار میں بے اندازہ رونق اور جلا پیدا ہو گئی۔ (وصایا الوزیر صـ۵۲ ج ۱)

نواب وزیر الدولہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میں نے بہت سے درویشوں کو دیکھا جو فیض سید صاحب سے پایا وہ کسی دوسری جگہ سے حاصل نہ ہوا۔ مولوی سید نصیر الدین میں اُسی فیض کا پرتو نظر آتا ہے۔"

(حالات مولانا سید نصیر الدین دہلوی جانشین سید احمد شہیدؒ۔ صـ۲ مخطوطہ)

ہجرت

سرحلقۂ مجاہدین حضرت مولانا سید نصیر الدین نے ۳ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ کو دہلی سے جہاد کے لیے ہجرت فرمائی۔ اُس وقت حضرت مولانا محمد اسحٰق محدث دہلویؒ (م ۱۲۶۲ھ) اور آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ محمد آفاق مجددی (م ۱۲۵۱ھ) دہلی میں موجود تھے، ظاہر ہے کہ ان بزرگوں کی اجازت و ایما سے ہی ہجرت فرمائی۔

ستھانہ میں

پنجاب، سندھ اور افغانستان میں سکھوں اور انگریزوں سے بہت معرکہ آرائیوں کے بعد حضرت مولانا نصیر الدین مرکز مجاہدین ستھانہ (علاقہ سرحد) پہنچ گئے جہاں سب مجاہدین نے ان کے دستِ مبارک پر بیعتِ امامت و جہاد کر لی۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کو اجازتِ نقشبندیہ

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" میں حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت کم رہا۔ میرے والدِ ماجد بیمار ہو گئے تھے۔ انہوں نے دہلی سے اپنی تیمار داری کے لیے طلب کیا۔ میں حضرت سے رخصت لینے گیا۔ حضرت نے مجھے سینۂ مبارک سے لگا کر بہت دعا دی اور طریقۂ نقشبندیہ کی اجازت فرما کر رخصت کیا۔ میرے والدِ ماجد کئی مہینے مریض رہے۔ بہت علاج ہوئے

کچھ مفید نہ ہُوا اور دُنیا سے رحلت فرمائی ۔ إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ اسی وجہ سے مَیں اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں دوبارہ حاضر نہ ہو سکا اور اس درمیان میں حضرت بغرض جہاد افغانستان کو چلے گئے ۔ میرا ارادہ تھا کہ مَیں بھی حاضر حضور ہوں گا مگر اس مابین میں شہر غزنی سے حضرت کے رحلت فرمانے کی خبر آئی ۔ إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

(امداد المشتاق صـ۱۵۲)

حضرت مولانا سید نصیر الدینؒ نے مرکزِ مجاہدین ستھانہ میں ۱۸ شعبان ۱۲۵۶ھ کو وفات پائی ۔ رحمۃ اللّٰہ علیہ رحمۃً واسعۃً ۔ (انزہۃ الخواطر صـ)

استفادۂ علوم مُرشد صادق حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللّٰہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت حاجی امداد اللّٰہ صاحب دوبارہ تحصیل علم کی طرف راغب ہوئے ۔ چنانچہ انہوں نے الہامِ غیبی کی بنا پر اور لذّت کلامِ نبویؐ کے جذبے سے مشکوٰۃ شریف کا ایک رُبع قراءۃً عاشقِ زارِ رسول انور صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم حضرت مولانا محمد قلندر محدّث جلال آبادیؒ پر گذرانا اور حصنِ حصین و فقہِ اکبر قراءۃً حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نانوتویؒ سے اخذ کیا ۔ یہ دونوں بزرگ ارشد تلامذہ عارفِ مستغرق حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلویؒ کے تھے ۔ (شمائم امدادیہ صـ۱۱)

حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلویؒ (۱۲۴۵ھ) حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدّث رحمۃ اللّٰہ علیہ (م ۱۲۳۹ھ) کے مایۂ ناز شاگرد اور مُرید تھے ۔ حضرت سید احمد شہیدؒ کے دورۂ دوآبہ میں ۱۷ ربیع الاوّل ۱۲۳۴ھ کو اُن کے دامنِ فیض سے وابستہ ہُوئے ۔ اُس وقت مفتی صاحبؒ کی عمر ۷۱ سال کی تھی ۔ سیرۃ سید احمد شہیدؒ میں ہے :

" کاندھلہ میں مفتی الٰہی بخش صاحب جو حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللّٰہ علیہ کے نامور شاگرد اور مُرید تھے ، بیعت ہُوئے اور ان کے خاندان اور قصبے کے اکثر اہل علم اور شرفا بیعت میں داخل ہُوئے ۔" صـ۱۱۱

حضرت مفتی صاحب " ملہمات احمدیہ " میں لکھتے ہیں :

" سنہ الف و مائتین واربع وثلاثین درماہ ربیع الاوّل بتاریخ ہفت دہم بملازمت آں برگزیدہ جناب الٰہی مجددِ طریقۂ رسالت پناہی فائز گردانید ۔" (سیرۃ سید احمد شہید صـ۱۱۱)

استفاضۂ مثنوی حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے مثنوی مولانا رومؒ کا فیضان علمی و روحانی حضرت مفتی الٰہی بخش صاحبؒ کے نواسے حضرت مولانا شیخ عبدالرزاق جھنجھانویؒ سے حاصل کیا تھا۔ شمائم امدادیہ میں ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ نے مثنوی مولانا رومؒ مولانا شاہ عبدالرزاقؒ سے پڑھی۔ انہوں نے حضرت مولانا شیخ ابوالحسن سے اور شیخ ابوالحسن نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اختتامِ دفتر ششم اسے سماعۃً و قراءۃً مثنوی شریف پڑھی تھی۔ حضرت مفتی صاحبؒ ممدوح نے عالم رؤیا میں مولانا رومؒ سے مثنوی معنوی پڑھی تھی۔ مثنوی کے دفتر ششم کا خاتمہ بھی مفتی صاحبؒ نے مولانا رومؒ کے ارشاد پر لکھا۔ (شمائم امدادیہ ص۱۳)

تکمیل سلوک کا داعیہ الحاصل، حضرت حاجی صاحبؒ نے مطالعۂ مثنوی کو بطور ورد کے معمول فرمایا، جس سے خاطرِ اقدس کو ایک حرکتِ بلیغ پیدا ہوتی تھی اور جوش و خروشِ باطنی چہرۂ مبارک سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ چنانچہ تکمیل سلوک کا داعیہ رہ رہ کے تڑپانے لگا۔

(شمائم امدادیہ ص۱۳)

حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ کے سپرد حضرت سید احمد شہیدؒ ہی کے ایک خلیفہ، حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ کو جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کا مرشد ثانی مقدر فرمایا۔ شمائم امدادیہ میں ہے:

ایک دن آپ نے خواب میں دیکھا کہ مجلسِ اعلیٰ و اقدس حضرت سرورِ عالم، مرشدِ اتم، صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ واتباعہٖ وسلم میں حاضر ہوں، غایتِ رعب سے قدم آگے نہیں پڑتا ہے، کہ ناگاہ میرے جدِّ امجد حضرت حافظ بلاقی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضور حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ لے کر حضرت میانجیو صاحب چشتی قدس سرہ کے حوالے کر دیا، اس وقت تک بعالمِ ظاہر میانجیو صاحبؒ سے کسی طرح کا تعارف نہ تھا۔ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا، عجیب انتشار و حیرت میں مبتلا ہوا کہ یارب، یہ کون بزرگ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا اور خود مجھ کو ان کے سپرد فرمایا، اسی طرح ایک عرصہ گزر گیا۔ ایک دن حضرت استاذی مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے میرے اضطرار کو دیکھ کر بکمالِ شفقت

وعنایت فرمایا کہ تم کیوں پریشان ہوتے ہو، موضع لوہاری یہاں سے قریب ہے، وہاں جاؤ اور حضرت میانجیو صاحبؒ سے ملاقات کرو۔ شاید مقصودِ دلی کو پہنچو اور اس حیص و بیص سے نجات پاؤ۔ حضرت حاجی صاحبؒ بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت مولانا سے میں نے یہ سنا، متفکر ہوا اور دل میں سوچنے لگا کہ کیا کروں آخر بلا لحاظ سواری وغیرہ میں نے فوراً راہ لوہاری کی لی اور شدتِ سفر سے حیران و پریشان چلا جاتا تھا، یہاں تک کہ پیروں میں آبلے پڑ گئے۔ نہایت درجہ کشش و کوشش سے آستانہ شریف پر حاضر ہوا اور جیسے ہی دور سے حضرت میانجیو صاحبؒ کا جمالِ باکمال ملاحظہ کیا تو صورتِ انور کو کہ خواب میں دیکھا تھا، بخوبی پہچانا اور محوِ خود رفتگی ہو گیا اور آپے سے گزر گیا۔ اور اُفتاں و خیزاں اُن کے حضور میں پہنچ کر قدموں پر گر پڑا حضرت میانجیو صاحب قدس سرہٗ نے میرے سر کو اٹھایا اور اپنے سینۂ نور گنجینہ سے لگایا اور بکمالِ رحمت وعنایت فرمایا کہ "تم کو اپنے خواب پر کامل وثوق و یقین ہے"۔ یہ پہلی کرامت منجملہ کرامات حضرت میانجیو صاحبؒ کی ظاہر ہوئی اور دل کو بکمال استحکام مائل بجود کیا۔ الحاصل ایک عرصہ حضرت میانجیو صاحبؒ کی خدمت بابرکت میں حلقہ نشین رہے اور سلاسل اربعہ عموماً اور سلوکِ طریقۂ چشتیہ صابریہ کی خصوصاً تکمیل کی اور خرقۂ خلافتِ تامہ و اجازتِ خاصہ و عامہ سے مشرف ہوئے۔ (شمائم امدادیہ ص ۱۳ تا ۱۵، امداد المشتاق ص ۶ تا ۹)

حضرت میانجیوؒ نے ۴ رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ کو وفات پائی۔ مزارِ مبارک جھنجھانہ ضلع مظفر نگر میں ہے

حضرت میانجیو کے خلفاء کرام میں شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ حضرت حافظ محمد ضامن صاحب شہید جنگ شاملی (۱۸۵۷ء) اور حضرت مولانا محمد محدث تھانوی قدس اسرارہم مشہورِ زمانہ ہوئے یہ تینوں قطبِ زمانہ امام عصر حضرت سید احمد شہید قدس سرہٗ کی عقیدت و محبت سے سرشار تھے۔ رابطہ سلاسل طریقت کے لیے حضرت شیخ محمد تھانوی کی مؤلفات "انوارِ محمدی" اور "ارشادِ محمدی" نیز حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی "ضیاء القلوب" ملاحظہ فرمائی جائیں۔ القصہ مندرجات بالا سے قارئین کرام پر یہ نہایت واضح اور روشن ہو جاتا ہے کہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بنفسِ نفیس، نیز اُن کے مرشدِ اول حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ مزید برآں مرشدِ ثانی حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی اور دادا پیر حضرت حاجی عبد الرحیم ولایتی شہیدؒ رحمہم اللہ تعالیٰ سب کے سب حضرت امام المسلمین امیر المجاہدین حضرت سید احمد شہید قدس سرہٗ کے حلقہ عقیدت و ارادت اور سلسلۂ بیعت و ارشاد سے وابستہ ہیں۔

ایں سلسلہ طلائے ناب است ایں خانہ تمام آفتاب است

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں حضرت سید احمد شہیدؒ کا مقام کیا تھا اس کا اندازہ اُن کے حسب ذیل ملفوظ سے ہوتا ہے۔ حضرت مولانا صادق الیقینؒ صاحب راوی ہیں :

"ذکر وفات و حیات و مجددیت حضرت سید احمد صاحبؒ کا ہوا۔ فرمایا کہ معتقدین اُن کو مجدد اس صدی کا کہتے ہیں اور بعضوں کا اعتقاد ہے کہ وہ زندہ ہیں مگر قرائن و آثار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہید ہوئے ہیں" (شمائم امدادیہ ص ۹۰)

خُلفاء کرام

اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی صاحبؒ کو بے پناہ مقبولیت و محبوبیت عطا فرمائی۔ اکثر ممالکِ اسلامیہ میں آپ کے خُلفاءِ کرام پائے جاتے ہیں، جن کا احاطہ و شمار مشکل ہے۔ ذیل میں صرف برصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے خُلفاءِ کرام کی ایک فہرست پیش کی جاتی ہے۔ اوّل دو خلفاءِ اعظم کے بعد اسماءِ گرامی بلحاظ حروفِ تہجی مندرج ہیں :

- قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ۔ م ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ / ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء مدفن گنگوہ شریف
- حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ م ۴ جمادی الثانی ۱۲۹۷ھ دیوبند
- حضرت مولانا سید ابوالقاسم ہنسوی فتحپوریؒ (نیز فیضیافتہ حضرت گنگوہیؒ) م ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ / ۱۲ مارچ ۱۹۱۱ء
- حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب امروہیؒ (تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ)۔ م ۲۸، ۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ امروہہ
- حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوریؒ (۱۰ سال تک مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس رہے پھر کانپور تشریف لے گئے) م ۱۳۲۲ھ کانپور
- حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۶ رجب ۱۳۶۲ھ / ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء تھانہ بھون
- حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندیؒ (نیز مرید و خلیفہ حضرت میانجی منّے شاہؒ) م ۲۲ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ راندیر (گجرات)
- حضرت مولانا انوار اللہ خاں صاحب حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ (استاذ نظام دکن) م ۱۳۳۶ھ حیدرآباد دکن
- حضرت مولانا شاہ بدر الدین پھلواروی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۶ صفر ۱۳۴۳ھ / ستمبر ۱۹۲۴ء پھلواری
- حضرت مولانا جلیل احمد صاحب
- حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ (نیز مرید و خلیفہ حضرت محدث گنگوہیؒ) م ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ / ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء دیوبند
- حضرت مولانا سید حمزہ دہلوی (تلمیذ حضرت محدث گنگوہیؒ) م ۴ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ
- حضرت مولانا حیدر حسن ٹونکیؒ (شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنو) م ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ ٹونک

○ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ (نیز مرید و خلیفہ حضرت محدث گنگوہیؒ) م ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ — مدینہ منورہ

○ حضرت مولانا سخاوت علی صاحب انبہٹویؒ۔ ۱۲۸۳ تا ۱۲۸۹ھ مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس رہے۔

○ حضرت مولانا شفیع الدین صاحب نگینوی مہاجر مکیؒ (حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ آپ سے ۱۳۵۷ھ میں بیعت و مجاز ہوئے)

○ حضرت مولانا شرف الحق صدیقی دہلویؒ (تلمیذ حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ) م ۲ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ/۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء — دہلی

○ حضرت مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب رامپوریؒ (سابق مرید و خلیفہ حضرت حافظ محمد ضامن شہیدؒ) ۲۸ رمضان ۱۳۱۲ھ — رامپور منہاران ضلع سہارنپور

○ حضرت مولانا سید عبد الحی چاٹگامیؒ (تلمیذ حضرت محدث گنگوہیؒ) م ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ — چاٹگام

○ حضرت مولانا سید عبد الرحمن صاحب کاندھلویؒ۔ ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۷۷ھ کو ہجرت کی۔ مکہ معظمہ میں حضرت حاجی صاحبؒ کی حیات میں وفات پائی۔

○ حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب امروہویؒ (تلمیذ حضرت مولانا سید احمد حسن امروہیؒ) م ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ — امروہہ

○ حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوریؒ (سابق مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبد الرحیم سہارنپوریؒ) م ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ/۲۹ جنوری ۱۹۱۹ء — رائپور
نیز مرید و خلیفہ ارشد حضرت اقدس گنگوہیؒ

○ حضرت مولانا عبد السمیع صاحب بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۹۰۱ء — میرٹھ

○ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب انصاری انبہٹویؒ (داماد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ) ۱۳۲۲ھ میں زندہ تھے۔

○ حضرت مولانا شاہ عبد اللہ صاحب جلال آبادیؒ (سابق مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبد الرحیم سہارنپوریؒ) م ۲۱ شوال ۱۳۴۳ھ/۱۵ مئی ۱۹۲۴ء

○ حضرت مولانا عبد الواحد صاحب بنگالی رحمۃ اللہ علیہ

○ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندیؒ (سابق مرید و خلیفہ حضرت مولانا رفیع الدین مہتمم دار العلوم دیوبند) م ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء — دیوبند

○ حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب مالوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۳۰۵ھ — بمبئی

○ حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ) م ۱۳۲۲ھ — تھانہ بھون

○ حضرت مولانا سید فدا حسین صاحب دربھنگویؒ (نیز فیض یافتہ حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ)

○ حضرت مولانا قادر بخش صاحب سہسرامیؒ (تلمیذ حضرت مولانا عبد الحی صاحب فرنگی محلی) م ۱۳۳۷ھ

○ حضرت مولانا کرامت اللہ خاں صاحب دہلویؒ (تلمیذ قاسم العلوم نانوتویؒ) م ۱۹۲۸ء — دہلی

○ حضرت مولانا کرامت علی صاحب انباوی رحمۃ اللہ علیہ

○ حضرت مولانا محب الدین صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت حاجی صاحبؒ کے بعد ایک مدت تک زندہ رہے) — مکہ معظمہ

○ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب اجراوری رحمۃ اللہ علیہ

○ حضرت مولانا حافظ محمد احمد بن قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ۔ م ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۹ء — حیدرآباد دکن

○ حضرت مولانا قاضی محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

○ حضرت مولانا محمد فضل صاحب بخاری مقیم آگرہ رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۹۳۲ء — اکبرآباد

○ حضرت مولانا محمد حسین صاحب الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۸ رجب ۱۳۲۲ھ — اجمیر شریف

○ حضرت مولانا محمد فضیل الرحمٰن تذکوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۷ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ — جنۃ البقیع۔ مدینہ منورہ

○ حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب پھلواروی (سابقاً مرید خلیفہ شیخ علی حبیب پھلواروی) م ۲ صفر ۱۳۵۴ھ / ۱۲ مئی ۱۹۳۵ء — پھلواری (بہار)

○ حضرت مولانا حکیم محمد صدیق صاحب قاسمی مرادآبادیؒ (نیز خلیفہ حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ و حضرت قاسم العلوم نانوتویؒ) م ۳ شوال ۱۳۴۷ھ — مرادآباد

○ حضرت مولانا محمد عابد حسین صاحب دیوبندیؒ (سابقاً مرید و خلیفہ میاں جی کریم بخش رامپوریؒ) م ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء — دیوبند

○ حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیریؒ (بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ سابقاً خلیفہ مرید و خلیفہ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی) م ۹ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ / ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء — خانقاہ مونگیر (بہار)

○ حضرت مولانا منشی محمد قاسم نیانگری (مرید و خلیفہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ)

○ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ / ۲۱ دسمبر ۱۸۸۴ء — نانوتہ ضلع سہارنپور

○ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب تھانوی بن حضرت حافظ محمد ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہما

○ حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ (نیز خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ) م ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ / ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء — دیوبند

○ حضرت مولانا نواب محی الدین احمد خان صاحب فاروقی مرادآبادیؒ (تلمیذ حضرت اقدس نانوتویؒ) م ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ — مرادآباد

○ حضرت مولانا محی الدین صاحب خاطر میسوری رحمۃ اللہ علیہ ○ حضرت مولانا منظور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

○ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (سابقاً مرید و خلیفہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ) م ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء — گولڑہ

○ حضرت مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

○ حضرت شاہ نیاز احمد صاحب مکیؒ۔ شوال ۱۳۵۳ھ میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کو دارالعلوم کے لیے چھ ہزار روپے مکہ مکرمہ میں عطا فرمائے۔

○ حضرت مولانا شاہ وارث حسن صاحب لکھنویؒ (نیز مرید و خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ) ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ۔ کوڑہ جہان آباد لکھنؤ

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ بلاشبہ شیخ العرب والعجم تھے اور بالاجماع امام وقت اور سرآمد روزگار شیخ طریقت تسلیم کیے گئے۔ آپ کے خلفاء کرام بھی رجالِ عظیم اور اپنی اپنی جگہ مقبولِ عام تھے۔ انھوں نے برصغیر پاک و ہند کو شریعت محمدیہ اور سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے انوار و برکات سے معمور کر دیا۔ بالخصوص آپ کے خلفاء اعظم قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی

اور قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہما کے ذریعے اس سلسلے کے فیوض برصغیر کے حدود سے نکل کر دنیا کے کونے کونے تک پہنچے مسلمانوں کے سوادِ اعظم نے اُن کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور سعادتِ دُنیوی و نجاتِ اُخروی کی راہ پائی

حضرت حاجی صاحبؒ اور اُن کے خلفاء کرام کا طرۂ امتیاز اُن کا مسلکِ حق و اعتدال ہے۔ انھوں نے مسلمانوں میں فرقہ بندی کے تصورات کو ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھا اور اتحاد بین المسلمین کے لیے عمر بھر کوشاں رہے۔ ان کا نصب العین کافر گری نہیں مومن گری تھا۔ انھوں نے اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو عشق و محبت اور باہمی اُلفت و یگانگت کا درس دیا۔ لاکھوں کروڑوں بندگانِ خدا نے اُن سے خشیتِ الٰہی اور حُبِ نبوی کی نعمتِ بے بہا اور دولتِ لازوال پائی۔ بلاشبہ ان مقبولانِ بارگاہِ خداوندی نے اس دور میں اپنے علم و عمل سے صُوفیائے متقدمین اور علمائے سلف صالحین کی یاد تازہ کردی۔ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

احقر نفیس الحسینی
یکم صفر ۱۴۰۰ھ

مآخذ:

حالات مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ جانشین حضرت سید احمد شہیدؒ۔ مؤلفہ ابو احمد علیؒ مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری۔

نقشِ حیات: حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ: مطبوعہ الجمعیۃ پریس دہلی ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۳ء

انوار العارفین: مولانا حافظ محمد حسین مرادآبادیؒ: مطبع منشی نولکشور لکھنؤ ۱۸۷۶ء

شمائم امدادیہ: محمد مرتضیٰ خاں قنوجیؒ: قومی پریس لکھنؤ ۱۳۱۴ء

سرگزشت مجاہدین: غلام رسول مہر: علمی پرنٹنگ پریس لاہور۔

سیرۃ سید احمد شہیدؒ: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی: گلزار عالم پریس لاہور ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء

انوارِ محمدی، ارشادِ محمدی: مولانا شیخ محمد محدث تھانویؒ: مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۹۱ھ

انوار العاشقین: مولانا مشتاق احمد انبہٹویؒ: مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۲ھ

امداد المشتاق: حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ: فائن پریس دہلی ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء

تحفۃ الابرار: محمد نواب مرزا بیگ چشتی: مطبع رضوی دہلی ۱۳۲۶ھ

وصایا الوزیر: نواب وزیر الدولہ والیٔ ٹونک: مطبع محمدی ٹونک ۱۲۸۴ھ

نزہۃ الخواطر جلد ہفتم: مولانا حکیم سید عبدالحی ندوی: مطبوعہ حیدرآباد دکن

ضیاء القلوب: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ: مطبع مجتبائی ۱۲۸۲ھ

ضمیمه

خطبات حضرت شاہ اسمعیل شہید رحمہ اللہ علیہ

جو لشکرِ اسلام میں ارشاد کئے گئے۔

رب یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم وتمم بالخیر

خطبۃ الجمعۃ

الحمد للہ علی الذات عظیم الصفات سمی السمات کبیر الشان جلیل القدر رفیع الذکر مطاع الامر جلی البرہان فخیم الاسم عزیز العلم وسیع الحلم کثیر الغفران جمیل الثناء جزیل العطاء مجیب الدعاء عمیم الاحسان شدید العقاب الیم العذاب سریع الحساب عزیز السلطان واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ فی الخلق والامر واشہد ان سیدنا ومولانا محمداً عبدہ ورسولہ المبعوث الی الاسود والاحمر المکرم بشرح الصدر ورفع الذکر اللہم صل وسلم علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما صلیت وسلمت علی سیدنا ابراہیم وعلی آل سیدنا ابراہیم انک حمید مجید اما بعد فیا ایہا الناس وحدوا اللہ فان التوحید اساس الحسنات وراس العبادات واعبدوا اللہ فان العبادۃ دافعۃ للسیئات وناہیۃ عن المنکرات وعلیکم بالسنۃ فان السنۃ تہدی الی الطاعۃ ومن یطع اللہ ورسولہ فقد رشد وایاکم والبدعۃ فان البدعۃ تہدی الی المعصیۃ ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل وغوی وعلیکم بالصدق فان الصدق ینجی والکذب یہلک وعلیکم بالاحسان فان اللہ یحب المحسنین وعلیکم بمراقبۃ اللہ فلا تکونوا من الغافلین ولا تختبروا الدنیا فتکونوا من الخاسرین ولا تقنطوا من رحمۃ اللہ فانہ ارحم الراحمین قال اللہ تعالیٰ واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب ولہو وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم

يعني فتراه مصفرا ثم يكون حطاما وفي الآخرة عذاب شديد ومغفرة من الله ورضوان وما الحيوة
الدنيا الا متاع الغرور سابقوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها كعرض السماء والارض اعدت للذين
آمنوا بالله ورسله ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم بارك الله لنا ولكم في
القرآن العظيم ونفعنا واياكم بالآيات والذكر الحكيم انه تعالى جواد كريم ملك بر رؤف رحيم
خطبه ثانيه الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من
شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد
ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله واصحابه
وسلم اما بعد فان اصدق الحديث كتاب الله واوثق العرى كلمة التقوى وخير الملل ملة ابراهيم
عليه السلام وخير السنن سنة محمد صلى الله عليه وسلم واشرف الحديث ذكر الله واحسن القصص
هذا القرآن وخير الامور عوازمها وشر الامور محدثاتها ومن الناس من لا يأتي الصلوة الا دبرا
ومنهم من لا يذكر الله الا هجرا واعظم الخطايا اللسان الكذوب وخير الغنى غنى النفس وخير
الزاد التقوى وخير ما وقر في القلب اليقين والارتياب من الكفر والنياحة من عمل الجاهلية
والغلول من جثا جهنم والكنز كي من النار والشعر من مزامير ابليس والخمر جماع الاثم والنساء
حبالة الشيطان والشباب شعبة من الجنون وشر المكاسب الربوا وشر المآكل مال اليتيم والسعيد
من وعظ بغيره والشقي من شقي في بطن امه وانما يصير احدكم الى موضع اربعة اذرع وملاك العمل
خواتمه وسباب المسلم فسوق وقتاله كفر واكل لحمه من معصية الله وحرمة ماله كحرمة دمه ومن
يتال على الله يكذبه ومن يكظم الغيظ يأجره الله ومن يصبر على الرزية يعوضه الله ومن يستعفف يعفه الله
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ارحم امتي بامتي ابوبكر واشدهم في امر الله عمر واحياهم عثمان و
اقضاهم علي وسيدا شباب اهل الجنة الحسن والحسين وسيدة نساء اهل الجنة فاطمة وسيد الشهداء حمزة

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد اما بعد
فيا ايها الناس اتقوا ربكم الذي يتوفيكم بالليل ويعلم ما جرحتم بالنهار ثم يبعثكم فيه ليقضى اجل
مسمى ثم اليه مرجعكم ثم ينبئكم بما كنتم تعملون ومن ينجيكم من ظلمات البر والبحر تدعونه تضرعا وخفية لئن
انجانا من هذه لنكونن من الشاكرين الله ينجيكم منها ومن كل كرب ثم انتم تشركون وهو الذي خلق
السموات والارض بالحق ويوم يقول كن فيكون قوله الحق وله الملك يوم ينفخ في الصور عالم الغيب والشهادة
وهو الحكيم الخبير اعوذ بالله من الشيطان الرجيم قل لمن ما في السموات والارض قل لله كتب على نفسه
الرحمة ليجمعنكم الى يوم القيمة لا ريب فيه الذين خسروا انفسهم فهم لا يؤمنون وله ما سكن في الليل والنهار
وهو السميع العليم قل اغير الله اتخذ وليا فاطر السموات والارض وهو يطعم ولا يطعم قل اني امرت ان اكون
اول من اسلم ولا تكونن من المشركين قل اني اخاف ان عصيت ربي عذاب يوم عظيم من يصرف عنه يومئذ
فقد رحمه وذلك الفوز المبين وان يمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو وان يمسسك بخير فهو
على كل شيء قدير وهو القاهر فوق عباده وهو الحكيم الخبير قل اي شيء اكبر شهادة قل الله شهيد بيني وبينكم
واوحي الي هذا القران لانذركم به ومن بلغ ائنكم لتشهدون ان مع الله آلهة اخرى قل لا اشهد قل انما
هو اله واحد وانني بريء مما تشركون ثانيه الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك في
الملك ولم يكن له ولي من الذل وكبره تكبيرا واشهد ان لا اله الا الله الذي تسبح له السموات السبع
والارض ومن فيهن وان من شيء الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم انه كان حليما غفورا واشهد
ان محمدا عبده ورسوله الذي قيل له عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد
وبارك وسلم اما بعد فيا عباد الله لا تجعل مع الله الها آخر فتقعد مذموما مخذولا قل لو كان معه آلهة
كما تقولون اذا لابتغوا الى ذي العرش سبيلا سبحانه وتعالى عما يقولون علوا كبيرا اعوذ بالله من
الشيطان الرجيم قل ادعوا الذين زعمتم من دونه فلا يملكون كشف الضر عنكم ولا تحويلا اولئك الذين

اللهم اغفر للعباس وولده مغفرة ظاهرة وباطنة لا تغادر ذنباً خير القرون قرني ثم الذين
يلونهم ثم الذين يلونهم الله الله في اصحابي لا تتخذوهم غرضاً من بعدي فمن احبهم فبحبي احبهم
ومن ابغضهم فببغضي ابغضهم والسلطان ظل الله من اكرمه اكرمه الله ومن اهانه اهانه الله اللهم
ايد الاسلام والمسلمين بنصرة قدوة المهاجرين وعظيم المجاهدين امام الزمان خليفة الرحمن
الامام الامجد امير المؤمنين السيد احمد متع الله المسلمين بطول بقائه ورزق وجوه المجاهدين
بقهر اعدائه اللهم انصر من نصر دين محمد واخذل من خذل دين محمد اللهم اغفر لجميع المؤمنين و
المؤمنات والمسلمين والمسلمات برحمتك يا ارحم الراحمين عباد الله رحمكم الله ان الله يأمر
بالعدل والاحسان وايتاء ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي يعظكم لعلكم تذكرون
اذكروا الله العلي العظيم ولذكر الله تعالى اعلى واولى واجل واكبر ايضاً خطبه ثانی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذين كفروا بربهم يعدلون
هو الذي خلقكم من طين ثم قضى اجلاً واجل مسمى عنده ثم انتم تمترون وهو الله في السموات و
في الارض يعلم سركم وجهركم ويعلم ما تكسبون وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو ويعلم ما في البر
والبحر وما تسقط من ورقة الا يعلمها ولا حبة في ظلمات الارض ولا رطب ولا يابس الا في كتاب مبين
بديع السموات والارض انى يكون له ولد ولم تكن له صاحبة وخلق كل شيء وهو بكل شيء عليم ذلكم
الله ربكم لا اله الا هو خالق كل شيء فاعبدوه وهو على كل شيء وكيل لا تدركه الابصار وهو يدرك
الابصار وهو اللطيف الخبير واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له خالق الحب والنوى يخرج
الحي من الميت ويخرج الميت من الحي ذلكم الله فانى تؤفكون واشهد ان محمداً عبده ورسوله
الذي امره ربه ان يقول اني وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض حنيفاً وما انا من المشركين

اللهم صل

يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة ايهم اقرب ويرجون رحمته ويخافون عذابه ان عذاب ربك
كان محذورا واعلموا انه من يطع الرسول فقد اطاع الله اللهم صل على محمد النبي الامي وازواجه
امهات المؤمنين وذريته واهل بيته وصاحبه في الغار ابي بكر الصديق والاشد على الكفار عمر
الفاروق والقانت آناء الليل ناشر القرآن عثمان ذي النورين والهادي لكل قوم الى الله الملك
الجبار علي المرتضى والامامين الشهيدين الحسن والحسين وسيدة النساء فاطمة الزهراء وسائر
الصحابة الذين آمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذي انزل معه اولئك هم المفلحون
ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك
رءوف رحيم اللهم ايد الاسلام والمسلمين بنصرة قدوة المهاجرين ومعلم المجاهدين امام الزمان خليفة الرحمن
الامام الامجد امير المؤمنين السيد احمد متع الله المسلمين بطول بقائه وزين وجود المجاهدين بقهر
اعدائه اللهم ارحمنا واغفر آثامنا واشف اسقامنا وطيب ايامنا وايدنا ودمر اعداءنا وانصر
من نصر دين محمد واجعلنا منهم واخذل من خذل دين محمد ولا تجعلنا منهم واغفر لنا ولجميع المؤمنين و
المؤمنات والمسلمين والمسلمات الاحياء منهم والاموات انك مجيب الدعوات برحمتك يا ارحم
الراحمين ولذكر الله اعلى واولى واجل واكبر

خطبه سیوم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي له ما في السموات وما في الارض وله الحمد في الاولى والآخرة وهو الحكيم الخبير يعلم
ما يلج في الارض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يعرج فيها وهو الرحيم الغفور واشهد ان لا اله
الا الله الحي القيوم لا تأخذه سنة ولا نوم له ما في السموات وما في الارض من ذا الذي يشفع
عنده الا باذنه يعلم ما بين ايديهم وما خلفهم ولا يحيطون بشيء من علمه الا بما شاء وسع كرسيه السموات
والارض ولا يؤده حفظهما وهو العلي العظيم واشهد ان محمدا عبده ورسوله النبي الامي الذي يجدونه
مكتوبا عندهم في التورية والانجيل يأمرهم بالمعروف وينهيهم عن المنكر ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم

الخبائث

الخبائث ويضع عنهم اصرهم والاغلال التي كانت عليهم اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت
على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم
وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد يا جابر يا ايها الناس اعبدوا ربكم الذي خلقكم والذين من قبلكم لعلكم تتقون
الذي جعل لكم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لكم
فلا تجعلوا لله اندادا وانتم تعلمون كيف تكفرون بالله وكنتم امواتا فاحياكم ثم يميتكم ثم يحييكم ثم
اليه ترجعون هو الذي خلق لكم ما في الارض جميعا ثم استوى الى السماء فسويهن سبع سموات
وهو بكل شيء عليم اعوذ بالله من الشيطان الرجيم وقال ربكم ادعوني استجب لكم ان الذين يستكبرون
عن عبادتي سيدخلون جهنم داخرين الله الذي جعل لكم الليل لتسكنوا فيه والنهار مبصرا ان الله
لذو فضل على الناس ولكن اكثر الناس لا يشكرون ذلكم الله ربكم خالق كل شيء لا اله الا هو فانى تؤفكون
كذلك يؤفك الذين كانوا بآيات الله يجحدون الله الذي جعل لكم الارض قرارا والسماء
بناء وصوركم فاحسن صوركم ورزقكم من الطيبات ذلكم الله ربكم فتبارك الله رب العلمين هو الحي
لا اله الا هو فادعوه مخلصين له الدين الحمد لله رب العلمين قل اني نهيت ان اعبد الذين تدعون
من دون الله لما جاءني البينات من ربي وامرت ان اسلم لرب العلمين هو الذي خلقكم من
تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم يخرجكم طفلا ثم لتبلغوا اشدكم ثم لتكونوا شيوخا ومنكم من
يتوفى من قبل ولتبلغوا اجلا مسمى ولعلكم تعقلون هو الذي يحيي ويميت فاذا قضى امرا فانما
يقول له كن فيكون ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الو
هاب الحمد لله فاطر السموات والارض جاعل الملائكة رسلا اولي اجنحة مثنى وثلث ورباع يزيد
في الخلق ما يشاء ان الله على كل شيء قدير ما يفتح الله للناس من رحمة فلا ممسك لها وما يمسك فلا مرسل له
من بعده وهو العزيز الحكيم واشهد ان لا اله الا الله الذي يمسك السموات والارض ان تزولا

ولئن زالتا ان امسکہما من احد من بعدہ انہ کان حلیماً غفوراً و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ

النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلماتہ اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم اما بعد فیا ایہا

الناس اذکروا نعمۃ اللہ علیکم ہل من خالق غیر اللہ یرزقکم من السماء والارض لا الہ الا ہو فانی تؤفکون

واعلموا ان اللہ قد امرکم بامر قد بدأ فیہ بنفسہ و ثنی بملائکۃ قدسہ فقال عز من قائل ان اللہ و ملائکتہ

یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً اللہم صل و سلم علی محمد النبی الامی و ازواجہ

امہات المؤمنین و ذریتہ و اہل بیتہ و علی خلیفتہ ابی بکر الصدیق و امیر المؤمنین عمر الفاروق

و امیر المؤمنین عثمان ذی النورین و امیر المؤمنین علی المرتضی و الامامین الشہیدین الحسن و الحسین

و سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء و علی سائر الصحابۃ الذین آمنوا بہ و عزروہ و نصروہ و اتبعوا النور

الذی انزل معہ اولئک ہم المفلحون ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان و لا تجعل

فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم اللہم اشف اسقامنا و کفر آثامنا و قلب ایامنا و آید امامنا

و دمر اعداءنا اللہم آید الاسلام و المسلمین بنصرۃ قدوۃ المہاجرین و عظیم المجاہدین امام الزمان

خلیفۃ الرحمن الامام الامجد امیر المؤمنین السید احمد متع اللہ المسلمین بطول بقائہ و زین وجوہ

المجاہدین بتعفیر اعدائہ اللہم انصر من نصر دین محمد و اخذل من خذل دین محمد و اغفر لنا و لجمیع المؤمنین

و المؤمنات و المسلمین و المسلمات الاحیاء منہم و الاموات انک مجیب الدعوات برحمتک یا ارحم

الراحمین و صلی اللہ علی محمد و آلہ اجمعین

خطبہ چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین و اشہد ان لا الہ الا اللہ عالم الغیب و الشہادۃ

ہو الرحمن الرحیم و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ الرؤف الرحیم اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت

علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید اما بعد فیا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ

و خلق منہا زوجہا و بث منہما رجالاً کثیراً و نساءً و اتقوا اللہ الذی تساءلون بہ و الارحام ان اللہ

کان علیکم

كان عليكم رقيباً هو الذي خلقكم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم يخرجكم طفلاً ثم لتبلغوا اشدكم
ثم لتكونوا شيوخاً ومنكم من يتوفى من قبل ولتبلغوا اجلاً مسمى ولعلكم تعقلون هو الذي يحيي ويميت
فاذا قضى امراً فانما يقول له كن فيكون وهو الذي خلق من الماء بشراً فجعله نسباً وصهراً وكان
ربك قديراً اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين ثم جعلناه نطفة
في قرار مكين ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاماً فكسونا العظام لحماً
ثم انشأناه خلقاً آخر فتبارك الله احسن الخالقين ثم انكم بعد ذلك لميتون ثم انكم يوم القيمة تبعثون
يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون

خطبه تجهيز الاخوان

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله العزيز الحكيم الملك الديان الذي يحكم بالعدل والفضل والجود و
اصطفى من عباده الاولياء ليهلك بهم عباد الطاغوت واولياء الشيطان واذل جموع المستكبرين
بجنود المستضعفين من المؤمنين بعز القهر والسلطان وقطع دابرهم ودمر عليهم وشرد بهم ولهم
وآخرهم على الحمد والامتنان واشهد ان لا اله الا الله المعطي المانع المذل المعز الخافض الرافع
واشهد ان محمداً عبده ورسوله المبعوث بالنور اللامع والكتاب الساطع والسيف القاطع صلى الله عليه
وعلى آله واصحابه الصادقين في محبة الله بمبايعة الاموال والنفوس الناصرين لكلمة الله بمقارعة
الاسنة والسيوف اما بعد فيا ايها الاخوان ان ربكم قد امركم بامر بدأ فيه بسيد المرسلين وثنى
بسائر المسلمين فقال عز من قائل فقاتل في سبيل الله لا تكلف الا نفسك وحرض المؤمنين
الا وانه الجهاد في سبيل الله بالنفس والمال لانه افضل الافعال واخير الاعمال وانه ذروة سنام
الاسلام ومن اوكد سنن سيد الانام ما زال حبيبكم مشغوفاً به ببذل النفس والمال وشغلاً فيه بتجهيز
الكتائب من الابطال وآمر اتباعه بالاسنة والصوارم وتضرب بها الرقاب والجماجم حتى
سمي في الكتب السابقة نبي الملاحم ولم يكن صنيعته الا الجهاد في سبيل الله سنة ١٢ من مولده الى

ن فبعونه الله فانجح يا من اعتد نفسه في امته وقد عنى الاستسلام للملة وتمنى الاعتصام بسنته عليك
بالاقتحام في معارك القتال تراتبك وان تترك النفس والمال على ما امرك ربك الكبير المتعال وزين
لك ثم نيك ذو المآثر والمعالي الا وان هذا اهم واشد الامتحان والامتحان من سنة الله فيمن يدعي
الايمان والتمحيص ان يرتب يدعي المؤمنين على ما يدعون احسب الناس ان يتركوا ان يقولوا
آمنا وهم لا يفتنون ترابك وان تزل قدمك في هذا الامتحان فتخلع عن رقبتك ربقة الايمان
وترجع خائبا خاسرا وتكتب عند الله كاذبا والكاذب بعيد طريده وملعون في الكتاب المجيد ولا تخلف
عن هذا الامر العظيم فان المتخلف موعود بالعذاب الاليم قال ربنا حاكما حكيما الا تنفروا يعذبكم
عذابا اليما اين الصديقون هذا زمان ظهور صدق الاخلاص واليقين واين المجيبون هذا اوان
تصديق الشهادة والامين آمنون ان يملكوا مقعد الصدق في جوار الله الكبير المتعال من غير ان
يبتلي الاحباء ويهراق الدماء ودون سرادقات العز والاجلال كلا والله ان سلاكم حقيق بان
يرغم له الاناف ويخلع له الرؤس ويغني له الجوارح ويتلف له النفوس واين العلماء قد جاء
ان تفعلوا ما كنتم تقولون كبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون فانفروا الى الجهاد في الله جميعا
ايها المؤمنون لعلكم تفلحون وتربصوا وترصدوا ايها المتخلفون المنافقون قال الله تبارك
وتعالى من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا
تبديلا ليجزي الله الصادقين بصدقهم ويعذب الله المنافقين ان شاء او يتوب عليهم ان الله كان
غفورا رحيما ورد الله الذين كفروا بغيظهم لم ينالوا خيرا وكفى الله المؤمنين القتال وكان الله
قويا عزيزا بارك الله لنا ولكم بالقرآن العظيم ونفعنا واياكم بالآيات والذكر الحكيم انه تعالى جواد
كريم ملك برؤف رحيم   رادفه الحمد لله الذي اوقد مصابيح الرسالة بقدرته وزينها
بقناديل الامامة بحكمته خلق الانبياء شموسا ساطعة اشرقت بها الاكوان وجعل اوصياءه

جوارا بازهر

بدوراً بازغةً استنارت بها الازمان واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له اللطيف
الخبير واشهد ان محمداً عبده ورسوله السراج المنير صلى الله عليه وعلى آله واصحابه الصغير
منهم والكبير اما بعد فاعلموا ان ربنا تبارك وتعالى بمنه وكرمه بعث النبيين مبشرين ومنذرين
وامرهم بتبليغ الرسالة وتعليم الهداية وايدهم بالروح الامين فجدوا واجتهدوا ووعدوا
واوعدوا وذكروا ونهوا وامروا وجاهدوا وقاتلوا وقوموا الصراط المستقيم حتى ابلغ بهم حجته
واوضح بهم محجته واتم بهم نعمته وعمهم برحمته فيا لهم من الفضل المبين والفوز العظيم ثم لما
دعاهم الى الرفيق الاعلى واظلم على الناس طريق الايمان والتقى نصب لعباده ائمة الهدى
وما ترك الناس سدى فالحمد لله رب العلمين فاحسنوا اخلافهم واشاعوا اهداءهم واقتفوا
على آثارهم واقتبسوا بانوارهم وساروا بسيرتهم وتشبهوا بسيرتهم وسالوا امثالهم وحفظوا علمهم
واوضحوا سنتهم فثبتوا بالهادين المهديين فجدد بهم الدين ونفى بهم الغث من السمين ونفى بهم تحريف
الغالين وانتحال المبطلين وتاويل الجاهلين واحيى بهم عباده من البدعات واخرجهم من الظلمات فهم
وهم من حجج الله على العالمين وشيج الله في الارضين فرض على عباده الايمان بالمعصومين
والاذعان بالمنصوبين ثم لما امرهم بالطاعة وذكر لهم الاطاعة بدأ بذكر مولاهم وثنى بالنبي وبر اولهم
وثلث بالمنصوبين منهم فقال عز من قائل اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم وقال واذا
جاءهم امر من الامن او الخوف اذاعوا به ولو ردوه الى الرسول والى اولي الامر منهم لعلمه الذين
يستنبطونه منهم فيا من يبغي سواء السبيل الى رب العلمين ويطلب اوضح الدليل في هذا الدين عليك
بطاعة امامك والاستقامة عليها فانها تعقب امانك واياك ان تعصي الامام فان عصيان الامام
ابلغ الاثام واعلموا ان الله قد امركم بامر بدأ فيه بنفسه وثنى بملائكة قدسه فقال عز من قائل ان الله
وملائكته يصلون على النبي يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليماً اللهم صل وسلم على محمد النبي الامي و

وعلى ازواجه امهات المؤمنين وذريته واهل بيته كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد
مجيد وصل وسلم على جميع اخوانه من الانبياء والمرسلين وعلى جميع اتباعه من الصديقين والشهداء
والصالحين وسائر المؤمنين الى يوم الدين خصوصاً على اولهم وافضلهم امير المؤمنين ابى بكر الصديق
وثانيهم امير المؤمنين عمر الفاروق وثالثهم امير المؤمنين عثمان ذى النورين ورابعهم امير المؤمنين
على المرتضى وعلى الامامين الشهيدين ابى محمد الحسن وابى عبد الله الحسين وعلى سيدة النساء فاطمة الزهراء
وعلى سائر الائمة الاطهار والاعلام الاخيار خصوصاً على امام الزمان خليفة الرحمن قدوة المهاجرين
عظيم المجاهدين السيد الامجد امير المؤمنين السيد احمد اعز الله الاسلام والمسلمين بنصرة احبابه و
زين وجوه المجاهدين بقهر اعدائه اللهم انصر من نصر دين محمد واخذل من خذل دين محمد عباد الله
تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان ان الله يأمر بالعدل والاحسان و
ايتاء ذى القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغى يعظكم لعلكم تذكرون اذكروا الله العلى العظيم يذكركم
وادعوه يستجب لكم ولذكر الله تعالى اعلى واولى واجل واعظم واهم واكبر

رسالہ اشغال کا خطی نسخہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين اما بعد پس این رساله
اشغال مشتمل است بر سه باب و هر سه باب مشتمل است بر دو فصل باب اول در ذکر اشغال
طریقه قادریه فصل اول در اذکار طریق ذکر یک ضربی آنست که دو زانو بطریق نماز نشسته
اسم ذات را از وسط سینه برآورده پیش روی خود ضرب کند و چنان تخیل نماید که همراه این اسم
نوری از وی هم برآمده بعد از آن نور سیاه در خیال خود ممتد نماید و چنان تخیل کند که نور مذکور بنیاد
گردیده مشتمل چادر نورانی تمام بدن او را فرا گرفته باز آن صورت خیالی هم سکوت کرده چنان
تخیل کند که چادر نورانی مذکور در تمام بدنش فرو رفته و فراهم آمده و در وسط سینه مجتمع شده مشکل
گرده گردیده باز اسم مذکور بطریق مسطور بگوید و در اثنای این ذکر لحاظ خود را بذات بحت متوجه نماید
و چند روز مزاولت همین ذکر کند طریق دو ضربی آنست که دو زانو بطور نماز نشسته اسم ذات
بطریق مسطور ضرب کند و متصل آن از خیال بجانب شانه راست متوجه شده بر قلب ضرب کند
و چنان خیال نماید که نور درون قلب فرو رفته اندرون تمام بدن ساری گردیده و طریق ذکر
سه ضربی آنست که چهار زانو نشسته ضرب اول و دویم بطریق مذکور و سیوم در قلب با طریق
ذکر چهار ضربی آنست که چهار زانو نشسته یک ضرب بجانب راست و دیگر بجانب چپ و سیوم در قلب
و چهارم پیش رو فصل ثانی در مراقبات مراقبه وحدانیت آنست که چنان تصور کند که ذات
الهی در هر مکان و هر زمان موجود است بمعنی که در هر چیز سرایت کرده است بلکه بمعنی که قیوم
هر چیز است مراقبه صمدیت آنست که انعامات الهیه را اجمالاً و تفصیلاً ملاحظه کند و صفت جود
او را تصور نماید یعنی نعم بیشمار عطا میفرماید و حال آنکه وصول هیچ منفعت و مضرت از طرف مخلوقات
در بارگاه او تعالی متصور نیست و صفت عموم فیض او ملحوظ دارد یعنی انعام او بهر کس میرسد

در جمیع عبادات و معاملات و امور معاشیه و معادیه طریق خاتم الانبیاء محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم
را بکمال قوت و علو همت باید گرفت و آنچه مردمان دیگر بعد پیغمبر صلی الله علیه وسلم از قسم رسوم اختراع
نموده اند مثل رسوم شادی و ماتم و تجمل قبور و بنای عمارات بران و اسراف در مجالس اعراس و تعزیه سازی
و امثال ذلک هرگز پیرامون آن نباید گردید حتی الوسع سعی در محو آن باید کرد و اول خود ترک آنها باید کرد بعد
ازان هر مسلمانی را دعوت بسوی آن باید کرد چنانچه اتباع شریعت فرض است همچنین امر بالمعروف و نهی
عن المنکر نیز فرض است الحمد لله والمنة که کریم برحق و رحیم مطلق بکرم عمیم این عاجز خاکسار ذره بیمقدار
یعنی سید احمد را بدرجه اعلی از درجات توحید فائز گردانیده و بمرتبه قصوی از مراتب اتباع سنت رسانیده
و بمعاملات رحمت ریز و مکالمات محبت انگیز نواخته و بهدایت طالبین و ارشاد سالکین مامور
ساخته پس بجا آوردن بیعت طریقت بر دست این بنده درگاه رب العزت درمیان یاران اشتیاق
و هجران است و گاهی درشت نوردان بادیه طلب و جویان سبیل اعلی و اشرف حق اصحاب طلب همین است
که این اکسیر اعظم و تریاق مجرب را از دست ندهند و در اینکه این فقیر دعوت مینماید قدم همت
بنهند اگر بنابر بعد مسافت ادای این بیعت نتوانند پس بر دست خلفای این فقیر بیعت بجا آرند
تا در عنایت خاصه ربانیه که رجال اتباع فقیر متوجه است شریک شوند اما بیعت امامت پس بیانش
آنکه قتل و قتال و جنگ و جدال که با اهل کفر و ضلال واقع میشود اگر محض بنابر تحصیل مال و عزت و ریاست
و حکومت باشد عند الله اصلاً اعتباری ندارد و اگر بنابر نصرت دین و اعلای کلمه رب العالمین و ترویج
سنت سید المرسلین علیه افضل الصلوة والتسلیم متحقق گردد آنرا در عرف شرع جهاد میگویند و آن افضل
عبادات و اکمل طاعات است که هیچیک از عبادات در باب رفع درجات و تکفیر سیئات مساوی آن
نمیتوانند شد چنانچه کریمه فضل الله المجاهدین علی القاعدین اجراً عظیماً درجات منه و مغفرة و رحمة بران
دلالت میدارد پس آنرا بر وجهی ادا باید کرد که موافق قانون شرع شریف باشد تا در عقبی وسیله نجات

در دنیا ثمر برکات باشد و باعث نزول رحمت یزدانی و تائید آسمانی گردد و از اعظم شروط جهاد
نصب امام است چنانچه کریمه اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم و کریمه و لو ردوه الی الرسول
و الی اولی الامر منهم و حدیث من لم یعرف امام زمانه فقد مات میتة جاهلیة و حدیث صلوا خمسکم و صوموا
شهرکم و اطیعوا اذا امرکم تدخلوا جنة ربکم و حدیث من قتل تحت رایة عمیة فقد مات میتة جاهلیة و دیگر آیات
و احادیث بسیار بر آن دلالت میکند پس نصب امام واجب و موکد است الحمد لله و المنة که مالک الملک علی الاطلاق
و الملک بلا استحقاق این زاویه نشین فقیر و خاک نشین حقیر را از آن آبا بشارات غیبی و الهامات لاریبی بنیابت
خلافت مفتخر گردانیده و تا حینا به تالیف قلوب جمعی کثیر از اهل اسلام و جمی غفیر از خواص و عوام باین
منصب امامت مشرف ساخت چنانچه بتاریخ دوازدهم جمادی الثانی روز پنجشنبه ۱۲۴۲ سنه یکهزار و دو صد
و چهل و دو هجری قدسی جماعه از سادات کرام و علمای اسلام و مشایخ عظام و صاحبزادگان ذوی
الاحتشام و امرای عالیمقام و سایر خواص و عوام آن از اهل ایمان و اسلام بدست این جانب بیعت
امامت بجا آورده امام خود قرار دادند و اقامت و رعایت این جانب لازم داشته ربقه اطاعت در
گردن انداختند و از آن روز تا حال بیعت کرده بر دست این فقیر جاری است در میان جماهیر اهل اسلام
ساری پس مومنین غایبین را هم لازم که بیعت مذکوره بر دست نایبان این جانب بجا آرند و آن از
جنس ادای واجب شرعی شمارند تا از معصیت ترک نصب امام بر کلی بری باشند و با اقامت سنت
متواتره ثواب یابند ازینکه جناب هدایت مآب کمالات اکتساب کمالات انتساب تابع احکام
رب العالمین تابع سنت سید المرسلین مخدومی مستظهری که از اعزه دوستان این ضعیف
و اعظم رفیقان این نحیف اند لیاقت نیابت این فقیر در اخذ بیعت طریقت و امامت دارند
بنا بر آن اعطای ایشان نیز نامه نیابت جمع قرار داده تا بر ترغیب مومنین غایبین باقطار بعیده فرستاده شد
لازم که هر که از مومنین مخلصین رغبت انتساب باین فقیر داشته باشد بر دست ایشان بیعت نماید

تعلیم باشد یا فاسق آن ان باشد یا حیوان حجر باشد یا شجر فلکی باشد یا ملکی شیطان باشد یا جن
طریق شغل دوره آنست که چنان تصور کند که روح او مجتمع شده در مکان ناف شکل گره گردیده
بعد از آن لفظ اَللّٰهُ سَمِیْعٌ را چنان تصور کند که لفظ الله بالای آن روح است و سمیع زیر
آن باز بقوت خیال این هر دو اسم با سه روح مذکور از مقام ناف کشیده تا لطیفه سر بیارد
و آنجا بجای لفظ سمیع لفظ بصیر بنهد و از لطیفه سر کشیده تا بلطیفه اخفی رساند و در آن مقام
لفظ قدیر را بجای لفظ بصیر بنهاده از آنجا کشیده تا بآسمان چهارم رساند و آنجا بجای لفظ
قدیر لفظ علیم بنهاده و از آنجا کشیده تا بعرش رساند و در آن مقام روح را دوره و سیر دهد
بعد از آن بهمین لفظ اَللّٰهُ عَلِیْمٌ تا به آسمان چهارم فرود آرد و از آنجا همراه لفظ الله قدیر
تا بلطیفه اخفی فرود آرد و از آنجا همراه لفظ الله بصیر تا بلطیفه سر فرود آرد و از آنجا همراه
لفظ الله سمیع بلطیفه نفس فرود آمد این یک دوره شد بعد از آن بار بار همین شغل دوره عمل
آرد تا آثار آن مترتب شود یعنی نورانیت روح و ملاقات با ارواح انبیا و اولیا و ملائکه و
سیر جنت و نار و امثال آن بدست آید طریق شغل نفی آنست که همه موجودات ممکنات را
نفی کند اول نفی بدن خود باین طریق نماید که چنانکه نقش را بدست محو کند همچنین صورت خیالیه بمحو
بدن خود متوجه سازد اگر دفعة نفی تمام بدن بدست آید فبها و الا اجزای بدن خود را متفرق
نفی کند و چون نفی بدن خود حاصل شد نفی تمام عالم حاصل کند تا آنکه بجای جمیع ممکنات
یک خلو متخیل شود و در آن خلو نوری نمایان گردد و آن نور بر جهت وسعت گیرد که بجای تمام عالم
قائم شود بعد از آن آن نور را هم نفی کند تا نوری دیگر نمایان شود و همچنین میرود تا که تمام حجب
نورانی بر انداخته شود و همراه همین شغل یادداشت پیش گیرد یعنی خیال خود را در هر حال بجناب
حضرت احدیت متوجه سازد و دوام بر آن توجه نماید طریق شغل نفی ذات آنست که خیال خود را

که آن نفی تمام عالم بگیرد و آن را از ادراک خود متیقن دارد و او را هم نفی کند و هر چیز که برو منکشف شود
او را هم نفی کند تا آنکه حالت ربودگی و غفلت مثل حالت نوم برو عارض شود بعد از آن سالک
بکرم عمیم حضرت حق بمقام مشاهده فایز میشود و در مراتب سلوک متعارف بمقام منتهی میشود باب دویم
در ذکر اشغال طریقه چشتیه فصل اول در اذکار اول باید که دو زانو بطور نماز نشسته اسم ذات
را دو بار بگوید بآیین وضع الله الله چون بار اول بشدت و جهر بگوید چنان تخیل کند که نوری از
وسط سینه بر آورده تا لب رسیده و چون بار دویم بهمان شدت و جهر بگوید و چنان تصور کند که
همراه لفظ مذکور نور مسطور از دهن بر آمده بقدر یکدست بالای سر رسید باز بار دویم همین اسم
مکرر را بطریق مذکور بگوید و چنان تخیل کند که نور ثانی همراه نور اول ملحق گردید باز همچنین مزاولت
نماید تا آنکه چنان در خیال او مستقر گردد که نور مسطور تو بتو شده مثل ستونی نورانی گردانیده
تمام بدن ذاکر در او مضمحل گردیده بعد از آن ذکر لفظ الا الله بشدت و جهر شروع کند و چنان
تخیل نماید که نوری از وسط سینه همراه این لفظ بر آمده زیر قدم بفاصله یکدست در زیر زمین
رفته و بر همین ذکر چندان مداومت نماید که آن نور مذکور از زیر بالا رفته با نور ذکر اول ممزوج گردد
بعد از آن ذکر لفظ الله بدون شدت و جهر بلکه بسبکی بگوید و چنان تصور کند که این اسم مبارک
مثل جاروب بر همان ستون نورانی میگردد و بسبب گردش آن ستون مذکور درخشان گردد و طریق
نفی و اثبات آنست که لا اله الا الله بخیال خود کشیده محیط زمین و آسمان سازد و بر جهتیکه لفظ
لا اله نفی خود و نفی تمام عالم ملاحظه کند و لفظ الا الله بجانب فوق بالای عرش مجید ضرب کند همین
شغل را بار بار بعمل آرد تا آنکه نوری بنهایت وسیع از بالای عرش فرود آید و تمام عالم حتی که
جسم خود سالک و ذاکر در آن نور گم گردد فصل دویم در مراقبات باید دانست که مراقبات
این طریقه هم همانست که در باب اول مذکور شد پس مراقبات نکرد ابتدای از شغل نفی ست

را انتهای آن مشاهده مشغول باید گردید طریق شغل دوره چشتیه آنست که ذکر یا حی یا قیوم بطریق
نماید که کلمه یا حی را بخیال از وسط تا لب آرد و روح خود را همراه آن سازد و باز لفظ قیوم را از پس آن
بوجهی بر آرد که معتقد است این اسم بروح خارج شود پس روح را بقوت همین هر دو اسم تا عرش مجید رسانند
و در آن مقام قدری توقف نموده سیر و دور نماید تا امور غیبیه مثل ارواح ملائکه و جنت و نار و مثل آن
منکشف گردد و بعد از آن وقتی که خواهد این ذکر تمام کند بلفظ یا حی از راه انتقال کند و بلفظ یا قیوم
بتن خود در آید و برای کشف قبور ذکر سبوح قدوس رب الملائکة والروح باین وجه باید کرد که سبوح
را از ناف تا دماغ باید رسانید و لفظ قدوس را از انجا بعرش مجید و لفظ رب الملائکة والروح از
عرش تا قلب آورده و تا به در فوقانی آن داخل کرده و در تحتانی آن خارج نموده بقبر متوجه سازد ان
انشاءالله بعد از مزاولت این شغل کشف قبور حاصل خواهد گردید باب ثالث در ذکر اشغال طریقه
نقشبندیه فصل اول در ذکر مقامات لطائف ششگانه این است که لطیفه قلب زیر پستان
چپ و روح زیر پستان راست و سر میان هر دو و نفس در مقام ناف و خفی در پیشانی و
اخفی بمقام کام پس لطائف ششگانه را بذکر خیالی ذاکر باید کرد و در ابتدا علیحده علیحده هر
لطیفه را ذاکر باید نمود و در انتها مجموع ششگانه دفعةً ذاکر باید کرد و بعد از ان نفی و اثبات بحبس نفس
باین طریق باید کرد که دو زانو روی بقبله نشسته دم خود را بند کرده و زبان را بکام چسپانیده لفظ
لا را از لطیفه نفس کشیده بر لطیفه سر و اخفی گذار کرده تا اخفی رسانند و اله را از اخفی بلطیفه
روح رسانیده الا الله را در لطیفه قلب ضرب کند و این ذکر را بوجهی ادا کند که هیچ اثر آن بر
اعضای ظاهره نمایان نگردد بلکه محض خیالی باشد بعد از ان سلطان الذکر بعمل آرد یعنی خیال کند
ذاکر از مقامات لطائف متعدد میگردم و همچنین در تمامی رگ و پی و هر بن موی از سر تا قدم ذکر سرایت
کند فصل ثانی در ذکر مراقبات بهمان ترتیب که در باب اول مذکور شد بجا آرد و اگر خواهد که کدام

واقعه از وقائع این بنده منکشف گردد پس احسن و اولی آنست که در پاس سیوم از شب بیدار شده
بکمال آداب و مستحبات و حضور قلب طهارت بجا آرد و دوگانهٔ مسنونه که بتکفیر سیئات بعد از طهارت
تعیین فرموده‌اند بکمال خلوص و التجا بخواند بعد آن صلوة التسبیح بکمال آداب و رعایت سنن
و مستحبات و بکمال حضور قلب بملاحظهٔ خشوع و خضوع بوجهی ادا نماید که در تهٔ دل او طلب مغفرت از
درگاه رب العزت بکمال التجا و الحاح مکنون باشد بعد از آن بکمال حضور قلب از جمیع معاصی توبه نماید
و مراتب التجا و الحاح بنهایت و بکمال رساند بعد از آن بشغلی از اشغال مذکوره مشغول شود
و در اثنای آن شغل بعالم غیب بوجهی متوجه باشد که خواهش انکشاف واقعهٔ مذکوره از انعام دارد
ان شاء الله بطریق الهام یا بطریق مشاهده حقیقت آن واقعه بر او منکشف خواهد گردید اگر صد بار
همین عمل بجا آورد و حقیقت واقعه بر او منکشف نگردد پس وقت دیگر یعنی پاس سیوم از شب دو رکعت نماز بطریق
ادا نماید در هر رکعت سه بار سورهٔ فاتحه و ده بار آیة الکرسی و یازده بار سورهٔ اخلاص بخواند
بعد از آن سر بسجده نهاده بکمال خشوع و خضوع یکصد و یکبار کلمهٔ یا خبیر اخبرنی بخواند بعد از آن
سر از سجده برداشته دعای انکشاف واقع مذکوره بکمال الحاح و التجا نموده در خواب رود ان شاء الله
تعالی حقیقت آن در منام منکشف خواهد گردید : فقط تمت

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب العلمین و الصلوة و السلام علی رسوله محمد وسیلة الطالبین
و علی آله و اصحابه السالکین اما بعد پس بشرف بیعت و توبه مشرف شده و در سلک طریقهٔ عالیهٔ
چشتیه قادریه نقشبندیه مجددیه محمدیه بتوسط فقیر سید احمد منسلک گشت و این فقیر را
اویسیه اخذ برکات این طرق در دو درجه است درجهٔ اول اویسیه و آن در طریقهٔ چشتیه از روح مقدس
حضرت خواجه قطب الاقطاب خواجه قطب الدین بختیار کاکی و در قادریه از روح مقدس حضرت
غوث الثقلین حضرت سید عبد القادر جیلانی و در طریقهٔ نقشبندیه از روح مقدس حضرت امام الطریقه

و همچنین شیخ عبدالرحیم را قدس سره اکتساب بیعت و اجازت در طریقه قادریه بسید عبدالله اکبرآبادی
ست و ایشان را بسید آدم بنوری و ایشان را بجناب امام ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی حضرت
شیخ احمد سرهندی ست و ایشان را بجناب والد ماجد خود شیخ عبدالاحد و ایشان را بشاه کمال
و ایشان را بشاه فضیل و ایشان را بسید گدا رحمن و ایشان را بسید شمس الدین عارف و ایشان را
بسید گدا رحمن بن ابی الحسن و ایشان را بشیخ شمس الدین صحرائی و ایشان را بسید عقیل و ایشان را
بسید بهاء الدین و ایشان را بسید عبدالوهاب و ایشان را بسید شرف الدین قتال و ایشان را بسید
عبدالرزاق و ایشان را بجناب غوث الاعظم سید محی الدین عبدالقادر جیلانی و ایشان را بشیخ
ابوسعید مخزومی و ایشان را بشیخ ابی الحسن القرشی و ایشان را بشیخ ابی الفرح طرطوسی و ایشان را
بشیخ ابی الفضل عبدالواحد تمیمی و ایشان را بشیخ عبدالعزیز یمنی و ایشان را بشیخ ابی بکر شبلی
و ایشان را بسید الطائفه جنید بغدادی و ایشان را بشیخ ابی الحسن سری سقطی و ایشان را بشیخ
معروف کرخی و ایشان را بشیخ علی رضا و ایشان را بامام موسی کاظم و ایشان را بامام جعفر صادق
و ایشان را بامام محمد باقر و ایشان را بامام زین العابدین و ایشان را بسید الشهداء حسین رضی الله عنه
و ایشان را بسید الاولیاء خاتم الخلفاء حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه و ایشان را بسید الانبیاء محمد
رسول الله صلی الله علیه وسلم و همچنین شیخ عبدالرحیم را قدس سره اکتساب بیعت و اجازت
در طریقه نقشبندیه مجددیه بسید عبدالله اکبرآبادی ست و ایشان را بسید آدم بنوری و ایشان را
بشیخ احمد سرهندی مجدد الف ثانی و ایشان را بالخواجه باقی بالله و ایشان را بالخواجه امکنگی و ایشان را
بمولانا درویش محمد و ایشان را بمولانا زاهد و ایشان را بالخواجه عبیدالله احرار و ایشان را بمولانا
یعقوب چرخی و ایشان را بامام الشریعه والطریقه خواجه بهاء الدین نقشبند و ایشان را بالخواجه
محمد بابا سماسی و ایشان را بالخواجه رامیتنی و ایشان را بالخواجه محمود انجیر فغنوی و ایشان را بالخواجه عارف

ریوگری وآنیشاں از خواجہ خواجگان خواجہ عبد الخالق غجدوانی وآنیشاں از خواجہ یوسف ہمدانی
وآنیشاں از ابی علی فارمدی وآنیشاں از امام ابی القاسم قشیری وآنیشاں از شیخ ابی علی دقاق
وآنیشاں از شیخ ابی القاسم نصیر آبادی وآنیشاں از شیخ ابوبکر شبلی وآنیشاں از سید الطائفہ جنید
بغدادی وآنیشاں از شیخ ابی الحسن سری سقطی وآنیشاں از شیخ معروف کرخی وآنیشاں از امام
علی رضا وآنیشاں از امام موسی کاظم وآنیشاں از امام جعفر صادق وآنیشاں از رئیس الفقہای
والتابعین قاسم بن محمد وآنیشاں از اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلمان فارسی وآنیشاں از
امیر المومنین سید المسلمین افضل الخلفاء الراشدین ابی بکر الصدیق وآنیشاں از سید المرسلین
امام المتقین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پنجگانہ ادا نمودن فرض ست
وترک آن کفر لازم ست ہر مومن را کہ بجان ودل حکم خدا بجا آرد ۔ تمت الشجرۃ
بسم اللہ الرحمن الرحیم طریقہ نقشبندی امیر المومنین سید احمد دام فیضہم حضرت شاہ
عبد العزیز شاہ ولی اللہ شیخ عبد الرحیم سید عبد اللہ سید آدم بنوری شیخ احمد سرہندی
مجدد الف ثانی خواجہ باقی باللہ خواجہ امکنگی مولانا درویش محمد مولانا زاہد خواجہ عبید اللہ احرار
مولانا یعقوب چرخی حضرت خواجہ جناب بہاؤ الدین نقشبند خواجہ محمد بابا سماسی خواجہ رامیتنی
خواجہ محمود انجیر فغنوی خواجہ عارف ریوگری خواجہ خواجگان خواجہ عبد الخالق غجدوانی
خواجہ یوسف ہمدانی خواجہ ابو علی فارمدی خواجہ ابو القاسم قشیری شیخ ابو علی دقاق
ابو القاسم نصیر آبادی ابوبکر شبلی سید الطائفہ جنید بغدادی ابو الحسن سری سقطی معروف
کرخی امام علی رضا امام موسی کاظم امام جعفر صادق قاسم بن محمد سلمان فارسی امیر المومنین
ابوبکر صدیق سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم
اجازت نامہ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد

و سید الطالبین و علی آله و اصحابه ائمة المکملین اما بعد پس برادر دینی بر دست این
خیرخواه کافهٔ مؤمنین سید احمد بشرف بیعت و توبه مشرف گردیده و تلقین سلوک طریقهٔ چشتیه
و قادریه و نقشبندیه و مجددیه و محمدیه بتوسط این جانب سالک گشته الله تعالی نعمتهای این طریقه‌ها
نصیب ایشان گرداناد و قدم ایشان را در اتباع شریعت غرا استقامت عطا کناد آمین. تحریر هفتم ذی الحجه
سنه ۱۲۴۲ هجری من مقام تخته بند

رقعه خاص بنام نواب احمد علیخان رامپوری

در جواب از امیر المؤمنین سید احمد بجناب مستطاب معلی القاب حشمت مآب شوکت انتساب
مکارم اکتساب نواب احمد علی خان صاحب دام اقباله و تضاعف اجلاله بعد از سلام مسنون و
دعای اجابت مقرون واضح آنکه نامهٔ نامی و رقیمهٔ گرامی مشتمل بر مراتب اتحاد و اخلاص و مدارج وداد
و اختصاص عز ورود فرمود و علاقهٔ صداقت و رشتهٔ مودت را محکم تر نمود و دیده را نوری و دل را سروری
بخشید آنچه بنوک قلم خلت شیم رقم زده بودند که بخدمت بابرکت جناب هدایت مآب افادات انتساب
مقرب بارگاه رب قوی مولانا سید عبدالحی صاحب معامله مسنونه بجا آوردند از استماع آن فرحت
برافزود الحمد لله والمنة که حق جل و علا بکرم عمیم خود آن حشمت مآب را باین توفیق رفیق خیر موفق گردانید
آری تجربه کرده شده که هر کرا از مؤمنین مخلصین به نیت پاک این معامله ادا میکنند البته ابواب برکات هدایت بروی
او منفتح میشود امید قوی ست که حق جل و علا بکرم عمیم خود ببرکت ادای امر مسنون در سلک بندگان
خاص و مقبولان ذوی الاختصاص منسلک خواهد گردانید و احوال اینجد و در بکرم رب معبود در بهترین احوال است
که هر گاه در علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق این عاجز خاکسار و ذرهٔ بیمقدار را محض بکرم عمیم خود ترجیحی
نواخت که محبت ماسوی ذات خود را پس پشت این ضعیف انداخت و فقط تحصیل رضای خود را
قبلهٔ همت این ضعیف ساخت و بکفالت پرورش این حقیر ذات پاک خود پرداخت شکر نعمت عظمی
بجناب آن معبود بکدام جوارح ادا توانم کرد و حمد این عطیهٔ کبری ببارگاه آن محمود بکدام زبان بجا توانم آورد

"انوار العارفین" سے اقتباسات

ذکر سید احمد صاحب غازی در دیباچه صراط المستقیم است از بسکه نفس انفس [illegible]

عالیه حضرت ایشان بر کمال مشابهت جناب رسالت مآب در مبدء فطرت مخلوق شده بناءً علیه لوح فطرت ایشان از نقوش علوم رسمیه و راه دانشمندان کلام و تحریر و تقریر مصفی مانده بود و آنجناب از اولاد شاه علم الله ساکن رای بریلی بودند گویند شاه علم الله به دریافت آنکه رسالت پناه در تجهیز فاطمه زهرا رضی الله عنها است بنگ [illegible] زمین داده بودند با بالا بمدینه رفته بودند وقتی راقم در سهارنپور بخدمت مولائی و مرشدی حاضر بود حکیم مغیث الدین ساکن شهر مذکور که یکی از متوسلین [illegible] بود [illegible] دعوت همراه مولانا حاضر بود حکیم صاحب بانی سید صاحب نقل کردند که فرمودند جد ما دعائی کرده بودند که الهی اولاد مرا [illegible] دنیا ندهی که ترا یاد [illegible] فرمودند که روزی من مراقب نشسته بودم [illegible] داشتند گمان بردم که شاید برای خرچ روز [illegible] در دل گفتم که دعای جد بی آنچنان اثر رسید که از افلاس دنیا مارا فرصت عبادت میسر نمی آید چنانکه [illegible] مراقب شدم دیدم که جسم جلیلم از ضعف از قبر بیرون بر آمد و [illegible] دست [illegible] در حق من دعا فرمودند از اثر [illegible] تعالی ادبار دنیا از من برداشت انتهی در اوائل حال جناب سید احمد را غایت شوق طالب علمی از رای بریلی در دهلی تشریف آوردند و در مسجد اکبرآبادی آمده بخدمت شاه عبد القادر رحمه الله حاضر شدند و چیزی از علم صرف و نحو خواندند اما غالب شوق در تحصیل علم باطن بیشتر بود پس بخدمت شاه عبد العزیز رحمه الله رسیدند و مرید شدند و وی مرید پدر خود شاه ولی الله و وی مرید پدر خود شاه عبد الرحیم بودند احوال فضل و کمال این سه بزرگوار از تصنیفات ایشان اظهر من الشمس است حاجت به بیان نیست و در قول جمیل شاه ولی الله مذکور است شیخ الاجل شاه عبد الرحیم صحب جمعاً من المشائخ کثیر اجلهم [illegible] و هم خواجه خورد محمد الشیخ احمد السرهندی والشیخ الله داد و خواجه حسام الدین [illegible] خواجه محمد باقر وثانیهم السید عبد الله صحب الشیخ آدم البنوری صحب الشیخ احمد السرهندی صحب خواجه محمد باقی وثالثهم الخلیفه ابو القاسم

صحبت یافته و بصحبت الامیر ابا العلا بعد چند مدت آنجناب سفر کردند و از خدمت خواجگان آفتاب تحصیل باطن
حاصل کردند پس از آن در لشکر نواب امیر خان بهادر رفتند بعده ترک دنیا کرده و مجاهدات و ریاضات
بسیار نموده تکمیل باطن کردند و باز در دهلی تشریف آوردند مولوی محمد اسمعیل و مولوی عبد الحی
بخدمت آنجناب امتحاناً عرض داشتند که حضور قلب در نماز میسر نمی‌شود آنجناب امتحان ایشان را واقف شده
تبسم نمودند و فرمودند که امشب در حجره دو رکعت نماز در پس من بگذارید پس ایشان نماز بگذاردند بعد از آن سر
را در رکعت نماز عشا بجماعت خواندن فرمودند چون ایشان نیت نماز بستند از سر تا قدم و توجه باطنی آنجناب تمام
شب در استغراق ماندند صبح آن معتقد گشته بیعت و مرید آنجناب شدند بعد چندی آنجناب قصد حج کردند و ایشانرا
همراه خود گرفتند چون در مراد آباد تشریف آوردند [illegible] و سال [illegible] شمائل ایشان آنجناب [illegible]
[illegible] ولایت و زیارت [illegible] بعد از مراجعت خانه کعبه جهاد نموده باز از راه مذکور در
هندوستان تشریف آوردند و مسلمانان هندوستان را ترغیب جهاد تعلیم نموده و تنفیر عام کردند و [illegible]
قافله مریدان و چندی معتقدان نموده [illegible] همت باطنی [illegible] که مسلمانان و [illegible]
[illegible] بسیار [illegible] آنجناب [illegible] و پس از آنجناب
[illegible] ملک افغانان در سوات و [illegible] و سبب شهادت [illegible]
[illegible] فی سبیل الله [illegible] و مسلمانان کشمیر [illegible] در نهم صفر سنه یکهزار و دوصد و چهل
و [illegible] هجری مسلمانان [illegible] مراد آباد [illegible] هزار و هشتصد و [illegible] آنجناب [illegible] سال [illegible]
[illegible] آنجناب معلوم گردید که اول [illegible] مسلمانان مراد آباد [illegible]
در [illegible] کفار سکهان در ولایت خراسان و هندوستان مشهور و معروف است [illegible] ایشان آن دیار
آخر کار سکهان ناهنجار کفار نجابه باغوای [illegible] بعضی افغانان [illegible] کار دینی [illegible]
یکبارگی [illegible] غازیان از بالای کوه تاخت آوردند و غازیان شجاعت [illegible] شهید [illegible] مولوی محمد اسمعیل
داد شجاعت داده شهید گشتند و مولوی عبد الحی قبل ازین معرکه در راه کابل [illegible] رحلت نموده بودند
و احوال شهید شدن یا زنده ماندن آنجناب سید احمد [illegible] هیچ کس [illegible] لیکن از بعضی [illegible] آنجناب [illegible]

که لیکن نعش آنجناب هم در آن معرکه افتاده بود معلوم گردید که از ضرب بندوق که بر رکبهٔ آنجناب درین جنگ
رسیده بود هم درین میدان جنگ نشسته بودند والله اعلم و گویند شخصی افغانان از قوم کدون بر اسپ
خود سوار کرده برد و این معرکه در بیست و هشتم ذیقعده سنه یکهزار و دو صد و چهل و شش واقع شد
۱۲۴۶ در خاتمه کتاب صراط المستقیم این عبارت مذکور است باید دانست که انوار سعادت
بر جبین ایشان یعنی سید احمد صاحب ظاهر و باهر بود آنکه حضرت ایشان با مولانا الشیخ عبدالعزیز
در طریقهٔ نقشبندیه شرف بیعت حاصل شد و از همین جهت اول بیعت و توجهات ایشان معاملات
پیش نهاد نمود که بسبب آن کمالات طریق نبوت و مقامات طریق ولایت با حسن وجه جلوه گر شد
اول از جمله آن معاملات یک صحبت که حضرت ایشان جناب رسالت مآب را در منام دیدند آنجناب
سه خرما بدست مبارک خود حضرت ایشان را خورانیدند یعنی که یکی خرما بدست مبارک خود گرفته
در دهن حضرت ایشان می نهادند تا آنکه بیدار شدند در نفس خود آثار آن رؤیا بحقه ظاهر یافتند
همچنین واقعه ابتدای سلوک طریق نبوت حاصل شد بعد از آن روزی علی مرتضی کرم الله وجهه
و فاطمة الزهرا رضی الله عنها را بخواب دیدند پس علی مرتضی حضرت ایشان را بدست خود غسل داده اند
و خوب کردند مثل شستن و خوب کردن آبا مر اطفال خود را و جناب سیده لباس بسیار فاخر بدست خود ایشان را
پوشانیده اند پس بسبب این واقعه کمالات نبوت نهایت جلوه گر گردیده و عنایت ربانی و تربیت یزدانی بلا
واسطه احدی متکفل حال ایشان شد تا آنکه روزی حضرت حق جل و علا دست راست ایشان را بدست قدرت
خاص خود گرفته و چیزی را از امور قدسیه پیش روی ایشان کرده فرمود که ترا اینچنین داده ام و چیزهای دیگر
خواهم داد و حضرت ایشان را نسبت طرق ثلثه یعنی چشتیه و قادریه و نقشبندیه حاصل شده اما نسبت
قادریه و نقشبندیه پس بیانش آنکه بسبب بیعت و همین توجهات آنجناب ایشان ارواح مقدس جناب
حضرت الثقلین و جناب خواجه بهاؤ الدین نقشبند متوجه حال حضرت ایشان گردیدند تا قریب یک ماه فی الجمله تنازع
در مابین هر دو همین مقدسین در حق حضرت ایشان ماند زیرا که هر واحد از ین هر دو امام تقاضای جذب
ایشان بتمامه بسوی خود میفرمودند تا آنکه بعد انقراض زمانه تنازع و وقوع مصالحت بر شرکت

والطریقه حضرت خواجه بهاء الدین نقشبند بخاری متحقق گردید و در طریقهٔ مجددیه محمدیه بیش بلاواسطه
احدی از جناب حضرت حق مستفید گردیده و آن حصول مقام اویسیه اگرچه محض بفضل الهی متحقق شده
لیکن آن از سببی از اسباب ظاهره عیزلی باید و آن سبب در حق این فقیر دعای حضرت پیر و مرشد
خود است و وجه ثانی انسلاک بطریق بیعت و اجازت در سلک مشایخ طرق مذکوره و آن برین وجه
که این فقیر را انتساب بیعت و اجازت بجناب قدوة العلماء والمحدثین و وارث الانبیاء والمرسلین و حجة
الله علی العالمین مولانا و مرشدنا شیخ عبد العزیز است و آنها از جناب والد ماجد خود شاه ولی الله
است و آنها از جناب والد ماجد خود شیخ عبد الرحیم و آنها از در طریقه چشتیه بجد ابوام خود شیخ
رفیع الدین و آنها از الشیخ قطب عالم و آنها از الشیخ نجم الحق جاین لده و آنها از الشیخ
عبد العزیز و آنها از القاضی خان یوسف ناصحی و آنها از الشیخ حسن طاهر و آنها از السید راجه حامد شاه
و آنها از الشیخ حسام الدین مانک پوری و آنها از الخواجه نور قطب العالم و آنها از الشیخ علاء الحق
و آنها از الشیخ اخی سراج و آنها از السلطان الاولیاء حضرت نظام الدین و آنها از امام
الزاهدین حضرت شیخ فرید الدین شکرگنج و آنها از الخواجه قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی
و آنها از نائب رسول الله حضرت خواجه معین الدین چشتی و آنها از الخواجه عثمان هارونی و
آنها از الحاجی شریف زندنی و آنها از الخواجه مودود چشتی و آنها از الخواجه یوسف چشتی و
آنها از الخواجه محمد چشتی و آنها از الخواجه ابو احمد چشتی و آنها از الخواجه ابو اسحاق چشتی و آنها از
الشیخ علو دینوری و آنها از ابی هبیره بصری و آنها از حذیفه مرعشی و آنها از السلطان التارکین
ابراهیم ادهم و آنها از الفضیل بن عیاض و آنها از عبد الواحد بن زید و آنها از الخیر التابعین
حسن بصری و آنها از امام الاولیاء قدوة الاتقیاء حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه و آنها از
بجناب سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العلمین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم و آله واصحابه اجمعین

و همچنین

روزی هر دو روح مقدس بر حضرت ایشان جلوه گر شدند. و تا قریب یکپاس هر دو امام بر نفس نفیس
ایشان توجه قوی و تاثیر زور آور مبذول فرمودند تا آنکه در همان یکپاس حصول نسبت هر دو طریقه علیه
ایشان گردید اما نسبت چشتیه پس بیانش آنکه روزی حضرت ایشان بسوی مرقد منور حضرت
خواجه خواجگان خواجه قطب الدین بختیار کاکی قدس سره العزیز تشریف فرما شدند و بر مرقد مبارک
ایشان مراقب نشستند و درین اثنا با روح پر فتوح ایشان ملاقات متحقق شد و آنجناب بر حضرت
ایشان توجهی بس قوی فرمودند که بسبب آن توجه ابتدای حصول نسبت چشتیه متحقق شد
بعد مرور مدتی ازین واقعه روزی در مسجد اکبرآبادی واقعه بلده دهلی در جماعت از مستفیدان
خود نشسته بودند چنانچه کاتب الحروف هم در سلک عتبه بوسان محفل هدایت منزل منسلک بود
همه حاضران آن محفل [illegible] بوده بود و حضرت ایشان بر همه مستفیدان توجه میفرمودند
بعد [illegible] کاتب الحروف متوجه شده فرمودند که امروز حق [illegible]
خود بلا واسطه [illegible] نسبت چشتیه ارزانی داشت من بعد آن در تعلیم طالبان نسبت چشتیه
[illegible] حضرت قطب الدین شاه ولی الله ولد شیخ ابو الفیض شاه عبد الرحیم فاروقی بودند
نسبت ایشان از طرف مادر با امام موسی کاظم میرسد و [illegible] خواجه قطب الدین بختیار کاکی [illegible] ایشان را
[illegible] قطب الدین نام [illegible] در سنه یکهزار و یکصد و هفتاد و چهار رحلت یافتند
[illegible] شاه عبد العزیز در سنه یکهزار و دو صد و سی و نه [illegible] وفات یافتند
[illegible] سید محمد [illegible] ایشان سجاده نشین [illegible] بود [illegible]
ایشان [illegible] حضرت [illegible] غوث الاعظم قدس الله سره [illegible]
مزار سید عبد العزیز [illegible] فرسنگ است [illegible] ایشان [illegible]
[illegible] آن فرزند [illegible] هجرت سفر اختیار کرده [illegible]
آورده داخل [illegible] ایشان [illegible] مولانا فخر الدین [illegible]

شده بود بعده حاجی صاحب معتقد شدند این طریقه را ... و الا هم دریده و ... لازم جوی ... از اشغال
خشک بر طریقت جوگی ها نسبت عشقیه چشتیه است از حضرت شاه عبد الباری مرید و خلیفه شاه عبد الرحمن
صابری امروهی تحصیل نمودند و بعد انتقال ایشان مصداق این بیت بوده ... بیت
بعد از گردد و لیدش نگردد جمع هستی از وجمله سیر ... بود با طریقت با جناب سید احمد قدس
کردند حضرت حاجی مولوی محمد قاسم در مجلسی با راقم الحروف نقل مینمودند که ... بعد ادای برکات
بعد فراغ مراقبه باهم می نشستند از اثر همت قوی ایشان جناب سید احمد صاحب ... ای
توجه ... اثر نسبت چشتیه است ظاهر می شد و اثر توجه جناب سید بر ایشان غالب
... رحمة الله علیهم و هم مولوی محمد صاحب ... ابراهیم ... علیهم
نقل مینمودند که عبد الله خان رئیس پنجلاسه ... شاه رحیم علی خان ...
برامی ورود ... سیاه دم میکردند قبل از ... آمد ...
کیفیت آن خبر از وی می پرسیدند میگفتند که مرشد من ... خود را
... بزرگ خود ... تصرف ارواح بزرگان در عالم ...
مثالیه ... حاجی شاه عبد الرحیم ولایتی ... یکهزار و دو صد و چهل
و شش همراه جناب سید احمد و مولوی محمد اسمعیل مرحوم و مغفور ... شهید شدند
رحمة الله علیه و کذا حضرت میانجی نور محمد مولد و موطن ایشان قصبه جهنجهانه است نسبت
طریقت از حاجی عبد الرحیم شهید ... داشتند و ... حضرت شاه عبد الرزاق ...
بودند و از اهل تجرید و تفرید و بکمال تجرد خود را و نسبت باطن ... که از حاجی صاحب
بایشان رسیده بود اخفا میکردند و در اتباع سنت آنحضرت صلی الله علیه وسلم ... بودند ...
... قضا نکردند اهل نسبت و صاحب همت قویه بودند در قصبه لوهاری ... ایام انتقال
اشتغال نمودند ... کسی را بر حال ایشان اطلاع نمی بود مگر ... حاجی امداد الله صاحب

ذوالفقار علی شاه و شاه آبادانی و میران شاه و میر فتح علی شاه قادری تعلیم و تکریم نموده پالکی ایشان را بر دوش
نهادند و اهل طریقه آخوند غفور صاحب میگویند که ایشان هم پالکی شاه آخوند گوی را بر دوش گرفته همچنین بار از زمانه
حضرت شاه عبدالرحمن حلقه ذکر از مریدان ایشان شنیده فرمودند که آخوند بابا شاه این طریقه سلسله را
از اهل طریقه ما شنیده گرفته اند قدس الله اسرارهم و گویند تصرفی داشتند که در هر شهر که میرسیدند
رئیس و غریب آن شهر پالکی ایشان را بر دوش نهاده نذرانه پیش می آوردند چون در بندر امید
رسیدند نواب فیض الله خان مغفور له رئیس شهر بودند بسعادت دارین نموده التماس مکانی اقامت
شهر خود گردیده نمودند و آغاپور ایشان را جاگیر داده و زیاده ازین هم ایشان را فتوحات غیبیه کثیر دست
میرسید تا هیچ بر فقرا و مساکین صرف میکردند و اوقات را روی اند که بکمال توجه و مناسبت موج غوث پاک
اکثر امور دینی و دنیوی از آنحضرت بر ایشان منکشف میشدند باشد که گرفته اند ادا ... آن دعا باشند
در عمر دوازده سالگی مرید پدر بزرگوار خود شاه عبدالباری شده بودند بعد انتقال پدر شان تعلیم طریقه
اشغال از عم خود شاه دوست محمد و خلیفه پدر خود سید حاتم علی شاه یافتند راقم بزیارت شان مشرف
شده بود مرد بزرگ و خوش اوقات بودند در آخر عمر سکر و سهو بر وی غالب بود و تمام زمان
حیات خود را در مشغولی نماز و اوراد بسر برده اند در نسبت و هشتم محرم سنه یکهزار ...
برحمت حق پیوستند در بنولا پسرش شاه غلام مصطفی سجاده نشین وی هستند ...
و در علم ... کردن تعویذ نقشهای نصیبی ... اثر میدارند و در طریقه پدری جد مردم را تعلیم
و تلقین می نمایند و هر سال عرس آباء کرام در امروهه باجتماع فقرا میکنند سلمه الله تعالی

ذکر حضرت حاجی عبدالرحیم از سادات ... افغانستان بوده اند ...
استعداد جبلی از وطن خود در هندوستان بطلب مولی ... آورده اند اول ...
نسبت باطن طریقه عالیه قادریه از شاه رحیم علی که از ... حضرت شاه ...
از کاملان هندوستان بوده اند ... راقم ... شاه رحیم علی که در ...

طریقت آنکه شیخ هر چه فرماید صفا است و اگر حرکات و سکنات شیخ در فهم مرید نگنجد در معنی
حضرت موسی و خضر علیهما السلام قیاس کند شعر بمی سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید
که سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزلها ۞ و شرط پیر در کتب قوم مرقوم است آنچه از نظر مولوی صاحب
موصوف بر عبارت و بیان افتاده است و باز هم مولوی صاحب از حاجی صاحب
نقل میفرمودند طالبی بزرگی عرض کرد چندان ریاضتها کشیدم بمقصد نرسیدم آن بزرگ
گفت از این زندگانی مردن به طالب صادق بود سنگ برداشت خواهد که بر سر زند طالب
بود آواز داد که بگوئید آن رهزن را که طالبان ما را هلاک میکند آن طالب واز رخ
با آن بزرگ چنانکه بود بیان نمود آن بزرگ رقص میکرد و میگفت این شعر ۵ بدم گفتی
و خورسندم عفاک الله نکو گفتی ۞ جواب تلخ میزیبد لب لعل شکر خا را ۞ انتهی بیدان
ارادت آن طالب صحیح بود چنانکه شعر شیخ سعدی رحمة الله تعالی علیه است ۵
۞ محبت را اثر ارادت میدار ۞ تا بزند مرد ستمکوی گوی ۞ و لولا عشق و محبت حاجی صاحب
جوش سینه پرشور و سوز جگر سوز و الم جانسوز که از دل غمناک از رساله درد غمناک ایشان مترشح
میباید دو گاهی از سینه بیکینه ایشان بحر توحید تیز جوش میزد و موجزن میشد چنانچه میفرمایند ۵
سنو یارو عجب قصه ہمارا ۞ بیان کرتا ہون جو ہین غمکا مارا ۞ مرا اک دلربا سے ملگیا دل ۞
ہوا تیغ نگہ سے اسکی بسمل ۞ اوٹھا کر زلف رخ اپنا دکہایا ۞ بلا مین عشق کی مجکو پہنسایا ۞
جو میں تہا ہر گردن سوز جگر لے ۞ کہ ان شرمنده دو زخکی شرر کو ۞ لگی ایسی تو ستمگر سے مری لو ۞
نہہان الفت کی جسکی دل میں جاہ ہو ۞ خدا کیواسطے اب تو کرم کر ۞ نہ مجہ عاجز پہ تو اتنا ستم کر ۞
میں ہر صورت سے درد و غم دکہایا ۞ دلی بیماری نہ تجکو رحم آیا ۞ ہو تو نزدیک میرے مجہے بہی رہ ۞
خفت سے ستے بہی ملنا ہو دشوار ۞ ہے مجہیں اور تجہیں ربط ایسا ۞ روان ہو وے تجہین جان علی یا
ابہی کسکی ہے ہر اپنی ان انتظاری ۞ یہ کیسی ہے تڑپ اور بیقراری ۞ فریبا تہا ہوا اور پیر دلیسا
نہین اہلتا ہو یہ بے پروائی کیسا ۞ یہ پروا دو زنک تقید کر تو ۞ مجہے اس بہید سے آگاہ کر تو ۞

حالا حاجی صاحب در مکه معظمه بر کوه صفا با اوقات صفت در رباط قیام میدارند سلمه الله تعالی

باشند اشتهار ایشان شده آن نیست چونکه شورش طلب مولوی مذکور سیده حاجی امداد الله
سلمه الله جوش زده ارادت با درویشان در آوردند شبی آنحضرت صلی الله علیه وسلم
اشاره ارادت آوردن بایشان کردند باز شبی دیگر پیر حاجی صاحب نیز اشاره بایشان
کردند حاجی صاحب بدریافت مقام و نشان ایشان متردد و متحیر بودند روزی ایشان
شخصی سر ارادت بر آستانه ایشان نهادند بمجرد مشرف شدن بشمایل بشرت ایشان
دریافتند که آن اشاره سراج منیر نبی نظیر صلی الله علیه وسلم در حق ایشان بود سر ایشان
بر زمین نهادند و دست خود در دست حق پرست پیر دستگیر دادند خود را چون مرده بدست
غسال سپردند و خط بندگی بر جبین خود نوشته پیشکش کردند و اتباع احکام ایشان بر خود لازم
و واجب انگاشتند چون بهمت در طلب حق و پیر پرستی چست بستند شیخ موصوف ایشان را
کامل طالب صادق یافتند بعد تعلیم ظاهر و تلقین باطن [illegible] آگاه کردند و
بکلمة الحق اشاره کردند نایب مطلق خود نموده اجازت [illegible] الله تعالی
[illegible] ماه رمضان سنه یکهزار و دوصد و [illegible] حاجی
امداد الله صاحب [illegible] شیخ فاروقی [illegible]
[illegible] نور محمد قدس سره اند حاجی مولوی محمد قاسم صاحب با راقم نقل فرمودند که شخصی
که جد آنحضرت صلی الله تعالی علیه وسلم که در لهاری و جلال آباد است حاجی امداد الله صاحب
را پوشیده بخواب دیدم تعبیر آن بر ظاهر است که ایشان بلباس شریعت و آداب طریقت
آراسته و پیراسته اند و طالبان را باتباع سنت و علوم شریعت و آداب طریقت
تعلیم و تلقین میفرمایند و خدمت خود از عالم رسیده روا ندارند و از کسی خدمت تعلیم
ظاهری از مریدان نپسندند و بتعلیم باطن امر فرمایند که دل خود را پیش پیر از خطرات
نگاه دارد و اگر خطره بدی جانب پیر رسانیده خود را مصفی دارد راقم گوید تا نسبت شیخ اندران راه کند
دامن شیخ بر خود لازم و واجب اند عمل به مقول که خود را صفا و وسع تا ادراک کند و در آورد

مکاتیبِ سیّد احمد شہیدؒ

سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نصب العین صرف اور صرف اعلاءِ کلمۃ الحق اور نصرۃ دینِ محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تھا۔ تحریکِ جہاد فرنگی اقتدار اور سکھ حکومت دونوں کے خلاف تھی۔

بنام شاه بخارا بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله الذی نور قلوب المؤمنین باخلاص النیة
و اتباع السنة و تکمیل الایمان و کرم وجوه السلاطین بنشر العدالة و فضل السماحة و دیانة
الادیان و فضل جنود المجاهدین ببسط الدرجة و عموم المغفرة و مزید الامتنان و الصلوة و السلام
علی محمد المبعوث بتتمیم التوحید و تعلیم السنة و مجاهدة ائمة الکفر و الطغیان و علی آله و اصحابه الذین
سوّوا الصفوف و سلّوا السیوف و سافروا الحتوف علی اعوان البغی و الطغیان اما بعد بر ضمیر
المهتدین و السلاطین العادلین و العلماء العاملین و جمیع المجاهدین و کافهٔ اهل خلوص و
ادیان آنکه از امیر المؤمنین سید احمد بهادر جامع الدین حضرت ظل سبحانی خلیفة الرحمانی
مهبط الطاف ربانی مورد عنایات یزدانی مسند آرای محافل سیادت و کیاست متکی پیرای
مجامع شجاعت و شهامت رونق افزای اورنگ نشین خلافت و اجلال فرمانروای کشور حشمت
و اقبال سرو نونهال بوستان جهانبانی گل سرسبد چمنستان کامرانی رونق شعایر شریعت غرا
ناشر مراسم ملت بیضا حامی انوار سنت سنیه ماحی آثار بدعت علما ناهی احکام رب العالمین
قاهر اعدای شرع مبین قامع بنیاد جور و کاه و مفسدت مؤسس ثبت خدمت اسلام مروج اساس دین
ارباب علم و حکمت ملجا وزراء اکابر اصحاب سیف و قلم فخر سلاطین خاندان عدل و سیاست
نور دیده مصابیح دودمان فضل و سیاست سلطنت بسلطان خاقان حامی المسلمین بعدل
بغایة و اعلی ادرمینن جمیل نما و مزین ادام جز جناب سر ... بعد اهدای اجداد
اهدای تحفه تسلیمات مسنون و تحیات اکرام مقرون و تبلیغات خصوص شخصیت و ...
نسبت گرامی و علو مراتب ... ملتمس میگردد آن ... روز ورود بغداد از خاندان
سادات عظام است و ... ازین مسکین بر سجاده
ارشاد و تلقین ... استقرار و تمکین ... اند
احکام رب العالمین و انبیاء ... مسلمین ...

...

بافادهٔ فیوضات فایز گردانیده چنانچه از اعلام بزرگواران این ضعیف متوجه بارگاه آن رسید
علم الله که از خلفای کبار حضرت سید آدم بنوری قدس سره احیای سنت محمدیه فیما بین جمیع اقران علم
بوده‌اند و در افشای طریقهٔ مجددیه از همه اخوان پیش قدم آن بنده عبودیت شعار بعنایت
قادر مختار در ساعات لیل و نهار بر طریقهٔ مرضیهٔ اسلاف کبار در تربیت جماعهٔ طالبین مشغول بوده
و در میان کافهٔ سالکین مقبول چنانچه جمعی کثیر و جمی غفیر از مسلمین انقیاد کیش و مشرکین [illegible]
از یمن تحویل دعوت رب قدیر بواسطهٔ این فقیر حقیر از درگاه و ابتهالات دربارگاه خالق
البریات مورد الطاف و کرم گردیده و بر صراط مستقیم راسخ القدم تسینهٔ صفا گنجینهٔ ایشان
از ظلمات شرک و بدعت خلاص یافت و در دل اخلاص منزل ایشان انوار خورشید توحید و
سنت تافت تعبدت کاملاً در ملأ الاطلاق و تحول ذره تا ملک بالای استحقاق آن احیای این بنده
ضعیف بانجام منعم حقیقی مشمول شدند و آمدهای این نحیف باتمام منعم تحقیقی نکوه و مخذول
ترغیبات این عاجز خاکسار در میان مجتهدین ابرار معمول گشته و ترهیبات این ذره بمقدار
در حق مبتدعین اشرار سیف مسلول آنجناب بسند اخلاص فایز بمدارج عز و اقبال گردیده
و ارباب بدعت و نفاق گرفتار نکبت و وبال هزاران هزار بنده خلایق بعید و شمار بشرف
بیعت مشرف شده و در منامات و معاملات بانواع بشارات مبشر چنانچه اهل اسلام
و مشاهیر خواص و عوام آن از الوات آثام مطهر و پاک گشته و در مدارج تقوی و ورع
چست و چالاک جماعهٔ مسلمین کامل الانقیاد در انصار شریعت محمدیه منسلک گردیده و در
زمرهٔ مخلصین راسخ الاعتقاد در انوار طریقهٔ مجددیه منهمک چهرهٔ صدها از نگ جهد اکثر اینکه
از مدت چند سال بتقدیر قادر متعال حال حکومت و سلطنت این مالک بر بنیوال گردیده
که انصاری نکوهیده خصال و مشرکین بد مآل بر اکثر بلاد هندوستان از لب دریای اباسین

نادر

تا ساحل دریای شور که تخمیناً شش ماهه راه باشد تسلط یافتند و در دوام تشکیک و تزویر نابر
اخلال دین رب خبیر یافتند و تمامی آن اقطار را بظلمات ظلم و کفر مشحون گردانیدند و عزت
رؤسای کبار را بانواع ذلت مقرون و جماهیر مسلمین را عموماً و مشاهیر حکام را خصوصاً
بانواع تکالیف رنجانیدند و بر مساجد و معابد اهل اسلام دست تعدی رسانیدند و در مقدمات
ریاست و سیاست و معاملات قضا و رسالت قوانین شرع را بر باد داده و آئین کفر را بنیاد
نهاده و بالجمله در آن بلاد و امصار و اصقاع و اقطار رسوم کفر مشهور گردیده و شعائر اسلام مستور
و رایات ظلم منصوب شده و اعلام عدل منکوب حق پرستی مفقود گشته و هوا پرستی معهود بنا بر این
سینه بی کینه بملاحظه این حال پر از رنج و ملال بود و در دل اخلاص منزل از شوق بهجت الآمال
غیرت ایمانی به نهانخانه دل در جوش بود و آرزوی اقامت جهاد در گنبد سر در خروش در این اثنا
این ضعیف را بر کاری دیگر برانگیختند و عزم ادای حج در خاطر ریختند الحمدلله که با جمعی از
مؤمنین مخلصین که تخمیناً هشت صد مردم باشند بآن مقام فیض التیام رسیدیم و بزیارت حرمین
شریفین مشرف گردیدیم و دست عقیدت و اخلاص بارکان متبرکه رسانیدیم و جبین اشتیاق
بر مواضع مقدسه مالیدیم و سر نیاز بر آستانه آن علی نیاز رسانیدیم و این جان ناتوان را نثار
خانه جانان گردانیدیم سبحان الله چه دریای رحمت بمکافات این اخلاص نیت و حسن طویت
موج زن گردید و چه ملاطفات دلربا در آن مقام دلگشای در مجازات این صدق و صفا
بمنامات و بشارات و معاملات خارج از حد حصار بر منصه ظهور رسید زهی الطاف نهانی و التفات
مهربانی که جان مشتاقین را شیفته و فریفته گردانید و حبذا انعام بیکران و اکرام بی پایان که سر
افتخار خاک نشین تا باوج عرش برین رسانید بیت اگر هر موج موی با صد زبان کند شکر
این نعمتش را بیان نه بتحریر الفاظها قطره‌ای شمار نه باشد یکی از هزاران هزار بالجمله آنچه از مشاهدات

بر طلوع و مکالمات گوناگون در آن مقام دیده و شنیده ام بعید ان خیال از وهم گنجیده و بمیزان
قیاس و فهم نمی سنجد آری این عطیه ربانی است که هر کرا میخواهد عطا میفرماید و موهبت احسانست
هر کرا میخواهد بآن مشرف مینماید اللهم لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت تبارکت ربنا
تست و از اعظم معاملات آن مقام این است که از درگاه رب جل و علا جلت عظمته از حضور
خیر البرایا علیه افضل الصلوة و التحیة در مقدمه اقامت جهاد و ترک غزو و فساد و بطریق الهام
ربانی و کلام روحانی باشارات غیبی در باب امامت مشرف ساخته اند و به بشارات لاریبی
در باب فتح و ظفر مستبشر در معاملات حقه باعلای کلمة رب العالمین و احیای سنت سید المرسلین
و استیصال کفره متمردین مامور ساخته اند و در مواعید صادقه بلقب مظفر و منصور ساخته اند
پس بنا بر اقامت همین رکن رکین یعنی نصرت دین متین و شکست رونق اعدای دین از
حرم محترم و آن مقام معظم معاودت نمودم و الا کدام عاقل که از شغل مقام دلکشا و مکان راحت
افزا جان خود را کشیده در کشاکش مصاحبت ارباب کفر و فساد و اصحاب جبت و جدل
اندازد و قطع نظر ازین اشارات و بشارات اینقدر لازم است که هرگاه بلاد اهل اسلام
در دست کفار لئام افتد بر جماهیر اهل اسلام عموما و بر امیر حکام خصوصا واجب موکد میگردد
که سعی و کوشش در مقابله و مقاتله آنها بجا آرند تا وقتیکه بلاد مسلمین را از قبضه ایشان برآرند
و الا اثم و گنهگار میشوند عاصی و ستمکار و از درگاه قبول مردود میگردند و از ساحت قرب
مطرود بنا بر علیه چند روز در وطن خود اقامت نمودم بعد از آن راه هجرت پیمودم و در بلاد
هند و سند و خراسان دور دور سیر کردیم و این تحفه بشارت پیش اکثر اهل بلاد رخیره بردیم
و این دعوت حق را بگوش هوش جمهور مسلمین رسانیدیم و اکثر مومنین مخلصین را در سلک
رفیق خود گردانیدیم آخر الامر وارد اوطان یوسفزئی رسیده مخلصین ایشانرا رفیق خود ساختیم

چنانچه تمامی سرگذشت این عاجز از توران و تغییر حال هندوستان از حجاج بیت الحرام و تجار
اهل اسلام و درویشان نوردان اقالیم سیاحت و واقفان بلاد دوردست تفحص فرمایند تا حقیقت
احوال منکشف گردد و از اینکه آنجناب و اسلاف بزرگواران آنجناب بغیرت ایمانی و حمیت اسلامی
موصوف اند و با علای اعلام دین و احیای سنت سید المرسلین معروف و دیانت و عدالت ایشان
مسلم طوایف انام است و تعلقات و حکایات ایشان زبان زد هر خاص و عام بلکه جابجا بر سر زمین
آن دیار و مشاهیر مستند چنین آن اقطار بغیرت ایمانی و حمیت اسلامی در جمیع اقالیم مشهور اند
و قلوب ایشان باخلاص نیت و حسن طویت مصدر حقیقی که بجای آوردن شریف در مقدمات دیانت و امانت
ضرب المثل شده و در رسوم مروجه آن طبقه شریفه در حق جابر مسلمین مسلط عمل گردیده بنا علیه
بر طبق منطوق لازم الوثوق و حرض المؤمنین علی القتال تجدید رفیع درجت آن حامی انوار
ملت حنیفا و دعای آثار رحمت ظلماء تا هر احکام رب العلمین قاهر اعدای دین متین نگارش
کرده میشود که حق جل و علا بکرم عمیم خود آنجناب را بمنصب غزا و کشورگشایی که اعلای مناصب
ارباب سعادت و اقصای مآرب اهل وجاهت است مشرف گردانیده پس در شکر این نعمت عظمی
لازم که همه اسباب راحت و فرحت و سامان عظمت و مکنت در تحصیل رضای رب العزت مصروف
کرده شود و در اعلای کلمه رب العلمین و احیای سنت سید المرسلین داد کوشش داده آید که
رؤسای بلاد هند و خراسان در مقدمه اطاعت و انقیاد تغافل ورزیده اند و در باب اقامت
جهاد تکاسل را از مقتضای حمیت عاطل گردیده و از حقوق عبودیت تغافل آورده اند که بنا بر
محبت ماسوی الله از امتثال احکام الهی پهلو تهی نمایند فی الحقیقت بنده و مؤمنی که غیرت
ایمانی ندارد در نفس الامر مؤمن نیست و تحکیمیکه مرغوبی را از مرغوبات نفسانی و امتثال احکام
ربانی ترجیح دهد مخلص نیست سبحان الله که با وجود تخریب بنای اسلام از دست کفار لیام می بینند و می شنوند

و علم جهاد برافراختیم و تکبیرات و مراتب بر سر اهل کفر تاختیم و جان و مال در رضاجوئی ایزد متعال
در باختیم اگرچه در مقدمهٔ قتل و قتال و جنگ و جدال الحکم الحرب سجال بر شیم مجال فتح و شکست در
جانبین متصور است اما الحمدلله والمنة که مؤمنین صادقین را نه در هنگام نصرت و غرور بهجتی بهم
رسد و نه در وقت شکست تقاعد و فتوری و از آنجا که به فحوای کلام ملک علام و سنت سید الانام و
بنا بر اجماع جمهور علمای عظام و مشارب علمای ذوی الاحترام و تصویب عقلای ذوی الافهام
اقامت این افضل ارکان اسلام یعنی قتال با کفار لئام بدون نصب امام یا مجتهد جامع الشرائط صورت نمی‌بندد
بنا بر علیه باتفاق جمعی از سادات کرام و علمای اعلام و قضات ذوی الاحترام و مشایخ عالی مقام
و خوانین ذوی الاحتشام و جماهیر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام بر دست این حقیر بیعت امامت
واقع گردید الحمدلله والمنة که مقاتلهٔ اهل کفر و عناد و صحبت جمعه و اعیاد تعبد مرور دهور بر
منهج صورت بست و هرچند این اضعف العباد از ادراک این منزل منیف بمراحل بعیدی
مستبعد بود اما چون باتفاق جماعات مؤمنین بر این منصب شریف مشرف گشت آن خالق البرایات
و عالم اسرار و الخفیات گواه است بر تعیینی که گاهی بر دل اخلاص منزل این بنده عبودیت شعار
و عام خاکسار آرزوی حصول معنی مملکت خواهی و مشیاری و تسلط بر بلاد و امصار و تحجیر بندگان
ملک منان و رد ما سر دامنی برادران و اخوان و طلب عزت و جاه هست در ریاست و امارت واقف
رؤسای عالیمقدار و سلب سلطنت سلاطین والاتبار و آشیانه خود نسبت سایر بندگان الهی
راه ندیده ام رسالت پناهی گاهی خطور هم نکرده و در سویدای آن هم نرسیده و بلکه مقصود از این بار
تمام این معرکه پیرائی و تحمل بدو آرزوی بجز از اعلای کلمهٔ رب العالمین و احیای سنت سید المرسلین و
استخلاص بلاد مؤمنین از دست کفرهٔ متمردین چیزی دیگر نیست قسم بر آنکه هرگز شعبه از شعب شیطانی
و شائبهٔ هوای نفسانی بدین داعیهٔ حقانی و الهام ربانی مخلوط نگردیده و الله علی ما نقول وکیل

تا آن غیرت ایمانی در دل ایشان جوشش نمی زند و حمیت اسلامی در سینهٔ ایشان خروش نمیکند
چگونه ادعای ایمان مینمایند و جان خود را در زمرهٔ محمدیان می شمارند آری محبت حق با محبت دنیا
مخالفت میدارد و حق پرستی با هوا پرستی متضادات تجویز اجتماع این هر دو امر در یک محل خیالی است
بر اختلال و وهمی است سراپا باطل محال الدنیا والآخرة ضرتان لا تجتمعان حدیثی است مأثور و کلام
جمع بین الحقیقة والمجاز مثلی است مشهور بیت هم خدا خواهی و هم دنیای دون این خیال است و محال است و جنون
چنانچه رؤسای بلاد مسطوره با وا داشتن این کردار رسیده و گرفتار در ذلت ادبار گردیده و از
وصول این اخبار وحشت آثار محفل جلالت منزل مشکوک بود بنابر آن طبیعهٔ اعمال کثیت تأمل تحریر نموده
و نکث و تعدی مشرکین هند بسمع مبارک رسانیده شد تا غیرت ایمانی که موروث از اسلاف کرام است بجوش
آید و اساس اهل کفر و ضلال را از پا بر اندازد و جمعیت جنود ابلیس لعین را بر هم زند و رونق بازار
اهل کفر و شرک بشکند هر چند ضلع اوطان بر سیف بزمی که فرودگاه این عاجز خاکسار است و سراسر
کوهسار چه بار اکه مهبط انوار اقبال و محفل مرکب اجلال ترا اندشته چه آن جناب انواع کارزار
در مقدمات انتظار بندگان پروردگار در پیش است و ضلع مذکور از دار الخلافت مبارک واقع
در اقطار و جماهیر مؤمنین رعایا و مشاهیر جنود و مشرکین نصاری با آنجناب عقد بیعت بر بسته اند
و مستعد طاعت و انقیاد و منتظر اقامت جهاد نشسته در این صورت اگر سعادت عظمی از عظمای
دین و مشارکت عملی از اعلام شرع مبین نسبت ایشان متحقق شود هر آئینه علو همت و دور رغبت
ایشان دو بالا گردد بنا بر آن طبیعه مناسب دولت جنابست که جمیع صغار و کبار را از علمای هند تنبیه
و از کیان معتبرین و سپاهیان شجاعت شعار و رعایای اتقیا وا را ترغیب فرمایند و جمعی را از
لشکر ظفر پیکر تعین نمایند و از خزانهٔ عامره پرورش مجاهدین کنند تا مشارکت آنجناب در
اعلای دین رب الارباب و استیصال اهل کفر و ارتیاب با حسن وجوه متحقق گردد و مجاهدین

فکر نیز

مذکورین را تقویت قلب بدست آید و چون تخت سلطنت بجهان فانی مشرف شده اند تمامیکه
ترجیح عالی اصول دین متین و ترسیم شرع مبین در آن دیار در انظار مروج و در نشر انوار عدالت
معروف اند و به پرورش ارباب هدایت مشغول همچنین اگر استخلاص بلاد مومنین از تصرف کفره
ملاعین بدست عسکر فیروزی اثر صورت بندد هر آئینه حمایت سابقه بحمیت لاحقه منضم گردیده
بمثابه نور علی نور بر انظار مخلصین مودت ظهور جلوه‌گر شود و غایت منتهای رضاجویی مولی
حاصل گردد و در درجه اعلی از مدارج جنت نعیم در جوار رب کریم مقعد صدق بدست آید
علاوه برین اکثر خزاین بیشمار در بلاد کفار ثبت است در تصرف انصار و اخیار آن دولت ابد
مستند مختار گردد و آنچه نقود بسبیل ارسال بتصرف بلاد و امصار عرض نمیشود در تجهیز افواج
مومنین و اعوان مخلصین بلاد مسلمین از دست کفره متمردین باستخلاص نموده قوانین شرع مبین
و رعایت سیاست و قضایا و عدالت کما حقه مرعی دارد مقصود این نیاز حاصل گردد که
تسلط سلاطین عادلین را بر تمام روی زمین بهتر از تسلط خود میشمارم زیرا که سلطنت هفت کشور
را بخیال هم نمی‌آرم و آنچه بنصرت دین متین و استیصال کفره متمردین متحقق گردیده تیر سعی
بر هدف مراد رسیده و از مقدمه مینگیت تأمل نمایند و تفکر عمیق بکار فرمایند که سرداران ملک
خراسان بچه رنگ مردی مصروف اند بظلم و تعدی معروف چنانچه رعایای ایشان
از حکومت ایشان بیزارند و تحرد ایشان بیکار و کفار فرنگ که بر هندوستان تسلط یافته
اند نهایت تجربه‌کار و هوشیار اند و حیله باز و مکار اگر بر اهل خراسان بپایند بسهولت تمام
جمیع بلاد آن بدست آرند تا از حکومت آنها بحدود ولایت آنجناب متصل گردد و از اطراف و جوانب
با اطراف بلاد اسلام متحد شود انواع مفاسد در میان مسلمین در دار الاسلام بحیله و مکر خواهند انداخت
و علم مخالفت آنجناب خواهند افراخت اگر فی الحال بکمک فیروزی اثر را آنجا تاخت فرمایند

و جنود آنها را زیر و زبر نماید البته از خیال تسلط بلاد مسلمین دست بردار شوند و دور کار رو با خود
گرفتار این مضمون را شامل مضامین شعریه با لطایف شعریه تقصد نمایند تا بلکه اگر فی الحال در رسند
ابواب در آمد آن ملاعین به دیار خراسان تغافل خواهند و آنچه در عرصه قریبه از طرف ایشان
در حق اهل خراسان بظهور خواهد رسید تماشا خواهند فرمود که آن ملاعین چه جرائم بس جسارت
و خیالات نهایت دور در دست میدارند و قطع نظر از مراعات این تدبیر نمودند که پس این قدر ضرور است
که بلاد هندوستان از اهل اسلام و ارباب نسبت کل کوه هندو فرنگ بالفعل بر آن مسلط گردیده
پس استخلاص بلاد مذکوره از دست آنها بر ذمه جمهور اهل اسلام عموماً و بر شاهنشاهی حکام خصوصاً
واجب آمد این فقیر بقدر استطاعت خود کوشش مینماید انجناب را لازم که بقدر طاقت خود سعی فرمایند
که آبادی سعادت انجناب بلکه بمجرد نام مشارکت آن والا القاب غلبه دین ترقی میگیرد و کار رو با
مجاهدین رونق می پذیرد زیرا که عنایات لطیف خبیر و اعانات رب قدیر بهیولای قیام جهاد بکمال
استعداد رسیده و ماده علو دین و اجتماع جنود مومنین آماده گردیده همین که همت عالیه متوجه
گردد بسهولت تمام سرانجام صورت این امر عظیم بر منصه ظهور جلوه میفرماید و اختتام این مهم فخیم
رو مینماید آینده سررشته بدست قدر مختار رشد آول در تاسیس ابتدائی تدبیر مساعی جمیله
برروی کار آرند و آنرا از عبادات جلیله شمرده بجهد تمام بجا آرند بعد از ان در تعذیب سوی
تقدیر همت عالیه بر نگارند و آنرا از عقائد جلیله قرار داده بر الواح قلوب بدنگارند که آیه و شاورهم
فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی الله نص است از کلام ملک علام و کلمه السعی منی و الاتمام من الله
قول است زبان زد هر خاص و عام بیت گفت پیغمبر باواز بلند بر توکل زانوی اشتر ببند
این است محض مقصود این فقیر و منبع مکنون مافی الضمیر لیکن از انجا که تشریح اجمال و تفصیل
این اجمال تحریر خامه بریده زبان شعر نمود و تقریر لسان انسان متیسر نباید علیه

جناب مستطاب ستوده آیات مآب مقرب بارگاه رب قوی مولانا عبد الحی هادی اسوه بکل عبقری عهد و
و قدوه اسوه بکل فطن و ذکی را که بر براه توحید اتباع سنت راسخ القدم اند و در تعدیه ترغیب
و ترهیب و وعظ و تذکیر قلم در براقه علم ایقانی بحر ذخار اند و در رشاقت بیان ایمانی سحاب ماطر
و در ارشاد سالکین بمنیر اند و در اراده طالبین بی نظیر در هدایت راه گم کردگان بادیه ضلالت
نجم ثاقب اند و در استیصال خبثاء اهل شرک و بدعت شمشیر برند و بغالب قدر مرافعت این فقیر اشعار
در در دست کشیده اند و کوه و دشت نوردیده در ملازمت این حقیر تشبیب و فراز ترسنگاه نگاه
دیده اند و گرم و سرد روزها چشیده و تبع املاء هدایت التیام مشتمل بر تقریر علم تحدیث بجا
بحضور لامع النور روانه کرده اند بواسطه قوت لسان و عذوبت بیان ایشان تفاصیل ما فی الضمیر
بسمع اشرف رسانیدیم آنچه از کلام هدایت التیام آن مجمع حسنات و منبع برکات فایض گردید از آنها
بر قمت قبول آرند و مضامین هدایت آگین آنرا از جنس جواهر علم معقول و منقول شمارند و از آنها
باعث سعادت دارین و جالب برکات نشأتین تصور فرمایند زیاده والسلام مع الاکرام تمام

بسم الله الرحمن الرحیم. از امیرالمؤمنین سید احمد بجناب خلایق مآب معلی القاب
رونق افزای اورنگ جلالت و زینت فزای کشور شهامت مسندآرای محافل سیادت و کیاست مهرگستر
پیرای مبادی صولت و شجاعت عظمت مآب ابهت انتساب نیزار اسکندر جاه فولاد چنگ جهاد
زاد اقباله و ضاعف جلاله ادام الله تعالی لما یحب و یرضاه و اوصله الی غایة ما یتمناه بعد از ادای
آداب تسلیمات مسنون و تحیات اخلاص مشحون بر رای جلالت پیرای واضح اگر از آنجا که حمیت دین
متین شعار بندگان عبودیت کیش ست و حمایت شرع مبین دثار محمدیان خیرانديش و تذلیل گروه تجبر
از علامات صولت ایمانی ست و تحقیر طایفه متغلبین از امارات سطوت سلطانی و آگاهی از اشرار متمردین اکمل
عبادات اسلام ست و اقامت جهاد مجاهدین افضل امارات حکام کامگار کنی از سمات غیرت دین
و انشگستی از جهات سیرت سلاطین مخالفت اعدای دین متین مبین رعایای اعلام نبوت ست
در آفت انتصار شرع مبین اهل مقتضای اخلاق فتوت تأیید اربابان نبوت سیف و سنان
نمره قوانین ابنا کبار رستم و کسر شوکت اهل فساد و استیصال ارباب بغی و عناد نتیجه آئین مهرشعار
ذوی الاقتدار و از بسکه دودمان عالیشان آن عظمت نشان از امتداد زمان منبع جاه و جلال
و مرکز عز و اقبال آمده و معدن معالی اخلاق و مهبط نتایج جود و کرم و مرجع ارباب فضل و علم
بوده از غایت سطوت ارکان آن خاندان قلوب متکبرین زمین و زمان میلرزید و از نهایت
صولت اعلام آن دودمان زهره متجبرین دوران میترقید لیکن از چند سال تجدید تمادی فعال
غلبه مشرکین هند و کفار فرنگ بجای آنکه اکثر ارباب ناموس و ننگ صدمت بسته جاه و جلال
ارباب علم و دیانت برهم گشته و عز و اقبال اصحاب حکم و ریاست درهم شده و جا به آرا اعلی جناب والا
جناب نگارش کرده میشود که آفرای جان ما تران و مال اسیج از زوال آن متاع قلیل الانتفاع
در جاه و جلال فنا مآل بروزی که گذشتنی ست دگر گذاشتنی ست در محکمه حساب و کتاب سوال و جواب بخشیده

مسبب الاسباب حاضر شدنی هر چند امروز در محافظت این کمال جد و جهد بجا آریم لیکن لابد روزی
آیند را گذاریم و بجنود عزرائیل و اعوان ملک الموت سپاریم پس چرا بکمال علو همت و وفور رضا
و رغبت بدست خود نثار مولای خود امروز نکنیم که فردا بکمال مسکنت و ذلت و حسرت و ندامت
بغیر خود بهم و متاع گشت بکمال وسعت و بال همراه بریم پس بهتر همین است که امروز باعلاء
کلمه رب العلمین و احیای سنت سید المرسلین و استیصال کفره مردین کمر بسته سازیم و علم ناموس شرع
مبین را باقامت جهاد با این صادقین و مشارکت مومنین مخلصین بر افرازیم هر چند اقامت جهاد و
ازاله کفر و فساد بر ذمه جماهیر اهل اسلام عموماً واجب است اما بر مشاهیر حکام خصوصاً اوجب
بنا بر آن علیه نگارش کرده میشود که این عاجز خاکسار ذره بمقدار بمقتضای حمیت اسلام و دعای
تایید دین خیر الانام با چندی از مومنین مخلصین از وطن مالوف خود بنیت استیصال هجرت
و اقامت جهاد برخاسته در بلاد هندوستان و خراسان دور و دراز سیر نموده دلهای مومنین را
بسوی ادراک این خیر ترغیب داده تا بوطان یوسف زئی رسیدیم و در آنجا برفاقت مومنین
آن دیار و اعانت مخلصین آن اقطار مقدمه جنگ یکبار دو جنگ کارزار با کفار گمراه سیاه
کردیم الحمد لله و المنة که علامات فتح و نصرت بر طبق وعده حضرت رب العزت آیتی و کان حقاً
علینا نصر المومنین مظفر و منصور گردیدیم گو که در بعضی اوقات بنا بر مشارکت چندی از منافقین
نیک و گزندی بجنود مومنین رسید فاما اصل شجره اقامت جهاد و اساس بنیان استیصال کفر
و فساد بر جای محکم گردید که از فرو ریختن چندی از برگ ها بنا بر مصادمت صرصر شورش نگارزار
و بیجا شدن چندی از کلوخ و سنگ بنا بر تزلزل بعضی از نامردان بی ناموس و ننگ اصل اصیل
و اساس مرصوص بنی جنبه بلکه مومنین مخلصین را عرق غیرت ایمانی و حمیت اسلامی بیش از پیش در
جوش آمده و بر زبان مسلمین صادقین نعره نحن انصار الله از چار سوی در خروش هزاران هزار

خلایق بعید و نزدیک حلقهٔ اطاعت و انقیاد در گوش و غاشیهٔ استقامت و سداد بر دوش

انداخته‌اند و تاج عزت و حمیت بر سر و خلعت شجاعت و شهامت در بر ساخته‌اند و از محبت

جان و مال و اهل و عیال و عزت و نمایش و راحت و آسایش دست افشانده کمر همت بسته

و در میدان اعلای اعلام دین و احیای سنت سید المرسلین چون شیران غران بر جسته و از سکه

بفحوای کلام ملک علام و سنت سید الانام و فتاوای علمای کرام اقامت این عمده ارکان اسلام بدون

نصب امام بر وجه مشروع صورت نمی‌بندد و بنابر آن علیه جمعی از سادات کرام و علمای اعلام و قضاة

و مشایخ عالیمقام و امرا و ذوی الاحتشام و تجار و سایر خواص و عوام بر دست این فقیر بیعت

نموده‌اند الحمد لله و المنه که بعد مرور دهور مقابلهٔ اهل کفر و عناد و صحبت جمع و اعیاد بر وجه مسنون

صورت بست هر چند این بندهٔ ضعیف بحصول این منصب شریف اولا به بشارات غیبی مسرور بود

و ثانیا باتفاق جماهیر مومنین مشرف گشت فاما عالم السرائر و الخفیات گواه است که از تمام این

معرکه‌پیرایی و عربده‌آرایی غیر از اعلای کلمهٔ رب العلمین و احیای سنت سید المرسلین و استخلاص

بلاد مومنین از دست کفار و مشرکین امری دیگر مقصود نداریم و آرزوی تسلط بر بلاد

و امصار و تملک خزاین جبابره و سلطنت سلاطین والا تبار و ریاست رؤسای عالیمقدار

و استیلا و ... از بندگان پروردگار و آستان سید الابرار گاهی بخیال هم نمی‌آریم و هرگز گرد

شعبهٔ وسوسهٔ شیطانی و شائبهٔ تمنای نفسانی با ... محفل ما نگردیده و السلام علی ... بیاید

پس هرگاه این عاجز خاکسار و ذرهٔ بیمقدار با وجودیکه خانه‌نشینی کار ماست و عزلت گزینی

شعار ما بمقتضای غیرت ایمانی و حمیت اسلامی خالصا لوجه الله و محض ابتغاء لمرضات الله

کمر همت بسته تا بر نصرت دین متین و حمایت شرع مبین بمیدان استقامت قدم ثابت

نهاده‌ایم و تعهد جهد و طاقت داد کوشش‌ها داده‌ایم یقین واثق است که از الا جاه که بغیرت

و حمیت خاندانی مصروف اند و غیرت بما گرفتی و اعدا کشی مصروف دارند و اعلای اعلام دین و
احیای سنت خاتم النبیین و استیصال کفره منکرین دین و استخلاص بلاد اسلام از دست کفار و
مشرکین و اجرای احکام رب العالمین و انتظام مجاری سیاست و عدالت بر قوانین شرع مبین البته
همت والانهمت خواهند ساخت و علم شجاعت و شهامت و لوای صولت و استقامت خواهند
افراخت لیکن اگر توجه موکب اجلال بدین دیار در انظار متعذر و دشوار نماید لازم که جمیع صغار
و کبار و علمای اخیار و امرای ذوی الاعتبار و سپاهیان شجاعت شعار و غازیان اتقیا آثار
را ترغیب نمایند و جمعی را از لشکر ظفر پیکر متوجه این سمت نمایند و در اعانت مجاهدین لشکر از جان و
مال همت گمارند تا مشارکت در الاتیان به اعلای دین مسبب الارباب و استیصال اهل کفر و
ارتیاب با حسن وجوه بر منصه ظهور گراید و حظی وافی از منطوق آیه فضل الله المجاهدین باموالهم
وانفسهم علی القاعدین درجة بدست آید چنانکه در بدایت دولت ایلخانیان ممتاز بنی نوع اند
همچنین به درجات عالیه جنت نعیم و مقعد صدق در جوار رب کریم مباهی امثال شوند و آن را امید بر
طبق مواعید صادقه کلام ربانی و کان حقا علینا نصر المؤمنین و ان تنصروا الله ینصرکم و یثبت اقدامکم
و هم بموجب اشارات غیبی و بشارات لاریبی که این فقیر را آن مبشر است که فتح مبین و نصرت جلیله
ظهور خواهد داد و نفوذ این بسیار در بلاد کفار رنگ گرفت و از دست تصرف انصار اخیار خواهد افتاد
این فقیر تحصیل مال و منال و تصرف بلاد و امصار غرضی ندارد هرگاه از اخوان مومنین استخلاص
بلاد از دست کفار و مشرکین نموده و اجرای احکام رب العالمین و احیای سنت سید المرسلین
کوشند و قوانین شریعت و رایت عدالت مرتفع داشته شود مقصود این فقیر حاصل گشت و تیر سعی
بر هدف نشست و از تعهد مهام سلطنت شاغل نزاهند و شغل درویشی را کار فرمایند و دولت دو جهانی
و سعادت جاودانی بدست آرند ۵

سُلطان محمّد خاں کی لشکر کشی

دُرّانیوں کا لشکر ہُوتی کو

وقائع میں ہے کہ موضع تورو سے وکیل خاں نے اطلاع کی کہ احمد خاں، جو دُرّانیوں کا لشکر پشاور لینے گیا تھا، اب لشکر لیے ہوئے آتا ہے۔ رسالدار عبدالحمید خاں نے سردار فتح خاں کے مشورے سے سیّد صاحبؒ کو اس خبر کی اطلاع کی۔ سردار سُلطان محمّد خاں نے مُلک سمہ کے خوانین کو ڈرایا دھمکایا کہ تمھارے مُلک میں ہمارا بھائی یار محمّد خاں مارا گیا ہے اور مردان اور ہُوتی کو بھی تم نے چھنوا دیا ہے۔ اب ہم آتے ہیں تم سب سے سمجھیں گے اور اپنا عوض لیں گے۔ لشکر کے ساتھ سردار سلطان مُحمّد خاں، سردار پیر محمّد خاں، سردار سیّد محمّد خاں اور عظیم خاں کا بیٹا حبیب اللہ خاں بھی تھا۔

خوانین کا مشورہ

رسالدار عبدالحمید خاں نے سردار فتح خاں کے ذریعے علاقے کے تمام خوانین کو جمع کروایا اور مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ ان سب کا یہی مشورہ ہُوا کہ سیّد صاحبؒ کو اس کی اطلاع دینی چاہیے۔ آپ کا تشریف لانا ضروری ہے۔ چنانچہ ان سب کی طرف سے اس مضمون کی ایک عرضداشت لکھی گئی کہ دُرّانیوں کا لشکر ہماری طرف آتا ہے، ہم سب نے مشورہ کیا ہے کہ آپ یہاں تشریف لائیں اور ہم لوگ آپ کے لشکر کے ساتھ اُن کے مقابلے کے لیے بڑھیں۔

سیّد صاحبؒ پنجتار میں

سیّد صاحبؒ نے رسالدار صاحب کو لکھا کہ تم اپنے سوار لے کر امان زئی کی گڑھی میں ڈیرہ کرو۔ اس میں اس علاقے کے لوگوں کو تقویت اور تسلّی ہو گی اور ان خوانین کے سوال و جواب میں فتح خاں کو لکھا کہ تم سب خوانین کی تسلّی کرو کہ کسی امر کا اندیشہ نہ کریں اللہ تعالیٰ سب طرح سے خیر کرے گا۔ ہم نے رسالدار عبدالحمید خاں کو لکھا ہے۔ وہ تمھارے یہاں کوچ کر کے امان زئی کی گڑھی میں جا کر ڈیرہ کریں گے۔ ہم بھی جلد انشاء اللہ تعالیٰ تمھارے یہاں آتے ہیں۔

آپ نے امب سے کوچ کی تیاری کی۔ مولوی خیرالدین صاحب شیرکوٹی کو چھتربائی میں برقرار رکھا۔ حافظ مُصطفٰے کاندھلوی کو اُن کی مدد کے لیے دیا۔ مولانا اسمٰعیل صاحب اور شیخ ولی محمّد صاحب پھلتی کو امب میں مُقرر کیا اور چھتربائی اور امب میں تین سَو کے قریب آدمی چھوڑے

اور اتنے ہی آدمی اپنے ہمراہ لے کر کوچ کیا اور پنجتار پہنچ کر اپنے قدیم برج میں قیام فرمایا۔ آپ نے اُن سب خوانین کو پنجتار میں طلب فرمایا، جنھوں نے آپ کے بلانے کے واسطے خط بھیجا تھا اور اُن سے گفتگو کی عشر کا غلہ، جو جابجا جمع تھا، اُس کو محفوظ کرنے کے لیے دو جگہ جمع کرنے کا بندوبست کیا۔

توُرو میں | چند دن کے بعد یہ اطلاع ملی کہ دُرانیوں کا لشکر ہُنگنی سے کوچ کر کے دریا مُنڈے سے اُتر کر چارسدے میں آگیا۔ آپ نے کوچ کی تیاری کی اور ضروری اسباب تیار کر کے پنجتار سے روانہ ہو گئے۔ آپ کے ہمراہ چار سو آدمیوں سے زائد تھے۔ امان زئی کی گڑھی میں آپ نے قیام فرمایا۔ دُرانیوں نے چارسدے سے کوچ کر کے موضع اُتمان زئی میں ڈیرہ کیا تھا۔ جب اُنھوں نے سید صاحب کو سنا کہ آپ پنجتار سے امان زئی کی گڑھی میں داخل ہوئے، تو وہ اُتمان زئی سے کوچ کر کے موضع ہوتی میں آکر ٹھیرے۔ جب یہ خبر آپ کو ہوئی، تو آپ امان زئی کی گڑھی سے کوچ کر کے موضع توُرو میں تشریف لے گئے اور وہیں ڈیرہ کیا۔

سرداران پشاور کو فہمائش و نصیحت | سید صاحب نے مولوی عبدالرحمن صاحب کو، جو موضع توُرو کے رہنے والے تھے، اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ ہماری طرف سے تم سردار سلطان محمد خاں کے پاس جاؤ اور اُن کو سمجھاؤ کہ ہم ہندوستان سے اپنا گھر بار چھوڑ کر محض جہاد فی سبیل اللہ کے واسطے اس مُلک میں آئے ہیں کہ کافرِ لاہور سے جہاد کریں اور تم سب مسلمان بھائی ہمارے شریک ہو۔ یہاں کے اور مسلمانوں سے پہلے تم نے ہمارے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ حیرت کا مقام ہے کہ ہم مسلمانوں کی شرکت چھوڑ کر تم نے کافروں اور باغیوں کی رفاقت اختیار کی۔ تم کو مناسب ہے کہ تم مسلمانوں سے مقابلہ نہ کرو اور اپنے شہر کو جاؤ۔ ہم کو کسی طرح یہ بات منظور نہیں کہ مسلمانوں سے جدال و قتال کریں۔ اگر تم نہ مانوگے، تو یہ بات سمجھ لو کہ اس میں تمھارے دین کا بھی نقصان ہے اور دُنیا کا بھی، ہم نے اپنی حُجتِ شرعی تم پر قائم کر دی۔ آگے تم جانو، چار مُلّا اور بھی اُن کے ساتھ گئے۔

سلطان محمد خاں کا جواب تیسرے روز اُنھوں نے آکر کہا کہ سلطان محمد خاں نے آپ کے پیغام کے جواب میں کہا کہ تم ہم سے ابلہ فریبی کی باتیں کرنے آئے ہو کہ سید بادشاہ فرماتے ہیں کہ ہم ہندوستان سے اس مُلک میں محض جہاد فی سبیل اللہ کے واسطے آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہمارا مقابلہ نہ کرو، اپنے وطن کو چلے جاؤ، نہیں تو تمھارا دین و دُنیا میں نقصان ہوگا۔ ہم اُن کے اِن فریبوں میں ہرگز نہیں آئیں گے۔ بھلا ہم اُن کی ایسی دینداری اور پرہیزگاری کی باتوں کو کیونکر مانیں اور سچ جانیں؟ اوّل تو اُنھوں نے ہمارے بھائی یار محمد خاں کو قتل کیا اور مسلمانوں کے لشکر کا تمام مال و اسباب لُوٹ لیا۔ علاوہ اس کے احمد خاں کے موضع مردان اور ہُوتی کو تاراج کیا۔ جہاد فی سبیل اللہ اُنھوں نے اسی کا نام رکھا ہے۔ ہمارے بھائی یار محمد خاں پر اُنھوں نے رات کو چھاپا مارا تھا اس میں وہ فتحیاب ہو گئے۔ اب دن دوپہر ہم سے مقابلہ کریں، تب اُن کی للّٰہیت اور شجاعت کا حال معلوم ہو، اور دو چار دن کے عرصے میں جو ہوگا، دیکھ لینا۔

سید صاحب کی طرف سے اتمام حجت مولوی عبدالرحمٰن صاحب سے سردار سلطان محمد خاں کی یہ پوری تقریر سن کر سید صاحب نے فرمایا کہ اب کی بار تم پھر جاؤ اور نرمی کے ساتھ ہماری طرف سے اُن کو سمجھاؤ کہ تم ناحق پر اصرار نہ کرو، خدا سے ڈرو اور اس بات کو یاد کرو کہ جب ہم اوّل مُلک سندھ سے آئے اور تمھارے قلعہ قاضی میں اُترے اور تم استقبال کر کے ہم کو وہاں سے کابل لے گئے اور وزیر کے باغ میں تم نے ہم کو اُتارا، ہماری ضیافتیں کیں، ہم نے تم لوگوں کو جہاد کی دعوت دی، تم نے اور تمھارے بھائی یار محمد خاں اور بہت صاحبوں نے ہمارے ہاتھ پر بیعت کی اور اس بات کا عہد و پیمان کیا کہ ہم جان و مال سے تمھارے اس کارِ خیر میں شریک ہیں اُن دنوں تمھارے اور تمھارے بھائی دوست محمد خاں کے درمیان ناچاقی تھی۔ ہم نے چالیس روز وہاں للّٰہ فی اللہ اس واسطے قیام کیا کہ تمھارے درمیان صُلح کرا کے تم کو ملا دیں کہ تم آپس کی نزاع چھوڑ کر جہاد فی سبیل اللہ میں ہمارے شریک ہو اور کافر لاہور سے لڑ کر اسلام کی ترقی ہو، مگر تم کسی طرح ہمارے ملانے سے نہ ملے، اپنے ہی اصرار پر قائم رہے۔ تمھارے بھائی دوست محمد خاں نے علانیہ ہم سے کہا کہ میں سچا مُسلمان ہوں جس اعتقاد اور صاف دلی سے مَیں آج آپ سے

بلا ہوں، اسی طرح زندگی بھر آپ سے ملتا رہوں گا، اور یہ میرے بھائی منافق اور دغا باز ہیں۔ یہ آپ سے کبھی وفا نہ کریں گے۔ ہم نے اُن کے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا۔

پھر جب وہاں سے ہم پشاور ہوتے ہوئے ملک سمہ میں آئے اور بدھ سنگھ سے مقابلہ ہوا، تو وہی بات، جو تمھارے بھائی دوست محمد خاں نے کہی تھی، پیش آئی۔ پھر تمھارے بھائی یار محمد خاں نے سکھوں سے خفیہ مِل کر واللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّوَاب ہم کو زہر بھی دیا، مگر اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بچا لیا۔ مقابلۂ کفار کے وقت وُہ طرح دے کر آپ بھاگ گیا۔ لڑائی بگڑ گئی۔ چند روز کے بعد وُہ خود فوج کشی کر کے پشاور سے ہمارے اُوپر چڑھ آیا۔ ہم نے آدمی بھیج کر اس کو بھی بہت سمجھایا، مگر وُہ اپنی شامتِ نفس سے نہ سمجھا۔ آخر مارا گیا۔ اِس میں ہماری کون سی خطا ہے؟

اِسی طرح یہاں کے تمام مُلک و خوانین نے بیعتِ امامت کی اور سب نے عُشر دینے کا اقرار کیا۔ ان میں احمد خاں بھی تھا۔ اب کی بار جب اس عُشر کے بندوبست کے لیے سب مُلک اور خوانین بُلائے گئے اور سب نے پھر از سرِ نو عُشر دینے کا عہد و پیمان کیا، تو احمد خاں نہیں آیا اور باغی ہو کر پشاور کو بھاگ گیا اور وہاں سے تم کو لڑائی کے واسطے چڑھا لایا۔ ہم نے جس طرح تمھارے بھائی یار محمد خاں کو فہمائش کی تھی، اُس کو بھی کی۔ اُس نے نہ مانا۔ اب تمھیں ہم فہمائش کرتے ہیں۔ اگر مانو گے، بہتر؛ ورنہ ہم پر الزام نہیں۔

اور تم جو یہ کہتے ہو کہ تم نے یار محمد خاں پر رات کو چھاپا مارا، اس سبب سے تم فتحیاب ہوئے؛ اگر دن دوپہر کو ہم سے مقابلہ کرو، تو تمھاری بہادری اور مردانگی کا حال معلوم ہو، اُس کا جواب یہ ہے کہ نہ ہم رات کو تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں، نہ دن کو، اس لیے کہ تم مسلمان ہو اور ہم تو کفار سے لڑنے کو آئے ہیں۔ اگر تم خود زیادتی کر کے ہمارے مقابلے میں آؤ گے، تو ہم مجبور ہیں۔ اپنے بچانے کو جو کچھ ہم سے ہو سکے گا، کریں گے۔ ہم کو اُمید ہے کہ جس خدا نے رات کو تمھارے بھائی پر فتحیاب کیا تھا، وُہی خدا تم پر دن کو فتحیاب کرے گا۔ مگر بہتر یہ ہے کہ تم خدا سے ڈرو اور ناحق پر اصرار نہ کرو، بُرائی کا انجام بُرا ہی ہوتا ہے، وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی،

اور ایک خط دیا۔[1]

سلطان محمد خاں کا متکبرانہ جواب مولوی عبدالرحمن صاحب اور اُن کے ساتھیوں نے واپس آکر بیان کیا کہ سردار سلطان محمد خاں نے درشتی سے جواب دیا کہ ان قصّوں کہانیوں کی کچھ ضرورت نہیں، اپنے گھر کو جاؤ اور خبردار! پھر ہمارے پاس نہ آنا اور نہ سید بادشاہ کا پیام لانا۔

اُنھوں نے یہ بھی بیان کیا کہ سمہ کے اکثر مَلک اور خوانین خفیہ طور پر سردار موصوف سے ملے ہُوئے ہیں۔ اُنھوں نے سردار ممدوح سے یہ بھی کہا ہے کہ سید بادشاہ یہاں تورو میں تنہا خود ہی لشکر کے ساتھ ہیں۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب، جنھوں نے سردار یار محمد خاں پر شبخون مارا تھا، وہ ان دنوں موضع امب میں ہیں۔ ہم نے پنجتار سے سید بادشاہ کو بُلا کر شکار کی طرح تمھارے سامنے کر دیا ہے۔ اب تم اُن سے نبٹ لو۔

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی آمد سید صاحبؒ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو طلبی کا خط لکھا اور

---

[1] "منظورۃ السعداء" میں اس سلسلے کے دو خط سلطان محمد خاں کے نام اور ایک خط سلطان محمد خاں کا نقل ہُوا ہے۔ سید صاحبؒ نے اپنے پہلے خط میں اپنی ہجرت اور جہاد کا مقصد بیان کیا اور تحریر فرمایا کہ ہم اس مُلک میں محض کفار سے جنگ کرنے کے لیے آئے تھے ہمارا کسی مسلمان سے جدال وقتال کا ارادہ ہرگز نہ تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ خود ہمارے کلمہ گو بھائیوں نے مزاحمت کی اور ہمارے اوپر لشکر کشی کر کے ہم کو نیست و نابود کرنا چاہا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم بے سروسامان اور کمزوروں کی مدد فرمائی۔ ہم پہلے بھی عاجز و ناچار تھے، اب بھی عاجز و ناچار ہیں۔ البتہ اُس قادر مطلق مالک الملک کی بطش شدید سے ڈرنا چاہیے، جو اپنے کمزور بندوں کی مدد کرتا ہے۔

اوست سُلطاں، ہرچہ خواہد آں کند　　عالمے را در دمے ویراں کند

ہست سُلطانی مُسلّم مر اورا　　نیست کس را زہرۂ چون و چرا

سلطان محمد خاں نے اُس کا بڑا متکبرانہ جواب دیا اور لکھا کہ "آپ کا یہ کہنا کہ ہم اس مُلک میں محض کفار سے جہاد کرنے آئے تھے اور ہم کو مسلمانوں سے کچھ سروکار نہیں، محض ابلہ فریبی ہے۔ آپ کا عقیدہ فاسد اور آپ کی نیت کاسد ہے۔ آپ فقیر بنتے ہیں اور ارادہ امارت کا کرتے ہیں۔ ہم نے بھی اس بات پر کمر باندھ لی ہے کہ تم جیسے لوگوں کو ختم کر کے اس زمین کو پاک کر دیں گے۔"

اس خط کو پڑھ کر اگرچہ اکثر لوگوں کی رائے یہ ہُوئی کہ اب کچھ گفت و شنید کی گنجائش نہیں ہے، لیکن سید صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک بار اور اتمامِ حجت کرنا چاہیے۔ آپؒ نے ایک دُوسرا لکھا جس میں سلطان محمد خاں سے خواہش کی کہ کسی خلاف شرع بات کی نشان دہی کی جائے، جو ہم لوگوں سے صادر ہوئی ہو۔ اگر ایسا کوئی فعل ثابت ہو گیا، تو کسی لشکر کشی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہم خود شرعی سزا کے لیے حاضر ہو جائیں گے اور آپ کو یہاں تک آنے کی تکلیف نہیں دیں گے۔ سلطان محمد خاں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

فرمایا کہ وہاں کے انتظام اور بندوبست کے لیے سید اکبر صاحب کو مقرر کرکے آپ اور شیخ ولی محمد صاحب پھلتی جلد آجائیں۔ شاہ صاحب نے سید اکبر صاحب کو وہاں کا ذمے دار بنایا، شیخ بلند بخت دیوبندی کو قلعدار کیا اور مولوی خیر الدین صاحب کو بدستور جیبر بائی میں رکھا اور اسباب سے کچھ کم دو سو غازی ہمراہ لے کر شیخ ولی محمد صاحب کے ساتھ موضع تورو کو روانہ ہو گئے۔ جب موضع تورو دو یا ڈھائی کوس رہا، آپ نے سید صاحبؒ کو اپنے آنے کی اطلاع کی۔ سید صاحبؒ نے کہلایا کہ آپ وہیں تشریف رکھیں اور ہمارے آدمیوں کا انتظار کریں۔ رات ہی کو آپ نے کوئی تین سو مسلح آدمی مولانا کے لینے کو بھیجے۔ نماز فجر کے بعد بڑے تجمل و اہتمام سے تورو کو روانہ ہوئے۔ جب تورو کے قریب پہنچے، تو سید صاحبؒ چند آدمیوں کے ساتھ استقبال کو آئے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ مخالفین پر رعب ہو کہ مولانا اپنے مجاہدین کے ساتھ آ پہنچے۔

مولانا کے آنے کے بعد دوسرے دن نماز عشا کے بعد مخبر نے خبر دی کہ سردار سلطان محمد خاں سے نجومیوں نے گھڑی ساعت دیکھ کر کہا ہے کہ کل سویرے تم اپنا کل لشکر لے کر سید بادشاہ کے لشکر کے سامنے جاؤ اور ادھر اُدھر گشت کرکے چلے آؤ، پھر اس کے اگلے روز اُن سے مقابلہ کرو، تمھاری فتح ہو گی۔ سو کل اُن کا لشکر ضرور آئے گا، آپ ہوشیار رہیں۔

اگلے روز گھڑی، ڈیڑھ گھڑی دن چڑھا ہو گا کہ طلیعہ کے ایک سوار نے آکر اطلاع دی کہ درانیوں کا لشکر آتا ہے۔ نقارہ بجا اور لوگ تیار ہو کر اُس طرف کو روانہ ہوئے اور موضع تورو سے نکل کر آدھ کوس پر جمع ہوئے۔ سردار سلطان محمد خاں ادھر سے آتے آتے پاؤ کوس کے فاصلے پر مع لشکر کے کھڑا ہو گیا۔ اس عرصے میں ایک سوار آیا اور کہا کہ ہمارے سردار سلطان محمد خاں نے کہا ہے کہ آج تو ہم یوں ہی سیر و تماشہ کے طور پر آئے ہیں، مگر کل ہم آکر آپ سے مقابلہ کریں گے۔ آپ نے اُس سوار سے فرمایا کہ تم اپنے سردار سے ہماری طرف سے کہ دینا کہ ہم نہ آج تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور نہ کل، لیکن اگر تم خود چڑھ کر آؤ گے، تو ہم مجبور ہیں۔

تحریر۔ حضرت سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

مایار کی جنگ

جنگ کی تیاری | تُرو اور ہوتی کے درمیان مایار نام کا ایک مقام تھا[1]۔ اُس کے کنارے مشرقی جانب ایک چشمے دار پانی کا نالہ[2] تھا۔ اُس کی حفاظت کے لیے سید صاحبؒ نے اپنے لشکر کے چند قندھاری مُتعین کر دیے۔ وہ وہاں رات دن رہتے تھے۔ رات کو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے فرمایا کہ کل سردار سلطان محمد خاں نے آپ سے لڑائی کا وعدہ کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کل سویرے آکر اس نالے اور مایار پر اپنا بندوبست کرے، تو پانی اور وہ بستی ہم سے چھوٹ جائے اور مایار کے گرد پکّی دیوار ہے، وہ لڑائی کے لیے بڑے موقع کی جگہ ہے۔ آپ اُس کا ضرور کچھ بندوبست کریں آپ نے مولانا کی یہ تجویز بہت پسند کی اور مُلا لعل محمد اور مُلا قطب الدین سے فرمایا کہ تم اسی وقت دو سو آدمیوں کے ساتھ جا کر اُس نالے پر اپنا مورچہ قائم کرو۔ ہم نے تم کو اس کام پر متعین کیا ہم سے اور دُرّانیوں سے کیسا ہی سخت مقابلہ پڑے، تم اس نالے کو نہ چھوڑنا۔

دعا | آپ کے حکم سے رات بھر لشکر تیار رہا۔ تمام پیادہ و سوار رات بھر بیدار اور ہتھیار

---

[1] یہ مقام اب بھی ہے۔ بڑا گاؤں ہے۔ عرفِ عام میں اسے "مایار" کہتے ہیں۔ "منیار" بھی لکھا جاتا ہے۔

[2] یہ نالہ طیبانی ندی ہے جو مردان و ہوتی کے پاس سے گزرتی ہوئی مایار اور تُرو کے پاس بہتی ہے۔ یہ سارے مقامات اسی کلیانی ندی کے کنارے پر واقع ہیں۔

باندھے ہوشیار رہے۔ صبح کی نماز میں بہ نسبت اور دنوں کے آپ کے ساتھ نمازیوں کی بڑی کثرت تھی۔ نماز کے بعد آپ نے بڑی دیر تک ننگے سر ہو کر بڑی گریہ وزاری اور عجز و انکسار کے ساتھ دُعا کی۔ پروردگار کی جبّاری و قہّاری اور اپنی ناتوانی و خاکساری کا ایسا بیان کیا کہ لوگوں پر رِقّت طاری اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

جونہیں آپ نے دُعا کر کے اپنے مُنہ پر ہاتھ پھیرے، ایک شخص نے آپ کو سلام کر کے عرض کیا کہ میں مایار کے نالے پر سے مُلّا لعل محمّد قندھاری کا بھیجا ہُوا آپ کی اطلاع کو آیا ہُوں کہ موضع ہُوتی میں دُرّانیوں کا نقارہ ہُوا ہے، آپ بھی ہوشیار ہو جائیں۔ یہ سُن کر آپ نے اپنے لشکر میں نقارہ بجانے کا حکم دیا اور لوگ اپنے ساز و سامان سے تیار ہو کر تورو کے میدان میں جمع ہو گئے۔

سیّد ابو محمّد کی بیعتِ اخلاص | سیّد ابو محمّد صاحب نصیر آبادی آپ کی اہلیہ کے خالہ زاد بھائی، جو بانکوں میں مشہور تھے، اپنا گھوڑا تھان پر چھوڑ کر پیادہ پا آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میاں صاحب، جس روز سے میں آپ کے ساتھ اپنے گھر سے نکلا ہوں، آج تک میرا یہی خیال رہا کہ یہ میرے عزیز اور رشتے دار ہیں، میں بھی اُن کے ساتھ رہوں۔ جو ان کو اللہ تعالیٰ کہیں عروج دے گا، تو اُن کی وجہ سے میری بھی ترقّی ہو گی۔ نہ میں آج تک خدا کے واسطے رہا اور نہ کچھ ثواب جان کر۔ مگر اب میں نے اس خیالِ فاسد سے توبہ کی اور از سرِ نو آپ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے بیعتِ جہاد کرنے کو آیا ہوں۔ آپ مجھ سے بیعت لیں اور میرے واسطے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس نیّت اور ارادے پر ثابت قدم رکھے۔ آپ نے اُن سے بیعت لی اور اُن کے واسطے دُعا کی۔ اُس وقت تمام حاضرین پر رِقّت سے ایک عجیب حال واقع تھا کہ ہر ایک کی آنکھ سے آنسو جاری تھے۔

دُعا کے بعد سیّد ابو محمّد صاحب آپ سے مُصافحہ کر کے اپنے گھوڑے کی طرف چلے۔ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اُنھوں نے بسم اللہ کر کے اپنا داہنا پاؤں رکاب میں رکھا اور بآوازِ بلند پُکار کر کہا کہ سب بھائیو، اس بات کے گواہ رہنا کہ آج تک ہم گھوڑے پر اپنی شان د

شوکت اور خواہش نفس کے لیے سوار ہوتے تھے۔ اس میں کچھ خدا کا واسطہ نہ تھا۔ مگر اس وقت ہم محض اللہ تعالےٰ کی خوشنودی و رضاجوئی کے واسطے بہ نیت جہاد اس گھوڑے پر سوار ہوئے ہیں۔

جنگ کی ابتدا: شام کو سردار سُلطان محمد خاں اور اُس کے بھائیوں پیر محمد خاں، سید محمد خاں اور بھتیجے حبیب اللہ خاں (پسر محمد عظیم خاں وزیر) نے قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ ہم سید کے مقابلے سے کسی طرح مُنہ نہ موڑیں گے۔ پھر انھوں نے یہ قسم اپنے سب مشیروں اور افسروں سے لی۔ باقی لشکر کی قسم کے لیے اُنھوں نے دو طرف نیزے گاڑ کر ایک دروازہ سا بنایا۔ اس میں ایک لُنگی باندھ کر کلام اللہ لٹکایا۔ اس کے نیچے سے سارا لشکر نکل کر میدان میں آیا۔ پچھلی رات کو کُوچ کا نقارہ ہُوا۔ موضع ہُوتی کے لوگوں کا بیان ہے کہ اکثر دُرانی شراب پی کر اور خوب مست ہو کر اور کمر باندھ کر اور گھوڑے کھینچ کر تیار ہُوئے۔ جب دُوسرا نقارہ ہُوا، تب چاروں سردار اس دروازے سے نکلے اور دروازے کے کنارے ایک طرف کھڑے ہُوئے تاکہ سب کو اپنے سامنے اس دروازے سے نکالیں۔ پھر آگے پیچھے تمام لشکر نکلا۔ وہاں اُنھوں نے تمام لشکر کے چار غول کیے: تین سواروں کے، ایک پیادوں کا۔ پیادوں کی بٹالین میں افسر کیول نام فرنگی تھا۔ اس بٹالین میں چھوٹی چھوٹی دو توپیں تھیں۔ سواروں کے ایک غول میں پیر محمد خاں سردار تھا، ایک غول میں حبیب اللہ خاں، ایک غول میں خود سردار سُلطان محمد خاں اور دو ضرب توپ تھیں۔ جب چار غول جُدا جُدا مقرر ہو چکے اور تیسرا نقارہ ہُوا، تب لشکر کا وہاں سے کُوچ ہُوا۔[۱]

اس عرصے میں ایک سوار باآوازِ بلند مُجاہدین کے لشکر میں پُکارتا ہُوا آیا کہ بھائیو، خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ، دُرانیوں کا لشکر آتا ہے اور حضرت سے عرض کیا کہ نالے پر مُلّا لعل محمد کے ساتھ آدمی کم ہیں، لشکر قریب آگیا ہے، ایسا نہ ہو کہ نالہ اُن سے چھُوٹ جائے۔ یہ خبر سُن کر آپ وہاں سے اُٹھ کھڑے ہُوئے اور جنابِ باری میں نہایت الحاح و زاری سے دُعا کی۔ پھر گھوڑے

---

[۱] منظورہ

پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔[1]

جب تورو اور مایار کے درمیان نالے پر پہنچے اور لوگ اُترنے لگے، وہاں ایک جگہ پانی کم تھا۔ دائیں بائیں گہرا تھا کہ کمر تک پہنچتا تھا۔ نالے کو پار کرنے میں صف کی ترتیب و انتظام قائم نہ رہا۔ نالہ پار ہونے کے بعد پھر صفوں کی ترتیب قائم ہو گئی۔ ادھر سے توپ چلی اور لوگ نالے اُتر کر پار ہوئے۔ آپ نے بآوازِ بلند پکار کر کہا کہ سب بھائی، جو سنتے ہیں، وہ گیارہ گیارہ بار سُورۂ لِاِیْلٰفِ پڑھ کر اپنے اُوپر دم کر لیں اور لشکر میں سب بھائیوں سے یہی کہہ دیں اور جن کو یاد ہو، یہ دعا پڑھتے ہوئے چلیں: ”اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَ زَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَ شَتِّتْ شَمْلَهُمْ وَ فَرِّقْ جَمْعَهُمْ وَ خَرِّبْ بُنْيَانَهُمْ وَ خُذْهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ۔“

ہدایات پھر آپ نے رسالدار عبدالحمید خاں صاحب کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنے سواروں کو لیے ہوئے ہم لوگوں کی بائیں جانب پُشت پر رہو اور تم بغیر ہمارے حکم نہ کرنا۔ شاہینچیوں کے جمعدار شیخ عبداللہ سے فرمایا کہ تم لوگوں کے برابر بائیں طرف اور سواروں کے آگے رہو۔

پھر آپ آہستہ آہستہ آگے کو روانہ ہوئے۔ جب موضع مایار کے برابر پہنچے، تو مخالفین کا لشکر نمایاں نظر آنے لگا۔ ادھر سے دو توپیں چل رہی تھیں اور لشکر کے چار غول تھے: تین سواروں کے اور ایک پیادوں کا۔ آپ نے اپنے لوگوں سے صف باندھنے کے لیے فرمایا اور سب سے کہہ دیا کہ خبردار، کوئی بھائی ہم سے آگے نہ بڑھے اور نہ ہماری اجازت کے بغیر بندوق چلائے۔

”مجاہدین کی تین صفیں تھیں۔ اگلی اور پچھلی میں تو ہندوستانی تھے، بیچ کی صف میں ملکی لوگ تھے۔ ہر صف میں اتنے فرق سے آدمی کھڑے تھے کہ بندوقچی بافراغت بندوق بھر کر بھرماری کر سکے۔ آپ نے فرمایا کہ بھائیو، دوڑنا حرام سمجھ کر تیز قدمی کے ساتھ اسی طرح صف باندھے ہوئے توپوں کی طرف روانہ ہو، اس لیے کہ دوڑنے سے آدمی کی سانس پھول جاتی ہے اور وہ تھک کر

رہ جاتا ہے اور کسی کام کے لائق نہیں رہتا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ توپ کی آواز ہوتی تو ہے بڑی مہیب اور ڈراؤنی، لیکن ایک گولہ ایک آدمی کے سوا کسی کی جان نہیں لے سکتا، بشرطیکہ صفوں میں خلل واقع نہ ہو۔[1]

لشکر کے مخلصین اس عرصے میں پے در پے دو گولے اس طرف سے ٹپا کھا کر آئے اور صفوں کے اوپر ہو کر نکل گئے۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ اِدھر سے گولے آتے ہیں، آپ گھوڑے سے اُتر پڑیں۔

یہ حال پنج کی صف کے ملکیوں نے دیکھا کہ گولے آتے ہیں اور آپ اپنے گھوڑے سے اُتر گئے ہیں۔ وہ تمام ملکی در پردہ سردار سلطان محمد خاں سے ملے ہوئے تھے۔ یہ حال دیکھ کر مارے خوف کے وہاں سے کھسکنے لگے۔ کوئی بستی کی دیوار کی آڑ میں جا کھڑا ہوا اور کوئی نالے کے نشیب میں۔ فقط آپ کے لشکر کے سوار اور پیادے اور رفیقوں کے سوار و پیادے کم و بیش دو ہزار رہ گئے۔ فتح خاں پنجتاری، گڑھیالہ کے منصور خاں، بشیرہ کے دونوں بھائی شکار خاں اور انند خاں، کلابٹ کے اسمٰعیل خاں، گڑھی امازئی کے سرور خاں، اکوڑے کے خواص خاں خٹک اور ان کے عزیزوں میں شہباز خاں خٹک، زیدے کے فتح خاں، تورو کے دلیل خاں، لُوند خوڑ کے نسیم خاں، کوٹھے کے ملا سید امیر آخوند زادہ، ٹوپی کے ملا نہار الدین، ڈاگی کے ملا باقی، ان کے علاوہ اور ملا و طالب علم آپ کے ساتھ شریک رہے۔

پہلا شہید کالے خاں افغان قوم آفریدی ساکن شمس آباد، جو چھتر بائی کے بعد سے ناراض ہو کر چلے گئے تھے اور نادم ہو کر پھر آئے تھے اور سید صاحب کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے، گھوڑے پر سوار صف کے آگے دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں پھرتے تھے۔[2] اور لوگوں سے کہتے تھے کہ بھائیو! صف کے برابر جمے چلو۔ ناگہاں اِدھر سے ایک گولہ ٹپا کھا کر آیا اور اُن کے بائیں پہلو میں لگا اور وہ

---

[1] منظورہ

[2] منظورۃ السعداء میں ہے کہ کالے خاں سامنے آئے، تو سید صاحب نے عبداللہ والیہ کا گھوڑا، جو سبزہ رنگ تھا، ان کو دیا۔ اس کی لگام تھامتے ہی انھوں نے کہا کہ انشاء اللہ اپنا سر توپ کے منہ میں دے دوں گا۔

گھوڑے پر سے زمین پر گرے۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ کالے خاں کے گولہ لگا۔ آپ نے سن کر "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا۔ صف کے لوگ آہستہ آہستہ جمے ہوئے آگے چلے جاتے تھے۔ جب کالے خاں کے قریب پہنچے، تو لوگوں نے دیکھا کہ قدرے جان باقی ہے۔ گولے سے پہلو نہیں پھوٹا، مگر ایک نیلا داغ پڑ گیا ہے۔ کالے خاں نے آہستہ سے کہا کہ میرے بازو پر تعویذ ہے، اس کو کھول لو۔ کسی نے وہ تعویذ کھول لیا۔ کالے خاں وہیں رہے اور صف آگے نکل گئی۔

"انھیں گولوں سے لشکرِ اسلام کا سقہ اور کریم بخش گھاٹم پوری، جو سید صاحب کے لیے کھانا پکا کر میں بانٹتے ہوئے تھے اور چند لوگ شہید ہوئے۔

ایک فقیر، جن کو قلندر کابلی کہتے تھے، چند روز سے لشکرِ اسلام میں مقیم تھے۔ وہ قدسی کی مشہور نعت کی تضمین ع —— "یا رسولِ عربی، شاہسوارِ مدنی" —— بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ سید صاحب بھی ان سے بڑی بشاشت کے ساتھ فارسی میں گفتگو فرماتے تھے۔ وہ صف سے چار قدم آگے کھڑے تھے۔ انھوں نے جب حریف کی توپ کی آواز سنی، تو اپنی جگہ سے اچھل کر رقص کرنے لگے اور کچھ زبان سے کہا، جس کو قریب کے آدمیوں نے سنا۔ اتنے میں ایک گولہ ان کے پاؤں کے پاس آ گرا اور اس سے اس قدر غبار اٹھا کہ قلندر اس میں چھپ گیا۔ لوگ سمجھے کہ شہادت پائی۔ جب غبار چھٹا، تو قلندر برآمد ہوا۔ وہ اپنی گدڑی اپنے ہاتھ سے نچاتا تھا اور مست تھا۔[1]

مجاہدین کی رجز خوانی | مولوی سید جعفر علی لکھتے ہیں کہ اس وقت دو شخص جنگ کی تحریض و تحریص کر رہے تھے اور ان کی آواز اس وقت بڑی دل کش اور مؤثر تھی۔ ایک امان اللہ خاں ملیح آبادی، جو معمر آدمی تھے، لیکن نہایت جری اور شجاع۔ وہ اس طرح بہادری، ثابت قدمی اور دلاوری کی باتیں کرتے تھے کہ بزدل سے بزدل انسان بھی ان کی باتیں سن کر جنگ پر آمادہ ہو جاتا۔ دوسرے شیخ ریاست علی مواتی جو مولوی خرم علی کے رسالۂ جہادیہ کے اشعار بڑے جوش و اثر کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔

معرکہ | آگے بڑھ کر سید صاحبؒ نے ننگے سر ہو کر کمال عجز و نیاز سے پھر دعا کی کہ "الٰہی، ہم

۱ منظورہ

عاجز و ضعیف بندے ہیں۔ تیرے سوا ہمارا کوئی حامی و مددگار نہیں ہے، جو ہم کو بچائے۔ ہم نے اُن کو بہتیرا سمجھایا کہ تم ہم مسلمانوں سے نہ لڑو، مگر اُنھوں نے نہ مانا اور تُو دانا و بینا ہے، ہمارے دلوں کے بھید کو جانتا ہے۔ اگر تیرے علم میں ہم حق پر ہوں، تو ہم ضعیفوں کو فتحیاب کر اور جو وہ حق پر ہوں، تو اُن کو۔"

اس عرصے میں اُن کے چار غولوں میں سے ایک نے، جس میں دو توپیں چلتی تھیں، گھوڑوں کی باگیں اُٹھا کر حملہ کیا۔ اس ہیئت سے کہ تلواریں ننگی علم کیے، داڑھیاں دانتوں میں دابے، دائیں بائیں مُنہ پھیرے "سید کجاست؟ سید کجاست؟" کہتے ہوئے چلے۔ جب اتنے قریب آ پہنچے کہ چالیس پچاس قدم کا فاصلہ رہ گیا، سید صاحبؒ نے اپنے رفل بردار سے رفل لیا اور باواز بلند تکبیر کہہ کر سر کیا۔ اس کے ساتھ ہی تمام غازیوں نے تکبیر کہہ کر ایک باڑھ ماری اور حملہ کر دیا، مگر وہ کسی طرح نہ رُکے۔ دفعۃً آ کر گڈمڈ ہو گئے۔ غازیوں نے اُن کو بھر ماری پر رکھ لیا۔ جزائلچی توڑابین مارتے تھے، بندوقچی بندوق، تلوار والے تلوار، اور گنڈاسے والے گنڈاسے۔ خدا کی مدد سے اُن کا مُنہ پھر گیا۔ سید صاحبؒ نے فرمایا کہ ہاں، سواروں سے کہہ دو کہ تم بھی حملہ کر کے اُن کو لو۔ کسی نے کہا کہ سوار تو اوّل ہی شکست کھا کر معلوم نہیں، کہاں چلے گئے۔[1]

---

[1] یہ سوار پیادہ فوج کی پشت پر تھے۔ دُرّانیوں کا ایک غول اُن کی طرف بڑھا اور دونوں طرف کے آدمی ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو گئے۔ ملکی سوار بھاگ کھڑے ہوئے۔ ساری لڑائی ہندوستانی سواروں پر پڑ گئی۔ رسالدار عبدالحمید خاں بڑی شجاعت اور جوانمردی سے لڑتے رہے۔ زخمی ہو کر گرے۔ سید موسیٰ و سید اسمٰعیل بریلوی بھی زخمی ہوئے۔ تین ہزار دُرّانیوں کا مقابلہ پانسو ہندوستانی سواروں سے تھا۔ آخر ہندوستانی سوار متفرق ہو کر دُرّانیوں کے مجمع سے نکل آئے۔ دُرّانیوں نے کچھ دور اُن کا تعاقب کیا، پھر اپنے لشکر کی طرف واپس گئے۔

"منظورہ" میں ہے کہ جس وقت سید صاحبؒ کی جماعت پر دُرّانی سواروں اور پیادوں کا حملہ ہوا، چونکہ اُن کا ہجوم بہت تھا اور سید صاحب کے ساتھ کے پیادے تھوڑے سے تھے، حاجی عبدالرحیم خاں مرحوم جو ایک مرد درویش اور سید صاحبؒ کے محب جاں نثار تھے، فرط محبت سے تاب نہ لا سکے اور سواروں کو للکار کر کہا کہ عزیزو، دُرّانیوں کے اس انبوہ عظیم نے امیر المومنین کی جماعت قلیل پر حملہ کیا ہے، اگر آپ ہی نہ رہے، تو زندگی کا کیا مزہ؟ آؤ، بائیں جانب سے حملہ کریں۔ یہ سوار چونکہ تعداد میں تھوڑے سے تھے اور دُرّانی تین ہزار کے قریب تھے، مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ اس حالت میں حاجی عبدالرحیم، سید ابو محمد، شیخ عبدالنعیم وغیرہ نے شہادت پائی اور سید موسیٰ اور رسالدار عبدالحمید خاں سخت زخمی ہو کر گھوڑے کی پیٹھ سے گرے۔ دُرّانی سوار جتنی بار پیادوں کے مقابلے سے پسپا ہوتے تھے، انھیں سواروں پر گرتے تھے۔ ۱۲ منہ

یہ سُن کر آپ خاموش ہو گئے۔ شیخ ولی محمد صاحب نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے کہا کہ اپنے سوار تو شکست کھا گئے۔ اب چل کر اُن کی توپیں لیں۔ شیخ صاحب اور مولانا نے کوئی ڈیڑھ سو غازیوں کے ساتھ اُن کا تعاقب کیا اور قواعد بھر ماری پر رکھ لیا۔ ادھر اُن کا ایک دُوسرا غول اُسی ہیئت کے ساتھ "سید کجاست؟ سید کجاست" کہتا ہُوا اور اسی طرح گڈمڈ ہو گئے۔

سیّد صاحبؒ کی شجاعت | اُس وقت سیّد صاحبؒ کے ساتھ کم و بیش پانسو غازی ہوں گے، باقی جابجا متفرق ہو گئے۔ آپ کا حال یہ تھا کہ دائیں بائیں سے دونوں رفل یہ وار رفل بھر بھر کر دیتے تھے اور آپ دونوں طرف سے سر کرتے تھے۔ داہنے طرف والے کا سینہ داہنی جانب رکھ کر اور بائیں طرف والا بائیں جانب رکھ کر، چہرے پر خوف و ہراس کا نشان نہ تھا۔ یہ غول بھی بالآخر پسپا ہُوا۔ پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ مجاہدین ہر غول کے تعاقب میں گئے۔ سیّد صاحبؒ بھی پچاس ساٹھ آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ ایک غول کے پیچھے بندوقیں سر کرتے ہُوئے چلے جاتے تھے۔

ادھر چھ سات سَو سواروں کا ایک اور پرا کھڑا تھا۔ اُنھوں نے دیکھا، تو گھوڑوں کی باگیں اُٹھا کر سیّد صاحبؒ کی جماعت پر حملہ آور ہُوئے۔ آپ اُس وقت ایک اَور غول کے تعاقب میں مشغول تھے۔ میاں خدا بخش رامپوری نے تین یا چار بار پکار کر کہا کہ حضرت، سواروں کا ایک غول اس طرف بھی آتا ہے۔ یہ بات سُن کر ایک غازی نے کہا کہ چُپ رہو، آنے دو، حضرت کا نام نہ لو۔ یہ آواز سُن کر آپ بھاگنے والے غول کا تعاقب چھوڑ کر بڑی چُستی اَور چالاکی کے ساتھ اُس آنے والے غول کی طرف پلٹ پڑے۔ یہ غول بھی اُسی ہیئت کے ساتھ ڈاڑھیاں دانتوں میں دابے، ننگی تلواریں عَلم کیے "سید کجاست؟ سید کجاست؟" کہتے ہُوئے گڈمڈ ہو گیا۔ سیّد صاحبؒ نے اُنھیں پچاس ساٹھ غازیوں کے ساتھ بندوقوں، قرابینوں، تلواروں اور گنڈاسوں پر رکھ لیا۔ تائید الٰہی سے وُہ پسپا ہُوئے اور دس بارہ غازیوں نے اُن کا پیچھا کیا اور آپ کے ہمراہ دس بارہ غازی رہ گئے۔

ایک لڑکے کی جُرأت | تیرہ، چودہ برس کے ایک مُلکی لڑکے کے پاس گنڈاسا تھا جس کو مُلکی لوگ

کفر حیٹ کہتے تھے۔ اُس لڑکے نے لپک کر ایک سوار پر وار کیا۔ گنڈاسے کی نوک خمدار تھی اس سوار کی زرہ میں اٹک گئی۔ سوار بھاگا۔ لڑکا دونوں ہاتھوں سے اپنا گنڈاسا پکڑے ہوئے کھنچا چلا جاتا تھا اور پشتو زبان میں کہتا تھا کہ " زما کفر حیٹ ئے یوڑو، زما کفر حیٹ ئے یوڑو" یعنی ہمارا کفر حیٹ یہ شخص لیے جاتا ہے۔ اس کا یہ حال دیکھ کر کئی غازیوں نے اس سوار پر بندوقیں سر کیں۔ آخر اُس کے ایک گولی لگی اور گھوڑے سے زمین پر گرا اور گنڈاسے کی نوک اُس کی زرہ سے چھوٹ گئی۔ اس لڑکے نے اُس گنڈاسے سے اُس کا خاتمہ کیا۔

مولانا محمد اسمٰعیل اور شیخ ولی محمد صاحب کا کارنامہ

اس عرصے میں تین چار توپیں سر ہوئیں اور دُرّانیوں کے سواروں کے غول پراگندہ ہو کر بھاگ گئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ مولانا اور شیخ ولی محمد صاحب نے دُرّانیوں کی توپوں پر قبضہ کر لیا۔ سیّد صاحبؒ نے آپ کے پاس آدمی بھیجا کہ آپ وہاں زنجیر لیے جلد توپیں لے کر ہمارے پاس آجائیے۔ اُنھوں نے آکر بیان کیا کہ ہم نے سواروں کا تعاقب کیا۔ اور اُن کو بھر ماری پر رکھ لیا۔ وہ سوار بدحواس ہو کر بھاگے جب وہ توپوں کے قریب پہنچے، تو وہ توپ والے بھی اُن کا یہ حال دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ہم نے اُن کی توپوں پر قبضہ کیا۔ توپ بھرنے کا سامان وہ اپنے ساتھ لیتے گئے۔ اُس وقت نواب خاں لنگڑے گنتی والے وہاں موجود تھے۔ اُن کا لٹھ بالکل شنبے کی طرح تھا۔ اُن سے اُن کا لٹھ اور شیر محمد خاں سے توڑا لے کر چار فیر سر کیے جس سے اُن کا غول پراگندہ ہو گیا۔

مولانا اسمٰعیل صاحب نے فرمایا کہ کئی دُرّانی سوار مجھ تک آ گئے۔ میں نے (اپنی زخم خوردہ انگلی[1] کی وجہ سے) جتنے بار اپنی چقماقی بندوق چلائی، اُس کے پتھر نے خطا کی۔ جب کئی بار یہی صورت پیش آئی، تو مجھے گمان ہوا کہ میری شہادت کا وقت آگیا۔ یہ دیکھ کر حافظ وجیہ الدین صاحب نے اپنی فتیلے دار بندوق سے حملہ آور سوار کو قتل کیا۔

---

[1] یاد ہوگا کہ پکھلی کی جنگ میں مولانا کی دائیں ہاتھ کی چھنگلیا زخمی ہو گئی تھی۔ اس کی وجہ سے وہ ہتھیلی پورے طور پر کام نہیں کرتی تھی اور بندوق کا بھرنا مشکل تھا۔ اسی بنا پر جنگ کے وقت اکثر اپنے ساتھ کارتوس رکھتے تھے۔ اکثر از راہ ظرافت اپنی اس چھنگلیا کے متعلق فرماتے تھے کہ یہ میری دوسری انگشت شہادت ہے۔ (منظورہ)

درانیوں کی ہزیمت اس عرصے میں دُرانیوں کے سوار جو جا بجا پراگندہ اور منتشر ہو گئے تھے، اپنی پہلی صف گاہ پر پرا باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ سید صاحبؒ نے اُن کی جمعیت دیکھ کر سر برہنہ ہو کر باآوازِ بلند دُعا کی۔ پھر مولانا سے فرمایا کہ میاں صاحب، آپ جا کر شاہینیں سر کرائیں۔ مولانا نے جا کر اُونٹوں پر سے شاہینیں اُتروائیں اور زمین پر قطار باندھ کر رکھوائیں اور ہر شاہین پر چار چار غازی متعین کیے اور اجازت دی کہ ڈیوڑھ مارو۔ شاہینوں کی اتنی گولیاں پڑتی تھیں، مگر سواروں کا غول اُسی طرح جما کھڑا تھا۔ سید صاحبؒ توپوں کے پاس گئے۔ شیخ مولا بخش الہ آبادی نے توپ بھر کر دُرانیوں کی طرف لگا رکھی تھی۔ آپ کی اجازت کا انتظار تھا۔ آپ نے جُھک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ توپ دُرانیوں کے نشان کے سامنے ہے۔ آپ نے اُس کا پیچ تھوڑا سا پھیر کر فرمایا کہ اب سر کرو۔ شیخ مولا بخش نے آگ دی اور اُس فیر میں نشان بردار اُڑ گیا اور وہ غول پراگندہ ہو گیا۔ دُوسرے یا تیسرے فیر میں دُرانی پسپا ہو کر بھاگے۔ جب تک وہ توپ کی زد پر رہے، شیخ ممدوح توپ چلاتے رہے؛ جب دُور نکل گئے، تب توپ چلانی موقوف کی اور شاہینیں بھی بند ہوئیں۔

جنگ کے اختتام پر معرکۂ جنگ سے فارغ ہو کر مجاہدین، جو بہت پیاسے تھے، اس تالاب پر آئے جو مایار کے قریب دائیں ہاتھ کو تھا۔ تالاب کا پانی دھوپ سے گرم تھا، لیکن شدتِ تشنگی میں مجاہدین اسی سے اپنی پیاس بجھانے لگے۔ اتنے میں گاؤں کے لوگ پانی کے گھڑے بھر بھر کر لائے اور غازیوں کو سیراب کیا۔

اسی عرصے میں پراگندہ اور منتشر لوگ بھی جمع ہونا شروع ہو گئے۔ شاہین و نقارہ بھی وہیں آ گیا۔ اس تالاب پر دیر تک سید صاحبؒ اور مجاہدین نے قیام کیا۔ یہ بھی خیال تھا کہ چونکہ دُرانی سوار تعداد میں زیادہ ہیں، اگرچہ شکست کھا کر دُور تک چلے گئے ہیں، لیکن کیا عجب ہے کہ اُن کے سواروں میں سے کوئی جرأت سے کام لے کر پھر پلٹ پڑے۔ جب آفتاب ڈوبنے لگا اور دشمن زیادہ فاصلہ طے کر چکے، تو آپ نے مایار کی گڑھی کی طرف مراجعت فرمائی۔

زخمیوں کی مرہم پٹی مولوی مظہر علی عظیم آبادی زخمیوں کو جمع کرنے، نماز جنازہ پڑھنے اور شہدا کی تدفین

کے لیے مقرر ہوئے۔ تمام زخمی مایار کی گڑھی میں جمع کیے گئے۔ جرّاح حاضر ہوئے اور وہ زخموں کے سینے اور مرہم پٹی میں مشغول ہوئے۔ مغرب کی نماز گڑھی مایار میں ہوئی۔

مولوی جعفر علی صاحب لکھتے ہیں: لوگ اگرچہ صبح سے بھوکے تھے، لیکن فتح کی خوشی سے کھانے سے بے پروا اور آسودہ تھے۔ دن بھر کے تھکے ماندے ہونے کی وجہ سے اکثر لوگ پڑ کر سو گئے لیکن جرّاحوں کو زخموں کے سینے اور مرہم پٹی سے فرصت نہ تھی۔ عام طور پر لوگ سو رہے تھے۔ چراغ پکڑنے والا اور روشنی دکھانے والا بھی بڑی مشکل سے ملتا تھا۔ نُعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْهُمْ کا منظر تھا۔ آنکھ بے اختیار بند ہو ہو جاتی تھی۔ نصف شب کے بعد زخموں کے سینے اور مرہم پٹی سے فراغت ہوئی۔

○

تحریر۔ غلام رسول مہرؒ

جنگ مایار

میدانِ جنگ سید صاحب اس وجہ سے گڑھی امان زئی کو چھوڑ کر تورو پہنچے تھے کہ درانیوں کا رخ مردان کی طرف تھا اور وہ ایدائی پہ تلے ہوئے نظر آتے تھے۔ تورو مردان سے چار میل جنوب میں ہوگا۔ دونوں کے عین وسط میں مایار ہے، جس کی مغربی سمت کے میدان میں گھمسان کی جنگ ہوئی تھی۔ لہٰذا یہ مایار کی جنگ کہلائی۔ بعض صاحبان نے اسے تورو کی جنگ کہا ہے۔ یقیناً اس لیے کہ مایار کے مقابلے میں تورو زیادہ مشہور و ممتاز مقام تھا اور میدان جنگ سے قریب واقع تھا یا اس لیے کہ سید صاحب نے جنگ مایار کے لیے تورو کو بوجہ قرب مرکز بنایا تھا۔

سید صاحب خود تو غازیوں کے بڑے جتھے کے ساتھ تورو میں مقیم ہوئے۔ قندھاریوں اور ننگرہاریوں کی ایک جماعت کو گڑھی مایار میں بٹھا دیا۔ درانی اگر ہوتی مردان سے تورو پہ پیش قدمی کرتے تو مایار کے غازی انھیں روک سکتے تھے۔ جا بجا پہروں کا انتظام بھی کر دیا۔

پہلی جھڑپ مولانا شاہ اسماعیل کے پہنچنے سے دوسرے دن سید صاحب کے طلایہ گرد سواروں نے اطلاع دی کہ درانیوں کی فوج گڑھی مایار پہ حملے کے ارادے سے نکلی ہے۔ سید صاحب اس وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے:

"اللہ تعالیٰ کا کارخانہ دیکھیے۔ ہم ہندوستان سے ہجرت کر کے آئے کہ مسلمانوں کو متفق کر کے کافروں سے جنگ کریں۔ بڑے افسوس کی جگہ ہے کہ کفار تو درکنار یہ مسلمان ہی ہمارے مخالف اور دشمن جانی بن گئے اور ہم سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ہم تو ہرگز نہیں چاہتے کہ ان سے لڑیں۔ چنانچہ سلطان محمد خاں کو بارہا سمجھایا۔ لیکن نفس و شیطان نے اس کو شر و فساد پر اس درجہ آمادہ کر دیا کہ کچھ اس کے ذہن میں نہ آیا۔ خیر، مشیت اگر یونہی ہے تو ہم ناچار

ہیں، جو کچھ ہوگا، دیکھ لیں گے"۔

درانیوں کے نکلنے کی خبر سنتے ہی سید صاحب نے شتری نقارہ بجاکر کوچ کا حکم دے دیا۔ میدان میں پہنچے تو خضر خاں مایار سے یہ خبر لایا کہ درانیوں نے کچھ آدمی بھیج کر گڑھی پر گولیاں چلوائی تھیں۔ جب گڑھی سے جواب میں باڑھیں ماری گئیں تو درانی واپس چلے گئے۔ سید صاحب دیر تک میدان میں ٹھہرے رہے کہ کہیں یہ درانیوں کی مراجعت جنگی چال پر مبنی ہو اور بے خبر پاکر وہ دوبارہ حملہ کردیں۔ جب یقینی طور پر اطلاع مل گئی کہ فوری حملے کا کوئی اندیشہ نہیں تو سید صاحب پہروں کا انتظام کرکے تورو چلے آئے۔

صبح جنگ آپ نے حکم دے دیا تھا کہ پیادوں اور سواروں میں سے باری باری آدھے سوئیں اور آدھے جاگتے رہیں۔ اس حکم پر پورے اہتمام سے عمل ہوا۔ دوسرے روز نماز فجر ادا کرنے کے بعد سید صاحب نے ننگے سر ہو کر عاجزی سے دعا کی۔ پھر غازی کھانا پکانے میں لگ گئے۔ عین اس حالت میں ملا لعل محمد قندھاری کے ایک آدمی نے یہ خبر پہنچائی کہ درانی فوج میں کوچ کا پہلا نقارہ بج چکا ہے۔ اس کے پیچھے مایار سے ایک اور آدمی آگیا کہ درانی فوج میں دوسرا نقارہ بھی بج چکا ہے۔ غازی کھانے سے بے پروا ہو کر فوراً تیار ہو گئے۔ اس وقت سید صاحب کے پاس مندرجہ ذیل ملکی خوانین و علما موجود تھے:

(۱) فتح خاں (پنجتار)، (۲) منصور خاں (گھڑیالہ)، (۳) آنند خاں (شیوہ)، (۴) مشکار خاں (شیوہ)، (۵) اسماعیل خاں (کھلابٹ)، (۶) سرور خاں (امان زئی)، (۷) خواص خاں (اکوڑہ خٹک)، (۸) شہباز خاں (اکوڑہ خٹک، برادر زادہ خواص خاں)، (۹) فتح خاں (زیدہ)، (۱۰) دلیل خاں (تورو)، (۱۱) نسیم خاں (لوند خوڑ)، (۱۲) قاضی سید امیر (کوٹھا)، (۱۳) ملا بہاء الدین (ٹوپی)، (۱۴) ملا باقی (ڈاگئی)۔

فریقین کی جنگی قوت میں جس حد تک تحقیق کر سکا ہوں درانی فوج اس وقت بارہ ہزار تھی ——— چار ہزار پیادے اور آٹھ ہزار سوار ——— ان کے پاس دو بڑی اور چار چھوٹی توپیں تھیں۔ سید صاحب کے پاس غازیوں کے علاوہ ملکی آدمی بھی تھے۔ ان سب کی مجموعی تعداد ساڑھے تین ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ سوار صرف پانچ سو تھے۔ توپ کوئی نہ تھی۔ سید صاحب نے

خواہاں بھی نہ تھے اور انھیں لڑائی کا خیال بھی نہ تھا۔ جب لڑائی ناگزیر ہو گئی تو اب کے محاذ سے توپیں اٹھا کر لانے کا کوئی موقع ہی نہ رہا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سید صاحب نے اس امر کو مشرقی خط، دفاع کی مصلحتوں کے خلاف سمجھا ہو۔[1]

مایار اور تورو کے درمیان نالہ بہتا ہے جس کا نام "چھلپانی" ہے۔ سید صاحب نے پیادوں کی صف بندی شروع میں کر دی تھی۔ نالہ عبور کرتے وقت صف بندی قائم نہ رہ سکی۔ پانی کمر تک آیا۔ دوسرے کنارے پر پہنچ کر صفیں پھر درست کر لی گئیں۔ تین صفیں تھیں۔ اگلی اور پچھلی صف میں ہندوستانی غازی تھے، بیچ کی صف میں ملکی تھے۔ سواروں کو پیادوں کی صفوں کے بائیں جانب پیچھے رکھا تھا۔ ان سے آگے شاہین داروں کا جیش تھا، جس کے سر عسکر شیخ عبداللہ رام پوری تھے۔ سواروں کو تاکید کر دی گئی تھی کہ جب تک حکم نہ ہو، قطعاً حملہ نہ کریں۔ قندھاری اور ننگرہاری یا تو مایار میں تھے یا چھلپانی کے کنارے جا بجا پہروں پر۔ غازیوں نے پیش قدمی کی تو ندی والے غازی بھی ساتھ مل گئے ہوں گے۔

کالے خاں شمس آبادی شمس آباد کے کالے خاں ایک نہایت مخلص غازی تھے۔ کئی لڑائیوں میں شریک رہے۔ چھتربائی پر جو حملہ حافظ عبداللطیف نے بہ طور خود کرا دیا تھا، اس میں بھی شامل تھے۔ یاد ہوگا کہ اس حملے میں سیڑھی بھی استعمال کی گئی تھی، جو چھوٹی تھی۔ اتفاق سے جو غازی اس سیڑھی پر سب سے پہلے چڑھا، اس کا قد چھوٹا تھا۔ اول سیڑھی چھوٹی، دوسرے غازی کا قد چھوٹا۔ چھتربائی کی دیوار تک پہنچنا مشکل ہو گیا اور حملہ ناکام رہا۔ کالے خاں خوب لمبے قد کے تھے۔ انھیں خیال ہوا کہ اگر میں پہلے چڑھتا تو ہاتھ بڑھا کر منڈیر پکڑ لیتا اور میرے چڑھ جانے کے بعد دوسرے غازیوں کے لیے اوپر جانے کی کوئی صورت

[1] وقائع میں ہے کہ درانی فوج تخمیناً بیس ہزار تھی اور سید صاحب کے پاس ملکیوں سمیت بارہ ہزار آدمی تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مبالغہ آمیز شنید یا سرسری تخمینہ ہے۔ اس کے مقابلے میں مجھے "منظورہ" کا بیان زیادہ قرین قیاس معلوم ہوا۔ "وقائع" میں یہ بھی ہے کہ مایار کی طرف بڑھتے ہی توپوں کے گولے آنے لگے تو اکثر ملکی ادھر ادھر چھپ گئے اور سید صاحب کے ساتھ تخمیناً دو ہزار آدمی رہ گئے۔ خوانین نے ایک لمحہ کے لیے بھی ساتھ نہ چھوڑا۔ بیلیو نے لکھا ہے کہ پیادے پانسو تھے اور سب کے سب ہندوستانی تھے۔ سوار پندرہ سو تھے اور ان میں زیادہ تر ملکی تھے۔ یہ بیان بھی صحیح نہیں۔

نکل آتی۔ بس اسی واقعہ سے دل برداشتہ ہو کر واپسی کا فیصلہ کر لیا۔ غازیوں نے بھی سمجھایا، سید صاحب نے بھی نصیحت فرمائی، کالے خاں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ لاہور یا امرتسر میں ان کا ایک پرانا رفیق ملا۔ اس نے قصہ سن کر کہا کہ ہم تو سید صاحب کے پاس پہنچنے کے لیے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ تم بڑے کم نصیب ہو کہ چھوڑ کر چلے آئے! کالے خاں پر اتنا اثر ہوا کہ فوراً ایک یابو خریدا اور واپس ہو گئے۔ سید صاحب اب پنجتار آ گئے تھے کہ کالے خاں بھی پہنچ گئے۔ جاتے ہی عرض کیا کہ یابو کسی بھائی کو دے دیجیے، میں سارا وقت آپ ہی کی خدمت میں گزارنا چاہتا ہوں۔ سید صاحب نے ان سے وعدہ فرمایا کہ جنگ ہوئی تو گھوڑا دوں گا۔ چنانچہ جنگ مایار کے دن عبداللہ والیا کا گھوڑا کالے خاں کو دے دیا۔ انھوں نے رکاب میں پاؤں رکھا تو بولے کہ ضرورت پڑی تو اپنا سر بھی دشمن کی توپ کے منہ میں دے دوں گا۔

پیادوں اور سواروں میں ادل بدل

مولوی فتح علی سواروں میں شامل تھے۔ اچانک انھیں خیال آیا کہ مقابلہ بڑا سخت ہے، خدا جانے کیا حالات پیش آئیں۔ بہتر یہ ہو گا کہ میں پیادوں میں شامل ہو جاؤں تاکہ سید صاحب کے پاس رہوں۔ چنانچہ فوراً خدمت والا میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں سواری کے فن میں زیادہ مشاق نہیں ہوں، میرا گھوڑا کسی ایسے بھائی کو دے دیجیے جو میدان جنگ میں اس سے بہتر کام لے سکے اور ساتھ ہی میرے بھیلے وار سید اسماعیل رائے بریلوی سے فرما دیجیے۔ سید صاحب نے مولوی فتح علی کی درخواست منظور فرمائی۔ پھر سب غازیوں کو حکم دے دیا کہ جو بھائی سواری میں زیادہ طاق ہو، وہ اپنا گھوڑا دوسرے کو دے دے۔ چنانچہ مولوی فتح علی عظیم آبادی کے علاوہ، مولوی مظہر علی عظیم آبادی، مولوی قمرالدین عظیم آبادی، مولوی عثمان علی عظیم آبادی اور مولوی مدد علی غازی پوری نے گھوڑے چھوڑ دیے۔ ان کے گھوڑے، بہادر علی خاں بنارسی، شمشیر خاں بنارسی، حسن خاں بنارسی، دین محمد عظیم آبادی، عبداللہ خاں (وطن معلوم نہیں) کو دے دیے گئے۔

سید صاحب کا لباس

سید صاحب نے اس روز جو لباس زیب بر کیا اور جو ہتھیار لگائے، ان کی تفصیل راویوں نے یہ بتائی ہے: چندیری کی سفید دستار، بادامی گمٹی کا سفید پاجامہ، بہت چکن کا دوہرا انگرکھا، کمر میں سفید پٹکا، اس کے اوپر سرخ کناروں اور سیاہ دھاریوں کی پشاوری

لنگی کے سوا تمام پارچے شیخ غلام علی الہ آبادی کے نذر کیے ہوئے تھے۔ وہ وقتاً فوقتاً سید صاحب کے لیے خاص جوڑے تیار کرا کرا کے بھیجتے رہتے تھے۔ پتنچوں کی ہشت پہلو ولایتی جوڑی، فولادی چھری، جس کا دستہ شیر ماہی کا تھا اور میان کیمختی کا۔ آپ کے ساتھ دونوں بازوؤں پر آپ کے دو رفل بردار تھے۔ ایک حافظ صابر تھانوی، دوسرے شرف الدین بنگالی۔ ایک ولایتی رفل نتھو خاں قندھاری نے لکھنؤ میں بطور نذر پیش کی تھی۔ دوسری رفل آپ عرب سے خرید کر لائے تھے۔

جنگ کا آغاز

درانی ہوتی سے نکلے تو انھوں نے گزرگاہ عام پر ایک جگہ دائیں بائیں دو نیزے گاڑ لئے، دروازہ سا بنا لیا، بیچ میں قرآن شریف لٹکا دیا۔ تمام پیادوں اور سواروں کو اس کے نیچے سے گزارا۔ یہ گویا ایک قسم کا حلف تھا کہ وہ جنگ سے منہ نہ موڑیں گے۔ ان کی سکیم یہ تھی کہ پہلے سید صاحب کے غازیوں پر توپوں سے گولوں کی بارش کریں، اس کے ساتھ ساتھ پیادے گڑھی مایار پر حملہ کریں اور سوار غازیوں کے جیوش کو درہم برہم کر ڈالیں۔ سید صاحب نے چھلیانی سے گزر کر صف بندی کی، آگے بڑھے تو درانی توپوں کے گولے پے بہ پے آ رہے تھے۔ کالے خاں شمس آبادی سبزہ رنگ گھوڑے پر سوار سب سے آگے تھے۔ سب سے پہلے سقائے لشکر اسلام شہید ہوا جو ندی سے مشکیزے میں پانی بھر بھر کر غازیوں کو پلاتا تھا۔ علاقہ میدانی تھا اور چھپنے یا مورچہ پکڑنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ اسی اثنا میں ایک گولہ آیا اور کالے خاں سے تھوڑے فاصلے پر گرا۔ پھر اچھلا اور بہادر غازی کے پہلو میں لگا۔ ان کے مہلک زخم لگا۔ سید صاحب نے سنا تو فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ساتھ ہی حکم دیا کہ انھیں اٹھا کر مایار پہنچا دیا جائے۔

قلندر کابلی بھی ساتھ تھا۔ وہ جب خوش ہوتا تو بڑی دلکش لے میں: "مرحبا سید مکی مدنی العربی" گایا کرتا تھا۔ صفوں سے چار قدم آگے اچھلتا کودتا اور گاتا جا رہا تھا۔ ایک گولہ اس کے قریب آ کر گرا۔ گرد و غبار کا ایسا طوفان اٹھا کہ قلندر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ سب سمجھے کہ اس نے شہادت پائی۔ غبار چھٹا تو کیا دیکھتے ہیں کہ قلندر رو ق کا ایک سرا پکڑے بے تکلفی سے سر کے گرد گھما رہا ہے اور وفور مسرت سے ناچ رہا ہے۔ مایار تک پہنچتے پہنچتے چند غازی شہید ہوئے۔

رجز خوانی

دو غازی "رجز خوانی" کر رہے تھے: ایک امان اللہ خاں ملیح آبادی، دوسرے

شیخ ریاست علی موہانی۔ امان اللہ اگرچہ خاصے سن رسیدہ تھے، لیکن ہمت و شجاعت کا یہ عالم تھا کہ بزدل بھی ان کی باتیں سُن سُن کر شیر دل بن جاتے۔ ان کی لے بڑی پُر تاثیر تھی۔ شیخ ریاست علی بھی بڑے خوش گلو تھے۔ مولوی خرم علی ملہوری کا منظوم جہادیہ پڑھتے جا رہے تھے:

جس کے پیروں پہ گرے گردِ صفِ جنگِ جہاد — وہ جہنم سے بچا، نار سے ہے وُہ آزاد

اے برادر تو حدیث نبویؐ کو سُن لے — باغِ فردوس ہے تلواروں کے سایے کے تلے

جو مسلمان رہِ حق میں لڑا لحظہ بھر — روضۂ خلد بریں ہوگیا واجب اس پر

آج جو اپنی خوشی جان خدا کو دو گے — پھر تو کُل شوق سے جنت کے مزے لوٹو گے[1]

منظورہ کا بیان اسی طرح غازی مایار کے باغ تک پہنچ گئے، جو غالباً بستی کے جنوب مشرق میں تھا۔ اس کے بعد جنگ کی تفصیلات کے متعلق روایتوں میں اختلاف ہے۔ "منظورہ" کا بیان ہے کہ پیادوں کی صفوں میں صرف سید صاحب گھوڑے پر سوار تھے۔ ایک غازی نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور ادب سے عرض کیا کہ یا تو گھوڑے سے اُتر جائیے یا پیچھے چلے جائیے۔ آپ سب میں نمایاں ہیں۔ مبادا دشمن تاک کر آپ پر گولے پھینکے۔ سید صاحب فوراً اتر گئے اور گھوڑا ایک غازی کو دے کر سواروں میں شامل ہونے کا حکم دے دیا۔ پھر فرمایا کہ سب سے پہلے توپوں پر قبضہ کرنا چاہیے۔ اس غرض کے لیے دوڑ کر توپوں کے مقام پر پہنچنا مناسب نہیں۔ دوڑنے میں سانس پھول جاتا ہے۔ صف بندی کو قائم رکھتے ہوئے تیز تیز پیش قدمی لازم ہے۔

جب توپیں ایک گولی کے فاصلے پر رہ گئیں تو ایک گولہ غازیوں کے عین سامنے گرا۔ اس سے میاں محی الدین کی ایڑی زخمی ہو گئی۔ اسی زخم کے باعث وہ کچھ مدت بعد پنجتار میں فوت ہوئے۔ سید صاحب

---

[1] مولوی خرم علی نے فضائل جہاد کی آیات و احادیث فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں بہ طریق مثنوی نظم کر دی تھیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ نظمیں عام طور پر پڑھی جاتی تھیں۔ روایتوں میں اُردو نظم کے پڑھے جانے کی تصریح مایار کے ذکر میں ہوئی ہے۔ میں نے اس باب کے آخر میں جہادیہ (اردو) کو بہ طور ضمیمہ درج کر دیا ہے۔

تکبیر پڑھتے ہوئے بدستور آگے بڑھتے گئے۔ صفوں کا نظم بھی باقی رہا۔ ایک گولہ صفوں میں گرا جس سے تین غازی شہید ہوئے۔ اس اثنا میں ایک توپ کے پائے ٹوٹ گئے اور وہ چرخ سے نیچے گر پڑی۔ غازی قریب پہنچ گئے تو درانی توپچی بھاگ نکلے۔ غازیوں نے توپوں پر قبضہ کر لیا تو درانی سواروں نے شدید حملہ کر دیا۔ پھر پے بہ پے ان کے کئی گروہ آئے لیکن تھوڑی دیر میں سب درہم برہم ہو کر بھاگ گئے۔

راوی کہتا ہے کہ معلوم ہوتا تھا مکھیاں تھیں جو بار بار شیروں پر گرتی تھیں اور غائب ہو جاتی تھیں۔[1]

وقائع کا بیان

وقائع کا بیان زیادہ مفصل اور واضح ہے۔ اس کا مفاد یہ ہے کہ درانی فوج کے چار غول تھے: ایک پیادوں کا اور تین سواروں کے۔ کالے خاں کے زخمی ہونے کے بعد سید صاحب نے ننگے سر ہو کر بہ کمال عجز و زاری جناب باری میں دعا کی کہ الٰہی! ہم عاجز اور ضعیف بندے ہیں۔ تیرے سوا اور کوئی حامی و مددگار نہیں جو ہم کو بچائے۔ ہم نے بہتیرا ان کو سمجھایا کہ ہم مسلمانوں سے نہ لڑو، مگر وہ نہ مانے۔ تو داناؤ بینا ہے۔ ہمارے دلوں کے بھید جانتا ہے۔ اگر تیرے علم میں ہم حق پر ہوں تو ہم ضعیفوں کو فتح یاب کر اور اگر وہ حق پر ہوں تو ان کو فیروزمندی عطا کر۔

اس اثنا میں سواروں کا ایک غول باگیں اٹھائے تیزی سے آیا۔ سب کی زبانوں پر تھا: "سیّد کجاست"، سید کجاست" (سید کہاں ہے؟ سید کہاں ہے؟) سید صاحب کا حکم تھا کہ کوئی بھائی ہماری اجازت کے بغیر بندوق نہ چلائے۔ سوار جب چالیس پچاس قدم کے فاصلے پر رہ گئے تو سید صاحب نے رفل اٹھائی اور بلند آواز سے تکبیر کہہ کر سر کی۔ ساتھ ہی غازیوں نے باڑھ ماری۔ پھر تو انھیں بھر مار میں پر دھر لیا۔ قرابین چی قرابینیں مارتے تھے، بندوقچی بندوق، تلواروں اور گنڈاسوں والے اپنے ہتھیاروں سے کام لے رہے تھے۔ درانی سوار لوٹے تو سید صاحب نے فرمایا کہ اب ہمارے سوار تعاقب کریں، لیکن سید صاحب کے سوار پہلے ہی منتشر ہو چکے تھے۔

---

[1] معمول کے مطابق سید صاحب نے جنگ چھڑنے سے پیشتر فرمایا تھا کہ جس بھائی کو سورۂ قریش یاد ہو گیارہ مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لے نیز یہ دعا پڑھے: اللھم اخذلھم و زلزل اقدامھم و شتت شملھم و فرق جمعھم و خرب بنیانھم و خذھم اخذ عزیز مقتدر۔ یہ دعا سید صاحب ہر نماز کے بعد بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔

سواروں کا انتشار درانی سواروں نے حملہ کیا تو چونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی، اس لیے دُور سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سید صاحب غازیوں سمیت ان کے نرغے میں آ گئے ہیں۔ اس وقت جان عبدالرحیم خاں، جو سید صاحب کے خاص جاں نثاروں میں سے تھے، بے تاب ہو گئے۔ اس پاس کے رفیقوں سے کہا کہ اگر حضرت نہ رہے تو ہماری زندگی کس کام آئے گی۔ آؤ ان پر دائیں جانب سے ہلہ کریں۔ یہ کہتے ہی باگیں اٹھا کر سرپٹ چل دیے۔ آس پاس کے سوار بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ رسالدار عبدالحمید خاں نے دیکھا تو سمجھے کہ حملے کا حکم ہو گیا، چنانچہ وہ بھی پورے رسالے کو لے کر بڑھے۔ ان کا حملہ بڑا سخت تھا لیکن سوار بکھر گئے۔ بعض اکا دکا دشمنوں میں گھر کر شہید یا زخمی ہوئے، بعض پیچھے ہٹتے ہٹتے دُور تک نکل گئے۔ سواروں میں سے ارباب بہرام خاں اور فتح خاں پنجتاری اپنے آدمیوں سمیت جگہ پر جمے رہے۔ انھوں نے سید صاحب کے حکم کے مطابق حملہ کرنا چاہا لیکن چونکہ تعداد میں بہت کم تھے، اس لیے انھیں روک دیا گیا۔

توپوں پر یورش اس موقع پر مولانا شاہ اسماعیل نے شیخ ولی محمد سے کہا کہ اب توپوں پر قبضہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ وہ ڈیڑھ سو غازیوں کو لے کر بھاگنے والے سواروں کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ اسی اثنا میں توپچی اپنے سنبے لے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مولانا نے توپوں پر قبضہ کر لیا۔ نواب خاں لنگری گڑھی والے کے پاس ایک لٹھ سنبے جیسا تھا۔ اسے لے کر توپ بھری، شیر محمد خاں سے توڑا لے کر درانیوں پر داغی۔ چار مرتبہ فیر کیے تو درانی منتشر ہو گئے۔ پھر سید صاحب نے مولانا کو اپنے پاس بُلا لیا۔ مولانا توپ کھینچتے ہوئے سید صاحب کے پاس پہنچ گئے۔

درانیوں کا دوسرا حملہ درانی سواروں کا ایک غول تتر بتر ہو چکا تھا۔ مولانا اور شیخ ولی توپوں کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ اس اثنا میں درانیوں کے دوسرے غول نے حملہ کر دیا۔ وہ بھی پہلے غول کی طرح "سید کجاست"؟ "سید کجاست"؟ کہتے ہوئے آئے۔ سید صاحب کے پاس اس وقت زیادہ سے زیادہ پانسو غازی ہوں گے۔ آپ کے رفل بردار باری باری بندوقیں بھر بھر کر دے رہے تھے اور آپ داہنے بازو والے کی بندوق دائیں جانب اور بائیں بازو والے کی بائیں جانب

چلا تے جاتے تھے، ہر فائر کے بعد فرماتے: " سید ہمیں است "۔ تھوڑی دیر میں یہ غول بھی بکھر گیا اور میدان صاف ہو گیا۔ کچھ غازی ان کے تعاقب میں ادھر ادھر نکل گئے۔ سید صاحب کے پاس صرف پچاس ساٹھ کی جمعیت رہ گئی۔

تیسرا حملہ اس اثنا میں چھ سات سو سواروں کا ایک اور ریلا آگیا۔ سید صاحب دوسری طرف مشغول تھے۔ ایک غازی نے خبردار کرنے کے لیے پکار کر کہا: حضرت ادھر سے ریلا آ رہا ہے۔ دوسرے غازیوں نے روک دیا کہ حضرت کا ذکر نہ کرو، دشمن کو خبر ہو جائے گی۔ اس غول کو بھی ناکام و نامراد بھاگنا پڑا۔ جب سارا درانی لشکر بندوقوں کی زد سے باہر نکل گیا تو آتش باری موقوف کی۔ پہلے حملے چونکہ بڑے بڑے غولوں نے کیے تھے، اس لیے گرد و غبار کی وجہ سے فضا پہ تاریکی سی چھا جاتی رہی۔ تیسرے حملے کے سوار چونکہ کم تھے، اس لیے غبار زیادہ نہ اُڑا۔ سید صاحب کی ہر گولی سے سوار گرتا اور گھوڑا بھاگ جاتا۔

آخری حملے کے متعلق "منظورہ" کا بیان یہ ہے کہ درانیوں کا ایک رسالہ غازیوں کے سواروں کا تعاقب کرتا ہوا توروکی طرف نکل گیا: وہ واپس ہوا تو اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ لڑائی کا نقشہ منقلب ہو چکا ہے۔ وہ غازیوں کو اپنے آدمی سمجھتے ہوئے بے تکلف چلے آئے۔ قریب پہنچے اور غلط فہمی دور ہوئی تو پیچھے ہٹے۔ غازیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ توپیں آگئیں تو سید صاحب نے خود شست دیکھ کر چند فائر کرائے، ان کی وجہ سے بھی درانی خائف ہو کر جلد بھاگ گئے۔

مولانا خطرے میں مولانا شاہ اسماعیل کی انگلی پر جب سے شنکیاری میں زخم لگا تھا، وہ جلد جلد بندوق بھرنے کے قابل نہیں رہے تھے۔ اس حملے میں بھی کئی درانی سواروں کو انھوں نے مار گرایا۔ پھر ایک سوار ان کے بالکل قریب آگیا۔ وہ بندوق بھر نہ سکے۔ خود بعد میں فرماتے تھے کہ شہادت کا یقین ہو گیا۔ اس اثنا میں حافظ وجیہ الدین پھلتی کی نظر پڑی۔ انھوں نے فوراً سوار پر بندوق سر کی۔ وہ گولی لگتے ہی گرا، اس طرح مولانا کی جان بچی۔ اگر دو چار لمحے کی تاخیر بھی ہو جاتی تو مولانا کا زندہ بچنا بظاہر بالکل مشکل تھا۔

بہت سے درانی سوار مارے گئے۔ ان میں اسرائیل خاں بھی تھا جو پہلوانی میں بہت مشہور مانا جاتا تھا اور نشانچی بھی اعلیٰ درجے کا تھا۔ یار محمد خاں کی شادی اس کی بہن سے ہوئی تھی۔ غالباً سلطان محمد خان اور پیر محمد خاں کے ساتھ بھی رشتہ تھا۔ شیخ ولی محمد فرماتے تھے کہ اس پر میں نے اور بعض دوسرے غازیوں نے ایک دم گولیاں چلائیں۔ معلوم نہیں وہ کس کی گولی سے ہلاک ہوا۔

جنگ کا خاتمہ میدان درانیوں سے صاف ہو چکا تھا۔ سلطان محمد خاں دن کے وقت لڑائی کا طلب گار تھا، اس کی یہ طلب پوری ہو چکی تھی۔ سید صاحب دیر تک میدان میں ٹھہرے رہے کہ شاید درانی پھر پلٹ کر حملہ کر دیں۔ غازیوں نے صبح سے کچھ کھایا نہیں تھا۔ گرمی کا موسم، پیاس سخت لگی ہوئی تھی۔ میدان میں ایک چھوٹا سا تالاب تھا۔ اسی کا گرم پانی پیتے رہے۔ پھر مایار کی عورتیں گھڑوں اور بدھنوں میں پانی لے آئیں۔ جب اطمینان ہو گیا کہ اب درانی نہیں آئیں گے تو سید صاحب مایار کی مشرقی سمت کے باغ میں جا ٹھہرے۔ چہرے پر گرد و غبار کی دبیز تہ جمی ہوئی تھی۔ ارباب بہرام خاں نے رومال نکال کر پونچھنا چاہا تو فرمایا: "خان بھائی! ابھی ٹھہر جائیے، یہ غبار بڑی برکت والا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے" جن غازیوں کے پاس روٹی تھی، انھوں نے روٹی کھائی، بعض نے ستو گھول کر پی لیے۔ پھر مایار سے کچھ روٹیاں آ گئیں۔

زخمیوں اور شہیدوں کے متعلق ہدایات سید صاحب نے مولوی مظہر علی عظیم آبادی کو حکم دیا کہ چند غازیوں کو ساتھ لے کر پورے میدان میں پھریں۔ زخمیوں کو پہلے مایار، پھر تورو پہنچائیں اور شہیدوں کو دفنانے کا انتظام کریں۔ گھوڑے بھی زخمی پڑے تھے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ جن گھوڑوں کے زخم زیادہ سخت نہ ہوں اور ان کا علاج ہو سکے، انھیں پکڑ کر تورو لے چلو۔ جن کا علاج نہ ہو سکتا ہو انھیں ذبح کر ڈالو۔

مولوی مظہر علی صاحب نے پھر پھر کر تمام لاشیں جمع کرائیں۔ غازیوں کی کل اٹھائیس لاشیں ملیں، جنھیں دو قبروں میں دفن کرایا۔ اسی لاشیں درانیوں کی تھیں۔ ان کی تدفین ملکیوں کے ہاتھ عمل میں آئی۔ زخمیوں کو تورو پہنچا دیا۔ سید صاحب نے ظہر کی نماز مایار کے باغ میں پڑھی

اور باقی حضرات۔ سب کے بعد عبدالرحمن رائے بریلوی کی لاش رکھی گئی، جنھیں کفن بھی پہنایا گیا تھا۔ باقی تمام اصحاب کو بلا غسل و کفن ان کے لباسوں میں بدستور رکھ دیا گیا۔ مولانا نے فرمایا کہ ان کے عماموں کا ایک سرا لے کر منہ ڈھانپ دیے جائیں۔

بعد تدفین مولانا نے غازیوں سمیت دیر تک شہدا کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ سب کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ ہر ایک کی زبان پر یہ کلمہ تھا کہ یہ بھائی تو جس مراد کو آئے تھے حاصل ہو گئی۔ خدا ہم لوگوں کو بھی اسی طرح شہادت نصیب کرے۔

دُعا تھوڑی دیر بعد مغرب کی اذان ہوئی۔ سید صاحب نے خود نماز پڑھائی، پھر عجز و الحاح سے دعا کی:

اے ہمارے پروردگار تو خوب جانتا ہے کہ یہ سب لوگ محض تیری خوشنودی اور رضا جوئی کے لیے اپنے گھر بار، خویش و تبار، اہل و عیال اور مال و منال چھوڑ کر یہاں آئے تھے، اور صرف تیری راہ میں انھوں نے اپنی جانیں صرف کیں۔ ان کے گناہوں کو اپنے دامن رحمت میں چھپا لے فردوس میں جگہ دے اور ان سے راضی ہو۔ ہم جو چند ضعفا اور غربا تیرے عاجز بندے باقی ہیں، ان کو بھی اپنی رضامندی اور خوشنودی کی راہ میں جان و مال قربان کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ہمارے سینوں میں جو شیطانی خطرات اور نفسانی وساوس خطور کرتے ہیں، ان کو دور کر دے دلوں کو اپنے اخلاص و محبت سے معمور رکھ۔ اپنے دین کو قوت اور ترقی بخش۔ جو لوگ اس دین کے دشمن اور بدخواہ ہیں، انھیں ذلیل و رسوا کر۔ جو مسلمان شریعت کے راہ راست سے ہٹ کر بادیہ ضلالت میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں، انھیں ہدایت دے اور پکے مسلمان بنا دے تاکہ اس کار خیر میں جان و مال اور اہل و عیال سے شریک ہوں۔

آپ تورو تشریف لے گئے۔

بقیہ لاشیں جو غازی مایار اور تورو کے درمیان شہید ہو کر گرے تھے، ان کی لاشیں تورو پہنچا دی گئیں۔ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جنھیں زندہ اٹھایا گیا لیکن صرف رمق باقی تھی اور جلد جاں بحق ہو گئے۔ ان کے نام "منظورہ" کے بیان کے مطابق یہ ہیں:

(۱) مولوی عبدالرحمٰن ساکن تورو، جو ابتدا سے سید صاحب کے ساتھ رہے۔ بارہا سفارتی خدمات انجام دیں
ان کا سر تن سے الگ ہو چکا تھا۔

(۲) شیخ عبدالحکیم پھلتی۔ ان کا سر بھی تن سے الگ تھا۔ بڑی مشکل سے سر ڈھونڈ کر لائے اور تن سے ملا دیا گیا۔

(۳) کریم بخش گھاٹم پوری۔ ادھر لڑائی شروع ہو گئی ادھر انھوں نے جلدی جلدی اپنے ساتھیوں کے لیے روٹیاں پکا کر کمریں باندھیں اور میدان جنگ کی طرف چلے۔ راستے میں درانی سوار سید صاحب کے سواروں سے لڑتے بھڑتے آ رہے تھے۔ کریم بخش ان میں گھر گئے۔ کسی نے تلوار مار کر انھیں شہید کر ڈالا۔

(۴) فضل الرحمٰن بردوانی۔

(۵) لعل محمد: ان کا وطن معلوم نہ ہو سکا۔ یہ سید صاحب کے باورچی خانے سے متعلق تھے۔

(۶) حاجی عبدالرحیم پھلتی والے۔

(۷) شیخ عبدالرحمٰن رائے بریلوی۔ یہ سخت زخمی ہوئے تھے۔ تورو لا کر ان کے زخم سیے گئے۔ کچھ باتیں بھی کیں، پانی بھی پیا، پھر جاں بحق ہو گئے۔ غازیوں میں سے یہی تھے جنھیں غسل بھی دیا گیا اور کفن بھی پہنایا گیا۔

(۸) میر رستم علی چل گانوی۔ ان کو اٹھا کر لایا گیا تو سسک رہے تھے۔ راستے میں یا تورو پہنچ کر فوت ہوئے۔

(۹) سید ابو محمد نصیر آبادی۔ ان کے مفصل حالات آگے چل کر بیان ہوں گے۔

دو اور صاحب تھے جن کے نام راوی کو یاد نہ رہے۔

تورو میں تدفین شاہ اسماعیل نے تورو سے باہر شمال و مشرقی کونے میں ایک بڑی قبر کھدوائی اور تمام لاشوں کو مندرجہ ذیل ترتیب سے رکھا: سب سے آگے قبلہ رخ حاجی عبدالرحیم پھلتی والے، ان کے ساتھ سید ابو محمد نصیر آبادی، پھر میر رستم علی، شیخ عبدالحکیم پھلتی، فضل الرحمٰن، مولوی عبدالرحمٰن ساکن تورو، کریم بخش

تحریر:- غلام رسول مہر ؒ

سکھ یا انگریز؟

مزید شہادتوں کی ضرورت : سید صاحب نے جو مقصد و نصب العین پیشِ نظر رکھ کر جہاد کے لیے تنظیمات فرمائی تھیں' ان کی تشریح میں نے "سیرت" میں کر دی تھی[1]۔ یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس میں کب اور کیونکر تحریفات کا سلسلہ شروع ہوا' یہاں تک کہ نصب العین کا حلیہ ہی مسخ ہو کر رہ گیا۔ میں نے ہر گزارش کے ضمن میں سید صاحب کی تحریرات سے شہادتیں پیش کیں۔ ان سے وہی نتیجہ نکل سکتا تھا' جو میں نے نکالا' لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان توضیحات کے باوجود بعض قلوب میں غالباً اب تک شبہات باقی ہیں یا کم از کم یقین و قطعیت کی وہ روح پیدا نہیں ہوئی جو اس بارے میں لازماً پیدا ہونی چاہیے تھی۔ ایک بہت بڑے صاحبِ علم نے تو صاف صاف فرما دیا کہ میرا اخذ کردہ نتیجہ محض قیاسی ہے اور قیاسی و استنباطی نتیجے پر بار بار زور دینے کی مصلحت سمجھ میں نہ آئی۔ ان حالات میں ضرورت محسوس ہوئی کہ اس مسئلے کے متعلق مزید شہادتیں فراہم کی جائیں' جن کے بعد کسی شخص کے لیے وسوسے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

جہاد کی بنیاد : میرے نزدیک تو محض جہاد کی بنیاد و اساس ہی پیشِ نظر رکھ لینے کے بعد شبہے کا امکان باقی نہیں رہتا۔ سید صاحب فرماتے ہیں کہ جب اسلامی بلاد غیر مسلموں کے قبضے میں آ جائیں تو تمام اہلِ اسلام پر عموماً اور مشاہیر حکام پر خصوصاً جہاد واجب و مؤکد ہو جاتا ہے[2]۔ یہ مضمون سید صاحب کے مختلف مکاتیب میں دہرایا گیا ہے۔ اب غور کیا جائے کہ آیا ہندوستان کی وسیع سرزمین میں سے صرف وہی حصہ مسلمانوں کے قبضے سے نکلا تھا جس پر سکھ قابض تھے اور جس کی جنوبی حد دریائے ستلج تھی؟ اس سے بدرجہا وسیع تر اور زرخیز تر خطے دریائے ستلج سے شرقاً اراکان تک' غرباً کاٹھیاواڑ گجرات تک اور جنوباً راس کماری تک مسلمانوں ہی کے قبضے میں تھے' اور انھیں

---

[1] ملاحظہ ہو "سید احمد شہید" جلد اول صفحہ ۲۲۴ - ۲۸۱

[2] مکاتیب شاہ اسمٰعیل شہید "قلمی نسخہ"۔ صفحہ ۵۵ * مکاتیب سید صاحب ، صفحہ ۲۳۷

سے اغیار نے چھینے تھے: خواہ وہ مرہٹے ہوں یا پرتگیز، فرانسیسی ہوں یا انگریز یا کوئی اور۔ کون کہہ سکتا ہے کہ سید صاحب کو شمال مغربی ہند کے صرف اس خطے کا غم تھا جس پر رنجیت سنگھ نے تسلط جما لیا تھا اور باقی حصوں سے وہ بالکل بے پروا تھے؛ حالانکہ تاریخی، جغرافیائی اور سیاسی نقطۂ نگاہ سے باقی خطے بدرجہا زیادہ اہم تھے۔ محض اس نکتے پر توجہ فرما لینے سے حقیقت حال بخوبی آشکارا ہو سکتی ہے، تاہم میں صرف قیاس و استنباط پر اکتفا نہ کروں گا۔ ایسی شہادتیں بھی موجود ہیں جن میں تصریحاً ہندوستان کی تطہیر کا ذکر ہے۔

سلطان ہرات کے نام مکتوب: سید صاحب کے زمانے میں شاہ محمود درانی (بن تیمور شاہ بن احمد شاہ ابدالی) ہرات میں حکمران تھا۔ کابل و قندھار بارک زئیوں کے قبضے میں جا چکے تھے۔ سید صاحب نے دوسرے مسلمان حکمرانوں کے علاوہ شاہ محمود کو بھی جہاد کی دعوت دی تھی۔

اس میں فرماتے ہیں:

اقامت جہاد و ازالۂ بغی و فساد در ہر زمان و ہر مکان از اہم احکام حضرت رب العباد است خصوصاً دریں جزو زمان کہ وقت شورش اہل کفر و طغیان بہ حدے رسیدہ کہ تخریب شعائر دین و افساد حکومت سلاطین از دست کفرۂ متمردین و بغاۃ بہ وقوع آمدہ و ایں فتنۂ عظیم تمام بلاد ہند و سندھ و خراسان را فرا گرفتہ۔ پس دریں صورت تغافل در مقدمۂ استیصال کفرۂ متمردین و تساہل در باب سرزنش باغیان مفسدین از اکبر معاصی و اقبح آثام است۔ بنا بر علیہ ایں بندۂ درگاہ حضرت الٰہ از وطن مالوف خود برخاستہ در دیار ہند و سندھ و خراسان دور و سیر نمودہ و مومنین آں اقطار و مسلمین آں دیار را بہ ایں معنی ترغیب کردہ۔

جہاد قائم کرنا اور بغاوت و فساد کو مٹانا ہر زمانے اور ہر مقام میں خدا کا نہایت اہم حکم رہا ہے، خصوصاً اس زمانے میں جب کافروں اور سرکشوں کی شورش ایسی صورت اختیار کر چکی ہے کہ سرکشوں اور باغیوں کے ہاتھوں دینی شعائر تخریب کا نشانہ بن رہے ہیں اور شاہان اسلام کی حکومتوں میں ابتری پیدا کی جا رہی ہے اور یہ زبردست فتنہ ہند، سندھ اور خراسان کے خطوں پر چھا گیا ہے۔ اس صورت میں سرکش کافروں کی بیخ کنی سے غفلت اور مفسد باغیوں کی گوشمالی سے سہل انگاری بہت بڑا اور بہت قبیح گناہ ہے۔ اس بنا پر خدا کی درگاہ کے اس بندے نے اپنے وطن سے نکل کر ہند و سندھ و خراسان کا دورہ کیا اور وہاں کے مومنوں اور مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی۔

ـه مکاتیب شاہ اسمٰعیل شہید قلمی نسخہ ص ۳۰ و ۳۱

ظاہر ہے کہ اس پوری تحریر میں پنجاب کا ذکر تک نہیں آیا۔ اس لیے کہ اہلِ خراسان کے نزدیک وہ یا تو ہندوستان میں شامل تھا یا سندھ و خراسان میں۔ پھر جب سید صاحب ہند، سندھ اور خراسان میں غیر مسلموں اور باغیوں کی فتنہ انگیزیوں کا ذکر فرما چکے تھے تو یہ بات ذہن میں نہیں آسکتی کہ وہ صرف اس خطے کو فتنوں سے پاک کرنے کے لیے اٹھے تھے جس پر رنجیت سنگھ قابض ہو گیا تھا۔

ہندو راؤ کو تلقین : ہندو راؤ گھاٹگے، دولت راؤ سندھیا والیِ گوالیار کا برادرِ نسبتی تھا اور سندھیا کی بیماری کے زمانے میں ریاست کا انتظام اسی کے حوالے ہو گیا تھا۔ یاد ہوگا کہ سید صاحب ہجرت کے سلسلے میں گوالیار پہنچے تھے تو ہندو راؤ نے آپ کا پُرجوش استقبال کیا تھا۔

ایک مکتوب میں اسے لکھتے ہیں :

بیگانگان بعید الوطن ملوکِ زمین و زمن گردیدہ اند و تاجرانِ متاع فروش بہ پایۂ سلطنت رسیدہ امارتِ امرائے کبار و ریاستِ رؤسائے عالی مقدار برباد کردہ اند و عزت و اعتبارِ شان بالکل ربودہ۔ چون اہلِ ریاست و سیاست در زاویۂ خمول نشستہ اند، لاچار چندے از اہلِ فقر و مسکنت کمرِ ہمت بستہ۔ این جماعۂ ضعفاء محض بنا بر خدمتِ دینِ ربّ العالمین برخاستہ اند، ہرگز ہرگز از دنیاداران جاہ طلب نیستند۔ وقتیکہ میدانِ ہندوستان از بیگانگان و دشمنان خالی گردیدہ و تیرِ سعیِ ایشان بہ ہدفِ مراد رسیدہ آیندہ مناصبِ ریاست و سیاست بہ طالبینِ آن مسلّم باد۔

(مکاتیب شاہ اسمٰعیل شہید قلمی نسخہ ص۱۱)

وہ غیر جن کا وطن بہت دور ہے، بادشاہ بن گئے۔ جو تاجر سامان بیچ رہے تھے انھوں نے سلطنت قائم کر لی۔ بڑے بڑے امیروں کی امارتیں اور رئیسوں کی ریاستیں خاک میں مل گئیں۔ ان کی عزت اور ان کا اعتبار چھن گیا۔ جو لوگ ریاست و سیاست کے مالک تھے وہ گمنامی کے گوشے میں بیٹھ گئے، آخر فقیروں اور مسکینوں میں سے تھوڑے سے آدمیوں نے کمرِ ہمت باندھی۔ ضعیفوں کا یہ گروہ محض خدا کے دین کی خدمت کے لیے اٹھا ہے، وہ لوگ نہ دنیادار ہیں، نہ جاہ طلب۔ جب ہندوستان کا میدان غیروں اور دشمنوں سے خالی ہو جائے گا اور ضعیفوں کی کوشش کا تیر مراد کے نشانے پہ جا بیٹھے گا، تو آیندہ کے لیے ریاست و سیاست کے عہدے طالبوں ہی کو مبارک رہیں۔

غور فرمایئے کہ دور سے آئے ہوئے غیر کون تھے جو تجارت کرتے کرتے سلطنت کے مالک بن گئے تھے؟ ظاہر ہے کہ وہ صرف انگریز تھے اور انہیں کے خلاف جنگ کے لیے سیّد صاحب خود اٹھے تھے۔ اسی غرض سے رؤسا و عوام ہند کو اٹھانا چاہتے تھے۔ بالکل اسی مضمون کا خط غلام حیدر خان کے نام لکھا جو سیّد صاحب کا عزیز دوست اور قدیم رفیقِ کار تھا اور اُس وقت گوالیار میں ممتاز فوجی عہدے پر فائز تھا۔ سیّد صاحب نے اسے تاکید کی تھی کہ یہ مطالب راجا ہندو راؤ کے ذہن نشین کر دیے جائیں۔

بدیہی شہادت : آخری قطعی شہادت اس مکتوب میں موجود ہے جو شاہ محمود درّانی والیِ ہرات کے فرزند شہزادہ کامران کے نام بھیجا گیا تھا، اس کے آغاز میں وہی مطالب بیان فرمائے ہیں جو شاہ محمود اور دوسرے اکابر کو لکھ چکے تھے۔ مثلاً :

> جہاد ضروری ہے۔ جب ہندوستان اہلِ کفر و طغیان کے اثرات سے لبریز ہو گیا تو میں نے وطن چھوڑ کر خراسان کا رخ کیا۔ سب کو جہاد کی دعوت دیتا رہا ۔۔۔ یوسف زئی کے علاقے میں بیٹھا تو آفریدی، خٹک، مہمند خلیل، اہلِ ننگر ہار، اہلِ سوات و بنیر، اہلِ پکھلی، راجہ ہائے کشمیر وغیرہ میرے ساتھ ہو گئے۔ میرا مقصد حکومت نہیں، صرف کلمۂ حق کی سربلندی اور سنتِ نبوی کا احیا ہے۔ نیز میں اسلامی علاقوں کو سرکش کافروں کے ہاتھ سے آزاد کرانا چاہتا ہوں۔ جب یہ علاقے مشرکوں اور منافقوں کے تسلط سے پاک ہو جائیں گے تو انہیں مستحقوں کے حوالے کر دوں گا۔ بہ شرطیکہ :

شکرِ ایں انعامِ الٰہی بجا آرند و علی الدّوام جہاد را بہر حال قائم دارند و گاہے معطّل نہ گزارند، در ابوابِ عدالت و فصلِ خصومات از قوانینِ شرعِ شریف سرِ مو تجاوز و تفاوت بہ میان نیارند و از ظلم و فسق بہ کلّی اجتناب	خدا کے اس انعام کا شکر بجا لائیں، ہمیشہ ہر حالت میں جہاد قائم رکھیں، کبھی اسے معطّل نہ چھوڑیں۔ عدالت اور فیصلۂ مقدمات میں شرع کے قانون سے بال برابر بھی تجاوز نہ کریں، ظلم و فسق

در زند۔ [1] | سے بالکل بچے رہیں۔

آخر میں فرماتے ہیں:

باز خود ایں جانب مع مجاہدین صادقین	پھر میں مجاہدین کو لے کر ہندوستان کی
بہ سمت بلادِ ہندوستان بنا بر ازالۂ اہلِ کفر	طرف متوجہ ہو جاؤں گا تاکہ وہاں سے
و طغیان متوجہ خواہد گشت کہ مقصد اصلی	اہلِ کفر و طغیان کو ختم کیا جا سکے، اور
نزد اقامتِ جہاد بر ہندوستان است،	میرا اصل مقصود ہندوستان پر جہاد ہے، یہ
نہ توطن در دیارِ خراسان [2]۔	نہیں کہ خراسان میں توطن اختیار کر لوں۔

سید صاحب کے جس نصب العین کی توضیح میں نے کی، اس کے متعلق اس سے واضح تر اور روشن تر شہادت کیا ہو سکتی ہے؟

مومن کی شہادت: ہمارے ہاں کے مشہور شاعر حکیم مومن بھی سید صاحب کے مرید تھے، ان کے فارسی کلام کے ایک نعتیہ قصیدے میں دعائیہ اشعار اس حقیقت کا مزید ثبوت پیش کر رہے ہیں کہ سید صاحب اور ان کے تمام نیازمندوں کے نزدیک تطہیرِ ہند کے سلسلے میں مرکزی حیثیت انگریزوں ہی کو حاصل تھی۔

مومن فرماتے ہیں:

ایں عیسویاں بہ لب رساندند — جانِ من و جانِ آفرینش
مگزار کہ پائمال گردیم — زاں سیم سرانِ آفرینش
تاچند بہ خواب ناز باشی — فارغ ز فغانِ آفرینش
مومن شدہ ہم زبانِ عرفی — از بہرِ امانِ آفرینش

برخیز کہ شورِ کفر برخاست
اے فتنہ نشانِ آفرینش

---

[1] مکاتیب شاہ اسمٰعیل شہید قلمی نسخہ صفحہ ۳۹ و ۴۰

[2] ایضاً صفحہ ۴۰ و ۴۱، مکاتیب سید صاحب صفحہ ۲۲

خطی نسخہ "منظورۃ السعداء" (مؤلف مولانا سید جعفر علی بستوی)
میں حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی کا ذکر خیر

چنانچہ سید عبدالرحمن و سید ضیاء الدین میگویند کہ در مقدمہ آنجناب مسمی امام الدین باشندہ مکہ معظمہ برادر سروری نصیر الدین و برادر زادہ شیخ نجم الدین ہیکمیت ہمراہ آنجناب بود و مراعات بسیار از جانب آنجناب برحال ایشان بود و ارادت ایشان در ابتدای حال بر دیگر ملازمین سبقت می نمود بعد رسیدن مکہ معظمہ باغوای کج طبعان زیغی در طبیعت ایشان بہم رسیدہ بود در زمانی آنجناب در مسکن خود نشستہ بودند کہ حاجی عمر رفیق حاجی عبدالرحیم کہ از بس صالح و سعید و عابد و زاہد و متقی بودند برای شرف اندوزی خدمت حضرت امیر المومنین آمدند آنجناب عزت و توقیر ایشان بسیار از بسیار نمود بلکہ در توصیف ایشان از زبان مبارک حضرت امیر المومنین این کلمہ برآمد کہ از چنین کسان ملائکہ ہم شرم میدارند و مثل ایشان می باشند کہ شرف بر ملائکہ دارند این سخن امام الدین مذکور بر آشفت و جناب

حاجی عبدالرحیم مرحوم باجازت حضرت امیر المومنین در ان لشکر اقامت ورزیدہ نشستند تا قوافل غزاۃ کہ از ہندوستان در دیرہ اسمعیل خان کہ مقام مخدوش است رسیدند از انجا بالا بالا بسمت جنوب شدہ بروند پس در انجا رسیدہ سہ چہار روز اتفاق مقام شدہ مولوی محمد علی مرحوم در لشکر ہم وعظ کردند

زیب پیره‌ها از عصر اوراد فرمودند همانجا از سپاهی بود رحیم عظیم خان

چنانچه نماز مغرب در مسجد میان نوبهی شبی گذارده در حجره را

و ایشان از پیرزادگان نامی بودند صدها مردم بر دست ایشان

ایشان با تمامی عزیزان خود نعمت بیعت حاصل نمودند و مریدان خود را طلبیده

[illegible] بخدمت آنجناب بشرف بیعت حاصل سازند همچنین مرشد کامل باز دستیاب

نشد پس مریدان ایشان هم نعمت بیعت حاصل ساخته در آنجناب

بدست [illegible] با متصوف تعلیم فرمودند تا ملک شد

[illegible] در روز و زمره عنایت نگاه ایشان بود در چند [illegible] ولی محمد [illegible]

معمول و حالات با بسیار و سپاهی و نویسندگان [illegible] داشتند و پیر

[illegible] خدا طلب بودند و صحبت با عزیزان تمام گردیدند و صحبت ایشان با تمامی اقربا

و اتباع و نوکران و زنان ایشان گردید و چند روز [illegible] خود بودند [illegible] از السنه

و لغو و [illegible] بر جای اقامت آنجناب فرستادند و

طلب توجه شدند هم از این آنجناب [illegible] جامعی از جا [illegible]

[illegible] ولی محمد در خراست دعا نمودند چه عرض کرده [illegible] دنیاوی فراوان

دارم میخواهم که بدعای آنجناب از اسراف [illegible] در سبیل خیر صرف

گردد آنجناب برای ترقی ایمان ایشان و حسب مراد ایشان دعا نمودند و بدولت

لحیت که جماعت جماعت مردم برای بیعت می آمدند مشرف اند و برمیگردیدند
(بنی محمد و دیگر مشرف آمدند و مفتی شرف الدین و غیره است و عزت
بخشی دیگر هم در انجا نشسته بودند ایشان هم درخواست دعوت
جانبین گفتگو شد جناب حضرت امیرالمومنین فرمودند که با خود
بسیار اینقدر بفهمید که ما دعوت همه شما قبول میکنیم اما تعیین روز در اختیار
ولیس اشرف خان مرحوم که نامش مقربخان است نهایت مخلص برادر هم
در مردم خود از هندوان جزیه و از مسلمانان عشر مقرر نموده است و خادیخان
منافق چون خفاش در گوشه نفاق خائف و ترسان دامان چاپلوسی
و معذرت نمائی گرفته کنان فکر او هم اینجا مد نظر است یا مسلمان میشود
یا بکوه یار محمد مخذول میگردد حاجی عبدالرحیم صاحب از اینجا سه چهار
منزل رسیده اند در عرصه دو سه روز ان شاء الله ملحق خواهند گشت درین اثنا
جرگه خوانین کدّهی امان زئی برای آوردن امیرالمومنین بمکان
خودها در پنجتار رفتند چنانچه حضرت امیرالمومنین را در کدّهی آورده
بیعت امامت بجا آوردند و جمیع مردمان انجا حلقه اطاعت
امیرالمومنین در گردن نهادند و باتباع شرع شریف چالاک

شدند و قصه و مناقشه بابت املاک که با خود ها میداشتند از بعضی
آنجناب همه فیصل یافت اما اندکی که باقیمانده انهم بحکم الهی
فیصل خواهد شد چنانچه برای فیصل آنحضرت امیرالمومنین بجائیکه
نامش بازار است تشریف آوردند انشاءالله تعالی امروز یا فردا
فیصل خواهد شد و تا تحریر خط هذا که سیزدهم محرم سنه ۱۲۴۵ هجری است
دیره امیرالمومنین در موضع بازار است حاجی عبدالرحیم صاحب مع رفقای
خود و امان الله خان صاحب مع همراهیان در مقام کدهی داخل لشکر
شده اند فقط انتهی هلال رمضان همانجا دیده شد و آنجناب خادیخان را
طلب فرمودند او جواب داد که در پنجتار نخواهم آمد اگر آنجناب رونق افروز
موضع سلیم خان شوند حاضر شوم فرمودند که در سلیم خان می آئیم بخیال بیاید
پس بجمعیت شصت کس مسلح از پیاده و سوار بیرون دره کوه باستاد آنجناب
قصد ملاقاتش نمودند مولنا محمد اسمعیل مانع شدند و رفتن خود برای ملاقات
او تجویز نمودند برین رای دیگر مخلصین آنجناب هم اتفاق نمودند پس
آنجناب سخنان چند بمولنا ممدوح فهمانیده بجمعیت صد کس از غازیان
با ایمان روانه فرمودند و صد کس دیگر را حکم دادند که مسلح بفاصله قریب

رفته استاده ماندند پس مولنا ممدوح بفاصله گلوله تفنگ از مقام استاده قابل اخوندزاده و مولوی عبدالرحمن را فرستادند پس ایشان رفته با خادیخان گفتند که حضرت امیرالمومنین مولنا محمد اسمعیل را برای ملاقات شما فرستاده اند خادیخان گفت که ازینطرف با چند کس می آئیم ازانطرف با چند کس خود تشریف آرند پس مولنا ممدوح با چهار کس از قرابین چیان تشریف

امیرالمومنین ارشاد فرمودند که سواران کجا اند اینوقت بیایند که تعاقب این پیادگان نمایند و تو بیما که آنها میبرند بستانند شیخ ولی محمد که حاضر بودند عرض نمودند که حضرت حال سواران نپرسید که چه شدند اکنون حال سواران نگارش نمایم که حلیکه اول وهله سواران دورانی بر پیادگان حمله آوردند ازانجا که آنها هجوم بسیار داشتند و پیادگان همراه آنجناب درانوقت اقل قلیل مانده بودند حاجی عبدالرحیم خان مرحوم که مرد درویش و محب جان نثار حضرت امیرالمومنین بودند از فرط محبت تاب نیاورده بگروه سواران ندا دادند که ای عزیزان این انبوه کثیر طایفه قلیله حضرت امیرالمومنین را میخواهد که بپوشانند پس و قتیکه

جناب حضرت نماندند ما راهم زندگانی خوش نخواهد بود بیائید از جانب
بسیار حمله کنیم چون حمله بر سواران دشمن نمودند از انجا که اقل قلیل بودند و نیز
ولایتیان مثل خواص خان وغیره فرار نمودند تاب مقاومت با ان انبوه
کثیر که از سه هزار کم نبودند نیاوردند ناچار اکثری مثل حاجی عبدالرحیم و سید ابو محمد
و شیخ عبدالحکیم شربت شهادت نوشیدند و مثل سید موسی و رساله دار عبدالحمید خان
وغیره هم از زخمهای گران خورده از پشت زین زیر افتادند و بعضی مثل ارباب
بهرام خان و فتح خان پنجتاری وغیره چون انبوه کثیر سواران دورانی دیدند

شہیدانِ بالاکوٹ

شہادت گاہِ بالاکوٹ سے واپسی پر

قبائے نُور سے سج کر، لہُو سے باوضُو ہوکر
وُہ پہنچے بارگاہِ حق میں کتنے سُرخرُو ہوکر

فرشتے آسماں سے اُن کے استقبال کو اُترے
چلے اُن کے جلَو میں باادب، با آبرُو ہوکر

جہانِ رنگ و بُو سے ماوَرا ہے منزلِ جاناں
وُہ گزُرے اِس جہاں سے بے نیازِ رنگ بُو ہوکر

جہادِ فی سبیل اللہ نصبُ العین تھا اُن کا
شہادت کو ترَستے تھے سراپا آرزُو ہوکر

وہ رُہباں شب کو ہوتے تھے تو فرُساں دن میں رہتے تھے
صحابہؓ کے چلے نقشِ قدم پر ہُوبہُو ہوکر

مُجاہد سر کٹانے کے لیے بے چین رہتا ہے
کہ سر افراز ہوتا ہے وہ خنجر در گلو ہو کر

سرِ میداں بھی اِستقبالِ قبلہ وُہ نہیں بھُولے
کیا جامِ شہادت نوش اُنھوں نے قبلہ رُو ہو کر[1]

زمین و آسماں ایسے ہی جانبازوں پہ روتے ہیں
سحابِ غم برستا ہے شہیدوں کا لہُو ہو کر

شہیدوں کے لہُو سے ارضِ بالاکوٹ مُشکیں ہے
نسیمِ صُبح آتی ہے اُدھر سے مُشکبُو ہو کر

نفیسؔ اِن عاشقانِ پاک طینت کی حیات و موت
رہے گی نقشِ دہرِ اسلامیوں کی آبرُو ہو کر

○

(۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء)

---

[1] محاذِ جنگ میں امیرالمومنین حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور ان کے تمام جاں نثار ساتھی قدرتی طور پر قبلہ رُخ تھے۔ سیّد نفیس

شجرۂ طریقت و جہاد

عصرِ حاضر میں جہاد فی سبیل اللہ کی روایت اللہ تعالیٰ نے حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے سے دوبارہ زندہ کی جسے آپ کے سلسلۂ طریقت و جہاد کے مردانِ سیف و قلم نے آج تک جاری رکھا ہے۔ مختصر نقشہ حسبِ ذیل ہے:

امیر المؤمنین، امام المجاہدین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ
(شہادت: بالاکوٹ ۱۲۴۶ھ)

سید العلماء، قدوۃ المجاہدین
حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ
(خلیفہ راستین حضرت سید احمد شہیدؒ)

سرحلقۂ مجاہدین ①
حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی رحمہ اللہ
جانشین حضرت سید احمد شہیدؒ (م ۱۲۵۴ھ بمقام ٹھٹھہ، سندھ)

سرخیل مجاہدین
حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم ولایتی شہید رحمہ اللہ
(شہادت: قندو ضلع مردان)

نور الاسلام ②
حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی رحمہ اللہ
(م - ۱۲۵۹ھ)

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ (م - ۱۳۱۷ھ)
امیر المؤمنین جہاد شاملی ۱۸۵۷ء (۷۳-۱۲۷۴ھ)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی رحمہ اللہ (م - ۱۳۲۳ھ)
قاضی القضاۃ جہاد شاملی ۱۸۵۷ء

قطب عالم حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائپوری رحمہ اللہ (م - ۱۳۳۷ھ)
قائمقام امیر تحریک شیخ الہند (تحریک ریشمی رومال)

قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ (م - ۱۳۸۲ھ)
مرشد الافراد و سرپرست تحریک شیخ الہند و مدارس دینیہ برصغیر

حجۃ الاسلام
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ
بانی دارالعلوم دیوبند (م - ۱۲۹۷ھ)

شیخ الہند
حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ
(م - ۱۳۳۹ھ)

سید المجاہدین، شیخ الاسلام
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ
(م - ۱۳۷۷ھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ

۱۲۴۶ھ ہجری

۲۴ رمضان المبارک

جنگ مایار میں حضرت امیر المومنین حضرت حاجی سید احمد شہیدؒ

حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کے سرفروش جاں نثار شہدا کی

اجتماعی قبر:۔

۱:۔ شہید اول عارف باللہ حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ
دادا پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

۲:۔ سید ابو محمد نصیر آبادیؒ

۳:۔ میر رستم علی چلگانویؒ

۴:۔ شیخ عبدالحکیم پھلتیؒ

۵:۔ عبدالرحمٰن ترو والےؒ

۶:۔ فضل الرحمٰن بردوانیؒ

۷:۔ کریم بخش کماتھ پوریؒ

۸:۔ عبدالرحمٰن رائے بریلویؒ

نصب کردہ

سلطان حنیف اورکزئی

اذکروا اللہ حتی یقولوا انہ مجنون

طالبان صلاح تربیت دلی کا ثمرہ ذکر ہو صلوٰۃ و ذکر ہیں جس میں ... کتاب حسب

ضیاء القلوب

تصنیف جامع شریعت زیب طریقت مقتدا آگاہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب ظلہ

در مطبع مجتبائی دہلی محمد ممتاز علی طبع نمود

ولایق باشد بشرطیکه از کسی طمع ندارد و دل را از تعلق غیر الله پاک دارد و از هیچ کس امید
و ترس بجز حق تعالی ندارد و بما سوای آن نگیرد و در طلب حق بی آرام و بی غیرت مضطر ماند
و هر جا که باشد با خدا باشد و بر بیش و کم نعمت الهی شکر نماید و از فقر و فاقه و تنگدستی و
قلت معیشت دل تنگ نشود بلکه فخر و عزت خود دران دارند شکر بجا آرد که این صفت انبیا
و اولیا است که مرا عنایت فرموده اند و با متعلقان خود برفق و تلطف و مهربانی معامله کند
و بر نافرمانی شان درگذرد و عذر آنها بپذیرد و از غیبت مردمان اجتناب نماید و عیب
مردم بپوشد و عیب خود را در نظر دارد و همه مسلمانان را از خود فاضل داند و با کسی بحث و
جدال نکند اگرچه حق بجانب او باشد و مهمان نوازی و مسافر پروری را پیشه خود سازد
و بصحبت غربا و مساکین راغب باشد و در خدمت علما و صلحا عزت و حرمت خود داند
و آنچه میسر آید بمصرف صرف نماید تا زیان نرساند و تعلق دل با هیچ چیز ندارد و وجود
و عدم را برابر داند و لباس فقر را دوست دارد و هر قدر که طعام و لباس میسر آید قانع
بران باشد و ایثار پیشه خود سازد و گرسنگی و تشنگی را که طعام اهل سنت محبوب دارد و کم خندد و
بسیار گرید و از عذاب الهی و بی نیازی او ترسان و لرزان باشد و موت را که بیخ کن ما سوا است
هر وقت پیش نظر دارد و از دوزخ که جای فراق است پناه جوید و بهشت را که مقام
وصال است بطلبد و محاسبه را بر خود لازم گیرد و محاسبه روز بعد مغرب و محاسبه شب بعد صبح
کند و محاسبه آنرا گویند که حساب کند که در شب و روز از من چند نیکی و چند بدی بظهور آمده
بر نیکی شکر نماید و بر بدی توبه و استغفار کند و صدق مقال و اکل حلال اشعار خود سازد
و در مجلس هزل و لهو و غیره غیر مشروع حاضر نشود و از رسوم جهل پرهیزد و دوستی و دشمنی و خشم
و خوشنودی برای خدا بود و کوتاه دست و کوتاه طمع باشد شرمگین و کم گو و کم رنج و صلاح جو
و بسیار طاعت و نیکو کار و نیکو رفتار و نیکو گفتار و بردبار باشد و بس این است نشان اهل
خوبی و اوصاف پسندیده و نیز هر که این حاصل نماید باید که غره نشود و بر خود گمان نیکو برد فقط

ونیز از زیارت مزارات اولیاء و مشایخ مشرف بوده باشند و بوقت فراغ خاطر
نشسته بجانب روحانیت اوشان توجه نماید و حقیقت آنرا بصورت مرشد خود تصور
فیضیاب شود و برکت گیرد و گاه گاه بر مزارات عوام اهل اسلام رفته موت خود را یاد کند
وازفاتحه اوشان را ثواب رسانند و ادب و حکم مرشد خود را بجای ادب و حکم الله تعالی
و رسول الله صلی الله علیه وسلم دانند که نائب اوشان ست و نیز هر کس که ازین فقیر محبت و عقیدت
و ارادت دارد مولوی رشید احمد صاحب سلمه و مولوی محمد قاسم سلمه را که جامع جمیع
کمالات علوم ظاهری و باطنی اند بجای من فقیر راقم اوراق بلکه بمدارج فوق از من
شمارند اگرچه بظاهر معامله برعکس شد که اوشان بجای من و من بمقام اوشان شدم صحبت
اوشان را غنیمت دانند که اینچنین کسان درین زمان نایاب اند و از خدمت بابرکت ایشان
فیضیاب بوده باشند و طریق سلوک که درین رساله نوشته شد در نظر شان تحصیل نمایند
انشاء الله تعالی بی بهره نخواهند ماند الله تعالی در عمر شان برکت دهاد و از تمامی نعمای
عرفانی و کمالات قربیت خود مشرف گرداناد و بمراتب عالیات رساناد و از نور
هدایت شان عالم را منور گرداناد و تا قیامت فیض اوشان جاری دارد بحرمة النبی و آله
الامجاد اللهم اغفر لنا و لوالدینا و لاستادنا و لمشائخنا و لاحبائنا و لجمیع
المؤمنین و المؤمنات الاحیاء منهم و الاموات برحمتک یا ارحم الراحمین
امین امین امین یارب العلمین و صلی الله تعالی علی خیر خلقه
محمد و اله و اصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم
الراحمین

ذکر کیفیت سلاسل مشایخ طریقت رضوان الله علیهم

بیان سلسله طیبه حضرات چشتیه صابریه قدوسیه باید دانست که
فقیر حقیر ننگ خاندان و بدنام کننده بزرگان طریقه روسیاه امداد الله عفی الله عنه را

ست بیعت دارد تباط صحبت و اجازت و خرقه از حضور ہدایت گنجور قطب دوران پیشوای عارفان
نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و مولینا میانجیو شاه نور محمد جهنجهانوی چشتی ست قدس الله
اسراره و ایشان را از شیخ المشائخ حاجی شاه عبد الرحیم شهید ولایتی و ایشان را از شاه عبد الباری
امروہی و ایشان را از شاه عبد الهادی امروہی و ایشان را از شاه عضد الدین ایشان را از شاه محمد مکی
و ایشان را از شاه محمدی و ایشان را از شیخ محب الله اله آبادی و ایشان را از شیخ ابو سعید گنگوہی
و ایشان را از شیخ نظام الدین بلخی و ایشان را از شیخ جلال الدین تهانیسری و ایشان را از
قطب العالم عبد القدوس گنگوہی و ایشان را از شیخ محمد عارف ردولوی و ایشان را از
شیخ احمد عارف ردولوی ایشان را از شیخ عبد الحق ردولوی و ایشان را از شیخ جلال الدین
کبیر الاولیا پانی پتی و ایشان را از شیخ شمس الدین ترک پانی پتی و ایشان را از مخدوم علاء الدین
علی احمد صابر و ایشان را از شیخ فرید الدین شکر گنج مسعود اجودهنی و ایشان را از خواجه
قطب الدین بختیار کاکی و ایشان را از خواجه معین الدین حسن سنجری و ایشان را از خواجه
عثمان هارونی و ایشان را از خواجه حاجی شریف زندنی و ایشان را از خواجه مودود چشتی و ایشان
از خواجه ابو یوسف چشتی و ایشان را از خواجه ابو محمد محترم چشتی و ایشان را از خواجه ابی احمد ابدال
چشتی و ایشان را از خواجه ابو اسحاق شامی و ایشان را از خواجه ممشاد علو دینوری و ایشان را
از خواجه امین الدین ابو هبیره بصری و ایشان را از خواجه حذیفه مرعشی و ایشان را از خواجه
سلطان ابراهیم بن ادهم بلخی و ایشان را از خواجه جمال الدین فضیل بن عیاض
و ایشان را از خواجه عبد الواحد بن زید و ایشان را از امام العارفین خواجه حسن بصری
و ایشان را از امیر المومنین علی کرم الله وجهه و ایشان را از سید المرسلین خاتم النبیین احمد
مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و اصحابه اجمعین **سلسله چشتیه نظامیه قدوسیه**
و نیز حضرت عبد القدوس گنگوہی را اجازت طریقه نظامیه از مرشد خود شیخ درویش بن
قاسم اودهی و ایشان را از سید بدهن بهرایچی از سید اجمل بهرایچی از سید
قوام تهانی ... دیگران مقدم ست زیرا که او ایشان ... ارتباط سلسله و اتحاد وطن حاصل ست

جلال الدین بخاری مخدوم جهانیان جهان گشت از خواجه نصیر الدین روشن چراغ
دهلی از سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا ابن محمد بن احمد بداونی از خواجه فرید الدین
شکر گنج مذکور تا سرور عالم صلی الله علیه وسلم **سلسله علیه قادریه قدوسیه**
ونیز حضرت قطب العالم عبد القدوس گنگوهی را اجازت وخرقه طریقه قادریه از پیر خود
درویش محمد بن قاسم اودهی از سید بدهن بهرایچی از سید اجمل بهرایچی از مخدوم
جهانیان جهان گشت سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عیسی از شیخ
عبید بن ابو القاسم از شیخ ابو المکارم فاضل از شیخ قطب الدین ابو الغیث از شیخ
شمس الدین علی افلح از شیخ شمس الدین حداد از امام الاولیا شیخ محی الدین عبد القادر
جیلانی از شیخ ابو سعید مخزومی از شیخ ابو الحسن قرشی علی الهکاری از شیخ ابو الفرح
طرطوسی از عبد الواحد بن عبد العزیز تمیمی از شیخ ابو بکر شبلی از شیخ جنید بغدادی
از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از داود طائی از شیخ حبیب عجمی از امام حسن
بصری از امیر المومنین علی کرم الله وجهه از سرور عالم صلی الله علیه وسلم ایضا
ونیز فقیر را درین طریقه قادریه اجازت از مرشدم حضرت مولانا میانجیو نور محمد جهنجهانوی
از حاجی عبد الرحیم شهید ولایتی از سید رحم علی شاه از سید عبد الرزاق از سید
عبد الحی از سید محمد غوث از سید ابو محمد از سید شاه محمد از سید قمیص الاعظم
از سید الیاس مغوری از سید عبد الحق مغربی از سید مولانا مغربی از سید احمد قدسی
از سید عبد القادر رابع از سید عبد الوهاب از سید موسی از سید یحیی زاهد از سید
زین الدین از سید عبد الرزاق از غوث الثقلین عبد القادر جیلانی تا سرور عالم
صلی الله علیه وسلم * **سلسله علیه نقشبندیه قدوسیه** ونیز حضرت میران
اجمل بهرایچی را از مرشد خود شاه عبد الحق وایشان از خواجه عبید الله احرار از خواجه
مولانا یعقوب چرخی از خواجه علاء الدین عطار از خواجه بهاء الدین نقشبند *

خواجه سید امیر کلال از خواجه محمد بابا سماسی از خواجه عزیزان علی رامیتنی
از خواجه محمود ابوالخیر فغنوی از خواجه محمد عارف ریوگری از خواجه عبد الخالق غجدوانی
از خواجه یوسف همدانی از خواجه ابو علی فارمدی از خواجه امام ابو القاسم قشیری
از خواجه ابو علی دقاق از خواجه ابو القاسم نصیر آبادی از خواجه ابو بکر شبلی از سید الطائفه
جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجه
حبیب عجمی از امام الاولیا حسن البصری از امیر المومنین علی کرم الله وجهه از سرور
عالم صلی الله علیه وسلم + **ایضاً** + ونیز درین سلسله فقیر را اجازت وخرقه
از مرشد خود مولانا میانجیو نور محمد شاه وایشان را از حضرت سید احمد شهید از شاه عبد العزیز
از شاه ولی الله از شاه عبد الرحیم از شاه سید عبد الله از سید آدم بنوری از امام
ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی از خواجه باقی بالله از خواجه امکنگی از مولانا درویش
از مولانا زاهد از خواجه عبید الله احرار تا سرور عالم صلی الله علیه وسلم **ایضاً**
ونیز فقیر را بیعت واجازت این طریقه از مرشد سابق خود حضرت مولانا وبالفضل اولنا سرحلقه
مجاهدین مولانا نصیر الدین دهلوی وایشان را از شاه محمد آفاق دهلوی از خواجه ضیاء الله
از خواجه محمد زبیر از خواجه حجة الله محمد نقشبند ثانی از خواجه محمد معصوم از حضرت
مجدد تا سرور عالم صلی الله علیه وسلم + **سلسله سهروردیه قدوسیه**
ونیز قطب العالم عبد القدوس گنگوهی را از مرشد مرشد مرشد خود سید اجمل
بهرائچی وایشان را از سید جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابو الفتح از والد
خود صدر الدین از والد خود شیخ بهاء الدین زکریا ملتانی از امام الطریقه شیخ شهاب الدین
سهروردی از شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سهروردی از شیخ وجیه الدین عبد القاهر
سهروردی از شیخ ابو محمد بن عبد الله از شیخ احمد دینوری از شیخ ممشاد علو دینوری
از حضرت جنید بغدادی از معروف کرخی تا سرور عالم صلی الله علیه وسلم

سلسلهٔ کبرویه قدوسیه و نیز شیخ جلال الدین بخاری را اجازت طریقهٔ کبرویه از شیخ حمید الدین سمرقندی از شمس الدین بن ابو محمد بن محمود [illegible] ابراهیم بن ادهم از شیخ علاء یار خالدی از شیخ احمد بابا کمال جندی از شیخ نجم الدین کبری از عمار یاسر از ابو النجیب سهروردی از شیخ احمد غزالی از ابوبکر نساج از ابو القاسم گرگانی از خواجه ابو عثمان مغربی از ابو علی کاتب از شیخ علی رودباری از سید الطائفه جنید بغدادی تا سرور عالم صلی الله علیه وسلم

مناجات

خداوندا باین پیران عظام
بوقت مرگ کن با خیر انجام

بحق آل و ازواج و باصحاب
بجمله اولیا و ابدال و اقطاب

بغوث و فرد و ابرار و باوتاد
بعشاق و نقبا و دو بزهاد

رسیدن عشق کاف گیسو خود را
آله العالمین با رانجهد ار

بخود مشغول دار اندر حیاتم
اگر میرم بمیرم با جنابت

نظم خاتمه از بندهٔ حقیر محمد حسین متخلص به فقیر

جان جانان جسم دو عالم هست او
اوست در گلهای عالم رنگ و بو
شد بغفلت گاه دل او در دل
شد تجلی گاه او هر طور دل

رحمتش در صورت خیر البشر
آمده ما را توجه پیسر
شد قبول جان او تا ابد
گر قبول قبول او بود

گر قبول حق تو خواهی ای [illegible]
بشنو از من نکته های مخزن
دست شو در کار دل باز شو
دائما با درد و غم با یار خو

گر بگوئی چون بود پیدا [illegible]
گو میت با اهل دل [illegible]
گر میسر نیست اهل درد دل
در طلب هرگز نباشی [illegible]

موقف عزلت برای خود بگیر
پس تصانیف محمد حسین گیر
گر نباشی مستطیع فهم آن
این ضیا القلوب کن ورد زبان

چونکه صحبت با ازان پیدا شود
بس محبت با انسان پیدا [illegible]
بشنو از من آنکه اینجا نکته
حضرت حاجی امداد [illegible]

حمد الحمد این ضیا القلوب
جمع کرده ای [illegible]
آنکه [illegible]
وانکه [illegible] مولانا محمد قاسم

عبد رزاق [illegible]
خوش نویسی [illegible] خود [illegible]
تا که [illegible]
[illegible]

حسب فرمایش سید شیر علی صاحب [illegible] محمد [illegible]

تمت بالخیر